www.KitaboSunnat.com

# صحیح اسلامی عقیدہ

تالیف: محترمہ ام عدنان بشریٰ قمر حفظہا اللہ

نظرثانی: فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

# صحیح اسلامی عقیدہ

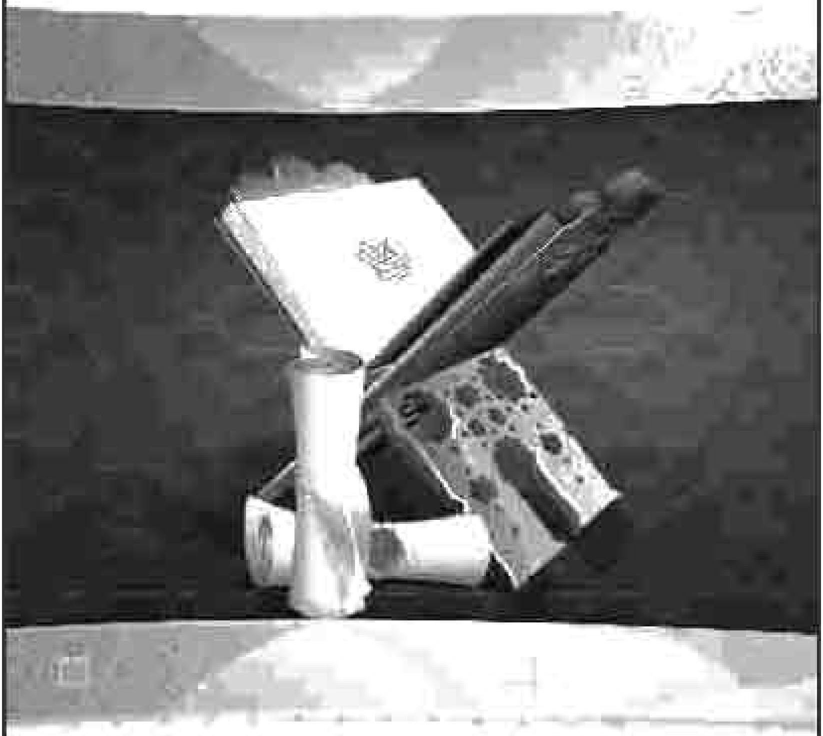

تالیف: محمد اسلم عدنان اثری حفظہ اللہ

نظرثانی: فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ ڈسکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

# صحیح اسلامی عقیدہ

تالیف: محترمہ اُمّ عدنان بُشریٰ قمر حفظہا اللہ

نظرِ ثانی: فضیلۃ الشیخ مولانا مُحمد منیر قمر حفظہ اللہ

اشاعت ———— فروری 2020ء

کمپوزنگ ———— نائلہ قمر، نادیہ قمر، سناء قمر سلمہن اللہ

سیٹنگ ———— ابوسفیان عزیزی

مطبع

بیت السلام پرنٹنگ پریس
042-37141518, 0321-7351350

ناشر

مکتبہ کتاب وسُنّت
ریحان چیمہ۔ڈسکہ

UMM UL QURA
پبلیکیشنز
سیالکوٹ روڈ، گوجرانوالہ 0321-6466422

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

# صحیح اسلامی عقیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فہرست مضامین


- پیش لفظ... فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ ........ 11
- صحیح اسلامی عقیدہ ........ 15
- اصلاحِ عقیدہ کی اہمیت: ........ 16
- شرک کی ابتدا: ........ 17
- شرک کا سبب: ........ 19
- شرک کا انجام: ........ 21
- عبادت کسے کہتے ہیں؟ ........ 23
- اللہ تعالیٰ کس چیز کو پسند اور کسے ناپسند کرتا ہے؟ ........ 25
- بندوں پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا حقوق ہیں؟ ........ 27
- درجاتِ دین: ........ 29
- شہادتین: ........ 30
- کلمہ شہادت کے متعلق ایک عالم دین کا واقعہ: ........ 31
- کلمہ توحید کے تقاضے: ........ 31
- مراجعِ درس ........ 34
- ارکانِ ایمان ایمان باللہ ایمان بالملائکہ ایمان بالکتب ........ 36
- ایمان کی اہمیت: ........ 36
- ایمان کسے کہتے ہیں؟ ........ 37


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




- ① اوامر پر عمل: ........ 40
- ② نواہی سے اجتناب: ........ 41
- ایمان باللہ: ........ 41
- توحیدِ الوہیت اور ربوبیت: ........ 42
- اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل: ........ 44
- اللہ کون؟ ........ 49
- توحیدِ اسما وصفات: ........ 49
- ایمان بالملائکہ: ........ 52
- ① اجمالی ایمان: ........ 53
- ② تفصیلی ایمان: ........ 54
- فرشتوں کی پیدائش: ........ 54
- فرشتوں کی تعداد: ........ 55
- فرشتوں کی صفات: ........ 56
- فرشتوں کی موت: ........ 57
- فرشتوں کی عبادت: ........ 57
- فرشتوں کے نام: ........ 57
- فرشتوں کے فرائض: ........ 57
- ایمان بالکتب: ........ 61
- کتابوں پر ایمان لانے کی حقیقت: ........ 64
- مراجعِ درس ........ 64
- **ارکان ایمان: ایمان بالرسل ایمان بالیوم الآخر ایمان بالقدر 65**
- ایمان بالرسل: ........ 65


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




- حقیقتِ نبوت: ........ 67
- انبیا و رسل علیہم السلام کی تعداد اور سب سے افضل رسول: ........ 68
- محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ........ 73
- ایمان بالیوم الآخر: ........ 79
- یومِ آخرت پر ایمان لانے کا مطلب: ........ 80
- پل صراط کے اوپر سے گزرنا: ........ 81
- میزان برحق ہے: ........ 82
- ایمان بالقدر: ........ 85
- پہلا درجہ: ........ 85
- تقدیر پر ایمان لانے کا دوسرا درجہ: ........ 89
- (1) ''تقدیر ازلی'' کیا ہے؟ ........ 90
- (2) ''تقدیرِ عمری'': ........ 91
- (3) تیسری تقدیر: ........ 93
- (4) ''تقدیرِ حولی'': ........ 94
- (5) ''تقدیرِ یومی'': ........ 94
- سعادت وشقاوت پہلے ہی تقدیر میں لکھی جاچکی ہے: ........ 95
- بندے پر تقدیر کے متعلق واجبات: ........ 98
- مسئلہ تقدیر اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق میں ایک راز ہے: ........ 99
- دنیوی اسباب کا استعمال: ........ 99
- دو نقصان دہ چیزیں: ........ 101
- دو مفید چیزیں: ........ 102


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




مراجعِ درس ........ 103

**اقسامِ توحید اور ازالہ شبہات ........ 104**

توحید کی قسمیں: ........ 104

① توحیدِ ربوبیت: ........ 104

② توحیدِ الوہیت: ........ 110

③ توحیدِ اسما و صفات: ........ 115

توحیدِ عبادت میں شرک: ........ 116

عبادت میں شرک کی دو قسمیں: ........ 116

بعض شبہات و اعتراضات اور ان کا ازالہ: ........ 117

پہلا شبہہ: ........ 117

دوسرا شبہہ: ........ 120

تیسرا شبہہ: ........ 123

چوتھا شبہہ: ........ 125

پانچواں شبہہ: ........ 126

حصولِ شفاعت کی شرائط: ........ 128

چھٹا شبہہ: ........ 129

مراجعِ درس ........ 133

**توحید سے متعلق شبہات کا ازالہ ........ 134**

ساتواں شبہہ: ........ 134

وسیلہ کی اقسام: ........ 135

اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات کا وسیلہ: ........ 135


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فقر وحاجت کے اظہار کا وسیلہ: ........ 136
نیک اعمال کا وسیلہ: ........ 136
زندہ نیک لوگوں کی دعا کا وسیلہ: ........ 137
آٹھواں شبہہ: ........ 138
کیا مسلمان بھی شرک کرتے ہیں؟ ........ 140
قبروں کی زیارت کا مقصد: ........ 142
بزرگوں کا احترام: ........ 155
ریا کاری اور دکھلاوے: ........ 161
مراجعِ درس ........ 162
**عبادت کی قسمیں ........ 167**
عبادت کی اقسام: ........ 167
مراجعِ درس ........ 174
**عبادت میں شرک ........ 175**
مراجعِ درس ........ 205
**شرک کا انجام ........ 206**
شرک کی تعریف: ........ 206
شرک ...قرآن کریم کی روشنی میں: ........ 206
شرک کی تردید اور اس کا انجام ...حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں: ........ 209
شرک اور اس کی سزا: ........ 212
شرک کے نقصانات ........ 214
شرک ایک عظیم جرم کیوں ہے؟ ........ 214

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




❁ جواب: ........................ 215

❁ شرک اور اس کی اقسام: ........................ 216

❁ ① شرکِ اکبر: ........................ 217

❁ ② شرکِ اصغر: ........................ 218

❁ شرکِ اصغر جلی: ........................ 218

❁ شرکِ اصغر خفی: ........................ 219

❁ شرکِ اکبر اور شرکِ اصغر میں فرق: ........................ 220

❁ عقیدہ توحید کے متعلق تعلیماتِ شیخ جیلانی رحمہ اللہ: ........................ 221

❁ حاجت روا اور مشکل کشا کون؟ ........................ 223

❁ مراجعِ درس ........................ 227


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیش لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ، وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. أما بعد :

قارئینِ کرام و قارئاتِ محترمات ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم نمازیں پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، صدقات وزکوٰۃ دیتے ہیں اور حج وعمرہ بھی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے ان تمام فرائض واعمال کو شرفِ قبول سے نوازے۔ آمین

لیکن کیا ہم نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ تمام اعمال کی قبولیت کیلئے بنیادی شرائط کیا ہیں؟

دوسرے لفظوں میں اخروی نجات اور فوز وفلاح کیلئے ایمان کے ساتھ جس عملِ صالح کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ کیا ہے؟ اور کوئی عمل کب صالح بنتا ہے؟

اس سلسلے میں اصل بات یہ ہے کہ کوئی عمل اس وقت تک مقبول نہیں ہوتا جب تک کہ صالح نہ ہو اور کوئی عمل اس وقت تک صالح نہیں ہوتا جب تک کہ عمل کرنے والے کا ایمان وعقیدہ صحیح نہ ہو اور اس کا وہ عمل خالص رضائے الٰہی کے لیے اور سنتِ رسول ﷺ کے عین مطابق نہ ہو۔[1]

[1] ''عملِ صالح کی پہچان'' کے نام سے ہماری ایک کتاب بنگلور، ہندوستان میں شائع ہوچکی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَمِنْهُ الْقَبُوْلُ (ابوعدنان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مشرک چاہے جتنی کتنی بھی عبادتیں کرے وہ قبول نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [المائدة: ٢٧]

''اللہ تو پرہیزگاروں کا (عمل) قبول کرتا ہے۔''

ایک حدیثِ قدسی میں نبیِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(( اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيْ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ ))[1]

''میں تمام شرکاء سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور میرے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کر دیا تو میں اسے اور اسکے شرک کو ترک کر دیتا ہوں۔''

اسی طرح بدعتی کی عبادتیں بظاہر جتنی بھی دل آویز کیوں نہ ہوں، وہ درجۂ قبولیت کا شرف حاصل نہیں کر سکتیں، کیونکہ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(( مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ ))[2]

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جسکا ہم نے حکم نہیں دیا، تو وہ عمل مردود و نامقبول ہے۔''

نیز فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

(( مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ))[3]

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دے رکھا تو اس کا وہ عمل مردود و نا منظور ہے۔''

معلوم ہوا کہ بدعقیدہ مشرک اور بدعتی شخص کی عبادت قبول نہیں ہوگی، لہٰذا ہمیں

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٨٥) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٤٢٠٢) مسند أحمد، رقم الحديث (٩٦١٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٦٩٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٧١٨)

[3] حوالہ جاتِ سابقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سب سے پہلے اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہیے۔ زیرِ نظر کتاب ''صحیح اسلامی عقیدہ'' اسی اصلاحِ عقائد کی ایک کوشش ہے، جس کی مؤلفہ ام عدنان بشریٰ قمر حفظہا اللہ نے اِس کی تالیف و تیاری میں قرآنی آیات و احکام اور صحیح وحسن درجہ کی احادیثِ نبویہ اور اہلِ علم کی نگارشات سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ہم نے بساط بھر اس کی تہذیب وتنقیح کر دی ہے اور اردو کی نوک پلک سنوارنے کی چارہ سازی بھی کی ہے۔ کتاب میں وارد احادیث کی فنی تخریج میں جناب حافظ شاہد رفیق صاحب حفظہ اللہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی، مدیر ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ) کے تعاون نے کتاب کے معیار واعتبار میں اضافہ کردیا ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیراً.

اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں ہمارے ساتھ ہمارے دوست اور سعودی عرب کے مشرقی صوبے کی مشہور رفاہی وفلاحی اور سماجی شخصیت جناب خواجہ عصمت امین صاحب حفظہ اللہ نے بھرپور تعاون کیا ہے۔ بَارَكَ اللّٰہُ فِي اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَعُمُرِہٖ وَصَالِحَ اَعْمَالِہٖ، آمین

اس کتاب کی کمپوزنگ ہماری عزیز دختران نائلہ قمر، نادیہ قمر اور سناء قمر ۔حفظھنَّ اللّٰہ۔ نے کی ہے۔ جَزَاھُنَّ اللّٰہُ خَیراً وَوَفَّقَھُنَّ لِلْخَیرِ وَالْبِرِّ.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کتاب کی مؤلفہ ام عدنان قمر حفظہا اللہ کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے، انھیں مزید توفیق سے نوازے، صحت وعافیت سے رکھے اور اس کتاب کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، اور قارئینِ کرام وقارئاتِ محترمات اور خصوصاً واعظین وواعظات اور مدرّسین ومدرّسات کے لیے دروس کی تیاری میں ممدّ ومعاون بنائے۔ آمین یارب العالمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

**ابو حسان محمد منیر قمر نواب الدین**

مترجم شرعی کورٹ الخبر وداعیہ متعاون

بمکاتب الجالیات (دعوہ سنٹرز)

الخبر والراکہ والدمام

سعودی عرب

بروز اتوار

۱۶/۱/۱۴۴۱ھ

2019\9\15ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# صحیح اسلامی عقیدہ

حمد وثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

قرآنِ کریم کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو سب سے پہلے اللہ کی وحدانیت وعبادت کا درس دیا تھا۔ سورۃ الانبیا (آیت: ۲۵) میں امام الانبیا خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾

”اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے اُن کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، تم میری ہی عبادت کرو۔“

لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اُس امر کا علم وعرفان حاصل کرے، جسے دے کر اس نے رسولوں کو بھیجا، جس کی یاد دہانی کے لیے کتابیں نازل فرمائیں، جس کے سبب دنیا وآخرت، جنت وجہنم اور حشر ونشر کی تخلیق ہوئی، جس کے لیے میزان قائم ہوگا، نامہ اعمال تقسیم کیے جائیں گے اور جس امر کی بنیاد پر شقاوت و بدبختی اور سعادت ونیک بختی حاصل ہوگی، جیسا کہ سورۃ الجاثیہ (آیت: ۲۲) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾

”اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے تا کہ ہر نفس کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے اور ان کے ساتھ نا انصافی نہ ہو۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



یہ نہیں ہوگا کہ نیک و بد دونوں کے ساتھ وہ یکساں سلوک کرے، جیسا کہ کافروں کا زعمِ باطل ہے، کیونکہ دونوں کو برابری کی سطح پر رکھنا ظلم یعنی عدل کے خلاف اور مسلمات سے انحراف بھی ہے، اس لیے جس طرح کانٹے بو کر انگور کی فصل حاصل نہیں کی جاسکتی، اُسی طرح بدی کا ارتکاب کر کے وہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا جو اللہ نے اہلِ ایمان کے لیے رکھا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے یہ جاننا ہے کہ دینِ اسلام کیا ہے اور عبادت کسے کہتے ہیں؟

## اصلاحِ عقیدہ کی اہمیت:

دینی مسائل کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ ''ایمانیات'' کہلاتا ہے، جسے ہم عقائد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دوسرا حصہ ''عبادات'' کہلاتا ہے،، جسے ہم ''اعمال'' کے نام سے جانتے ہیں۔ دینِ اسلام میں عقائد کو وہی حیثیت حاصل ہے جو بدن میں ریڑھ کی ہڈی کو اور درخت میں جڑ کو حاصل ہے۔ جس طرح ریڑھ کی ہڈی کے بغیر بدن بدن نہیں رہتا اور جڑ کے بغیر کوئی درخت زندہ نہیں رہ سکتا، اسی طرح اگر عقیدہ درست نہ ہوتو سارے اعمالِ خیر اکارت جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین کے صوم و صلات اور اعمالِ خیر کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی چیز جس کی اصلاح کی جانی چاہیے، وہ عقائد کا مسئلہ ہے، مگر بدقسمتی سے عقائد پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

صحیح عقیدہ ہی ملتِ اسلامیہ کی بنیاد اور دینِ اسلام کی اساس ہے۔ اسی پر امتوں کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ ہر امت کی بہتری اور سر بلندی اُس کے عقیدے کی سلامتی اور اس کے افکار کی درستی سے وابستہ ہے، اس لیے تمام انبیاء رضی اللہ عنہم نے عقیدے کی اصلاح کی دعوت دی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا سابقہ آیت سے پتا چل رہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی دعوت کی ابتدا اسی طرح کی، چنانچہ سورۃ الاعراف (آیت: ۵۹) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انھوں نے (ان سے) کہا کہ اے میری برادری کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اُس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمھارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے۔“

## شرک کی ابتدا:

اس آیت میں اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ ان کی قوم نے سب سے پہلے غلو کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا لیکن یہ شرک کا مرض تب سے لے کر آج تک مسلمانوں میں بڑھتا ہی چلا آ رہا ہے۔

دنیا میں پہلے صرف توحید ہی تھی، شرک بعد میں پیدا ہوا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ (آیت: ۲۱۳) میں فرمایا ہے:

﴿ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴾

”دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے، اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ کریں جن میں انھوں نے اختلاف کیا۔“

ایک اور جگہ سورت یونس (آیت: ۱۹) میں فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ﴾

”اور تمام لوگ ایک ہی امت تھے، پھر انھوں نے اختلاف پیدا کر لیا۔“

اختلاف ہمیشہ راہِ حق سے انحراف کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس انحراف کا نتیجہ بغض و عناد ہوتا ہے۔ امتِ مسلمہ میں بھی جب تک یہ انحراف نہیں آیا، یہ امت اپنی اصل پر قائم رہی اور اختلافات کی شدت سے محفوظ رہی، لیکن تقلیدِ جامد اور بدعات نے جب حق سے گریز کا راستہ کھولا، تو اس سے اختلافات کا دائرہ پھیلتا اور بڑھتا ہی چلا گیا، تا آں کہ اتحادِ امت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ایک ناممکن چیز بن کر رہ گیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں اور وہ سبھی لوگ اسلام پر تھے۔“[1]

شرک لوگوں کی اپنی ایجاد ہے۔ ورنہ پہلے پہل اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ تمام لوگ ایک ہی دین اور ایک ہی طریقے پر تھے اور وہ اسلام ہے جس میں توحید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے پہلے تمام لوگ اسی توحید پر قائم رہے۔ قومِ نوح علیہ السلام نے اختلاف کر کے شرک شروع کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک اُس وقت پیدا ہوا جب انھوں نے نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو کیا اور اپنے نبی کی دعوت سے تکبر کی بنا پر انکار کیا، جیسا کہ سورت نوح (آیت: ۲۳) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾

”اور انھوں نے کہا: ہرگز نہ چھوڑو، اپنے معبودوں کو اور نہ ہی وڈ، سواع، یغوث، یعوق اور نہ نسر کو چھوڑنا۔“

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے وہ بت تھے جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے، بعد ازاں ان کی اتنی شہرت ہوئی کہ عرب میں بھی ان کی پوجا پاٹ ہوتی رہی، چنانچہ ”وُدّ“ دومۃ الجندل میں قبیلہ بنی کلب کا بت تھا اور ”سواع“ ساحلِ بحر کے قبیلہ بنی ہذیل کا، ”یغوث“ سبا کے قریب جرف جگہ میں بنی مراد اور بنی غطیف کا، ”یعوق“ ہمدان قبیلے کا اور ”نسر“ حمیر قوم کے قبیلہ ذوالکلاع کا معبود رہا۔

[1] تفسیر ابن کثیر (۱/ ۲۵۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



## شرک کا سبب:

یہ پانچوں قومِ نوح علیہ السلام کے نیک آدمیوں کے نام تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو شیطان نے ان کے عقیدت مندوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان مجلسوں میں، جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے، ان کی تصویریں بنا کر لگادو اور اپنے بچوں کے نام ان بزرگوں کے ناموں پر رکھو، تاکہ ان کی یاد تازہ رہے اور ان کے تصور سے تم بھی ان کی طرح نیکیاں کرتے رہو، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ تصویریں بنا کر رکھنے والے فوت ہو گئے اور لوگ ان کی اصل حقیقت بھول گئے تو شیطان نے ان کی نسلوں کو یہ کہہ کر شرک میں ملوث کر دیا کہ تمھارے آبا و اجداد تو ان کی عبادت کیا کرتے تھے، جن کی یہ تصویریں ہیں، چنانچہ انھوں نے ان کی پوجا شروع کر دی، لیکن شروع میں ان مورتیوں کی پوجا نہ کی، ان کی پوجا اس وقت شروع ہوئی جب مورتیاں رکھنے والے فوت ہو گئے۔ جیسا کہ صحیح البخاری (حدیث: ۴۹۲۰) میں مذکور ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

”سلف میں سے کئی ایک نے کہا ہے کہ جب وہ (نیک لوگ) فوت ہو گئے تو انھوں نے ان کی قبروں پر ڈیرا ڈال لیا، پھر انھوں نے ان کے مجسمے بنا ڈالے، پھر کافی مدت گزرنے کے بعد انھوں نے ان کی پرستش شروع کر دی۔“[1]

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے مزید کہا ہے:

”بتوں کی پوجا کے بارے میں شیطان نے ہر قوم کو اس کی سمجھ کے مطابق ہی بے وقوف بنایا ہے۔ ایک گروہ کو مُردوں کی تعظیم کے نام سے بتوں کی عبادت کی طرف بلایا۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے نیکوکار لوگوں کی تصویریں بنائیں، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کیا۔ مشرکینِ عوام میں شرک کی ابتدا کا

[1] إغاثة اللهفان (٢/ ٢٠٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



یہی سبب ہے۔ جہاں تک مشرکینِ خواص کا تعلق ہے، انھوں نے ان ستاروں کی شکل کے مجسمے بنائے، جن کے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ وہ نظامِ عالم چلانے میں موثر ہیں، پھر ان مجسموں کے لیے انھوں نے گھر بنائے، مجاور اور دربان مقرر کیے اور ان پر چڑھاوے چڑھائے۔ قدیم زمانے سے لے کر اب تک شرک کی یہ صورت دنیا میں موجود ہے، اس کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے دین قوم سے ہوئی جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرک کے بطلان کے لیے مناظرہ کیا، اُن کی دلیل کو اپنے علم سے اور اُن کے معبودوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑا، جواب میں انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کا مطالبہ کیا۔ ایک گروہ نے چاند کی تصویر بنائی، انھوں نے یہ گمان کیا کہ یہ بندگی کا مستحق ہے اور عالمِ سفلی کا نظم ونسق یہی چلاتا ہے۔ دوسرے گروہ نے آگ کی پرستش کی، یہ لوگ مجوسی ہیں، انھوں نے آگ کے لیے گھر بنائے اور ان کے دربان و مجاور مقرر کیے، وہ ایک لمحے کے لیے آگ کو بجھنے نہیں دیتے۔ کچھ لوگ پانی کی پوجا کرتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ پانی ہر چیز کی اصل ہے، اسی سے ہر چیز کی پیدائش ہوتی ہے اور اسی سے نشو و نما ہے۔ سب چیزوں کی ستھرائی و پاکیزگی اسی سے ہوتی ہے اور یہی عالم کی آبادکاری کا ذریعہ ہے۔ بعض لوگ حیوانات کی پرستش کرتے ہیں، ان میں سے کچھ تو گھوڑے کو پوجتے ہیں اور کچھ گائے (ہاتھی، بندر اور ناگ) کو۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زندہ اور مردہ انسانوں کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض جنوں کی بندگی کرتے ہیں، بعض درختوں کو پوجتے ہیں اور بعض فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔“[1]

مذکورہ سابقہ آیت اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دیواروں پر تصویروں کا لٹکانا

[1] إغاثة اللهفان (۲/ ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۱، ۳۳۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اور مجالس اور میدانوں میں مجسمے نصب کرنا بہت خطرناک ہے، اس کی وجہ سے لوگ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تصویروں اور مجسموں کی تعظیم لوگوں کو ان کی پرستش تک پہنچا دیتی ہے اور لوگ یہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ خیر لانے اور شر دور کرنے کا سبب ہیں، جیسا کہ قومِ نوح علیہ السلام میں ہوا۔ شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے اور دھوکا دینے کے لیے بے حد حریص ہے، بسا اوقات وہ ان کے بھلے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، بھلائی کی بات پر ترغیب کے بہانے گمراہ کرتا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ان نیک لوگوں سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے تو اس نے انھیں ان کی محبت میں غلو کی ترغیب دی، ان سے ان نیک لوگوں کے مجسمے نصب کروائے جس سے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ راہِ صواب سے دور ہو جائیں۔

## شرک کا انجام:

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کی منصوبہ بندی صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں ہوتی، بلکہ آیندہ نسلوں کے لیے بھی ہوتی ہے۔ جب وہ حضرت نوح علیہ السلام کی نسل میں شرک داخل نہ کر سکا تو اس نے آپ کی قوم کی آنے والی نسلوں کو شرک میں مبتلا کرنے کی غرض سے اپنا جال پھینکا۔ خود اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا، لیکن اولادِ آدم کو مرے ہوئے لوگوں کو سجدہ کروا رہا ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کے واقعے میں شرک کے متعلق فرمایا ہے:

﴿ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان: ١٣]

''شرک مت کرو بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔''

جبکہ سورۃ الزمر (آیت: ٦٥) میں اللہ رب العالمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



"(اے میرے نبی!) اگر تم نے شرک کیا تو تمھارے عمل بھی برباد ہو جائیں گے اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔"

آپ اندازہ کریں کہ جس گناہ سے باز رہنے کے لیے انبیائے کرام اور امام الانبیا ۔صلوٰت اللہ و سلامہ علیہم أجمعین۔ کو اس قسم کا خطاب کیا گیا ہو، اگر یہی گناہ کوئی امتی کرے گا تو اس کا کیا حشر ہوگا؟

شرک کے نقصان کے بارے میں سورۃ المائدہ (آیت: ۷۲) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾

"خود مسیح نے ان سے کہا: اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو، جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

اور سورت آل عمران (آیت: ۱۸، ۱۹) میں خود اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾

"اللہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبودِ (برحق) نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں، وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اُس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام (ہی) ہے۔"

جن و انس کی تخلیق کی غرض و غایت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پروردگار کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حیثیت سے پہچانیں اور صرف اسی کی عبادت کریں، انسان و جنات کی تخلیق کا مقصدِ وحید ہی عبادت بتایا گیا ہے، جیسا کہ سورۃ الذاریات (آیت: ٥٦) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

## عبادت کسے کہتے ہیں؟

ہر انسان جو عاقل و بالغ ہے، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس سے سوال کر کے اپنے ضمیر کو ٹٹولے اور اپنے آپ سے پوچھے کہ میں اس دُنیا میں کیوں پیدا کیا گیا ہوں؟ مجھے ساری کائنات سے ممتاز کیوں بنایا گیا اور اس زمین پر میری ڈیوٹی کیا ہے؟ انسان کی فوقیت و برتری اور ممتاز مقام کا ثبوت تو خود قرآنِ کریم میں مذکور ہے۔ سورت بنی اسرائیل (آیت: ٧٠) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ﴾ ''اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔''

تو کیا خیال ہے! ہم اس ذاتِ پاک کا شکر ادا نہ کریں جس نے ہمیں عزت بخشی، خوبصورت شکل اور قد و قامت عطا کی، ایک اور چیز بھی دی جو کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں اور وہ ہے عقل، یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کو عطا کی ہے، اس کے علاوہ دوسری بے شمار نعمتیں بھی ہیں جو اس ذاتِ بابرکات نے اپنے بندے کو عطا فرمائی ہیں، مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

عبادت ایک جامع لفظ ہے جو اُن تمام ظاہری و باطنی اقوال و اعمال کو شامل ہے جنھیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جن سے خوش ہوتا ہے۔ نیز عبادت ان تمام چیزوں سے براءت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی پسند و رضا کے منافی اور مخالف ہیں۔ لہٰذا عبادت کے معنی ہیں کسی کی رضا کے لیے انتہائی تذلل و عاجزی اور کمالِ خشوع کا اظہار کرنا۔ امام ابن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''شریعت میں کمالِ محبت، خضوع اور خوف کے مجموعے کا نام عبادت ہے۔'' یعنی جس ذات کے ساتھ محبت ہو، اس کی مافوق الاسباب طاقت کے سامنے عاجزی و بے بسی کا اظہار ہو اور اس کی گرفت کا خوف بھی ہو۔ کسی عمل کا عبادت میں اس وقت شمار ہوتا ہے جب اس عمل میں دو چیزیں جمع ہوں:

1 کمالِ محبت۔ 2 کمالِ عجز و انکسار۔

سورۃ البقرۃ (آیت: ۱۶۵) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ﴾

''جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی یہ ہے کہ بندہ صرف وہی چیز پسند کرے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ہر اس چیز سے نفرت و عداوت رکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی کرے گا اور نواہی سے اجتناب کرے گا، اس کے اولیا سے دوستی کرے گا اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مسند احمد کی ایک حدیث میں اللہ کے لیے دوستی اور اسی کے لیے دشمنی کو ایمان کا مضبوط ترین حصہ کہا گیا ہے۔[1]

سورۃ المائدہ (آیت: ۵۱) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾

''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے ہی کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے انھیں دوست بنائے گا، وہ بھی انھیں میں سے ہو جائے گا، بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

---

1 مسند أحمد (٤/ ٢٨٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## اللہ تعالیٰ کس چیز کو پسند اور کسے ناپسند کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیج کر اور کتابوں کو نازل فرما کر بندوں کو یہ بتا دیا ہے کہ وہ کن کاموں سے خوش ہوتا ہے اور اپنے بندوں کو انھیں کرنے کا حکم دیا ہے اور جس چیز سے ناراض ہوتا ہے، اس سے منع کر دیا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم کی سورۃ النساء (آیت: ۱۶۵) میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾

"(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر) بھیجا تھا، تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع نہ رہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان والوں کو جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخبری دینا اور کافروں کو اللہ کے عذاب اور بھڑکتی ہوئی جہنم سے ڈرانا۔ نبوت کا یہ سلسلہ ہم نے اس لیے قائم فرمایا ہے تاکہ کسی کے پاس یہ عذر باقی نہ رہے کہ ہمیں تیرا پیغام نہیں پہنچا ہے، جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر سورت طٰہٰ (آیت: ۱۳۴) میں فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى﴾

"اور اگر ہم ان کو پیغمبر (کے بھیجنے) سے پیشتر کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام (واحکام) کی پیروی کرتے؟"

نیز سورت آل عمران (آیت: ۳۱) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ بات کتاب وسنت کے دلائل سے واضح ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں انسان کے وہی اعمال مقبول ہوں گے جن کی اساس صحیح عقیدے پر ہوگی۔ اگر عقیدہ صحیح نہیں تو ہر عمل اور ہماری ہر قسم کی عبادت بے کار ہو جائے گی اور اللہ کے ہاں اس کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کی سورۃ الزمر (آیت: ۱۱،۱۲) میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

''کہہ دو کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کو خالص کر کے اس کی بندگی کروں اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ میں سب سے اوّل مسلمان بنوں۔''

اس آیت سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر قسم کی عبادت میرے لیے خالص ہے، مثلاً: دعا، خوف، امید، نماز، روزہ، قربانی، نذر وغیرہ کو کمالِ محبت اور خوف کے جذبے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے اس طرح خالص کر دیا جائے کہ اس کا ادنیٰ حصہ بھی غیر اللہ کے لیے نہ ہو۔

سورت طلاق (آیت: ۵) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا﴾

''یہ اللہ کے حکم ہیں جو اللہ نے تم پر نازل کیے ہیں اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اُس سے اُس کے گناہ دُور کر دے گا اور اُسے اجرِ عظیم بخشے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سورۃ الانبیاء (آیت: ۹) میں اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَ مَنْ نَّشَآءُ وَ اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ﴾

”پھر ہم نے ان کے بارے میں (اپنا) وعدہ سچا کر دیا تو اُن کو اور جس کو چاہا نجات دی اور حد سے نکل جانے والوں کو ہلاک کر دیا۔“

## بندوں پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا حقوق ہیں؟

سورۃ الاعراف (آیت: ۵۹) کے مطابق ہر رسول نے اپنی دعوت کی ابتدا اس طرح کی:

﴿اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾

”اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔“

عبادت اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم کی ایک معروف حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتے تو وہ اس کو عذاب نہ دے۔[1]

یہ حق تمام حقوق سے پہلے ہے۔ کوئی اور حق اس سے پہلے ہے نہ اس سے بڑھ کر۔ جیسا کہ سورت بنی اسرائیل (آیت: ۲۳) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

”تمھارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔“

اور سورۃ الانعام (آیت: ۱۵۱) میں یہ بھی فرمایا:

[1] صحيح البخاري، كتاب التوحيد (١٣/ ٣٠٠) صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم الحديث (٣٠)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

”کہہ دیجیے آؤ میں تم کو یہ پڑھ کر سناؤں جو تمھارے پروردگار نے تم پر حرام کیا ہے کہ تم کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراو۔“

چونکہ یہ حق تمام حقوق پر افضل ہے اور دین کے تمام احکام کی جڑ اور بنیاد ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ مکے کی تیرہ سالہ زندگی میں لوگوں کو اسی حق کے قائم کرنے کی دعوت دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی نفی کرتے رہے۔ قرآنِ کریم کی بیشتر آیات میں اسی حق کو ثابت کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں شبہات کی نفی کی گئی ہے۔ ہر نمازی، خواہ وہ فرض پڑھے یا نفل، اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ اس حق کو ادا کرنے کا عہد کرتا ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ [الفاتحة: ٥]

”ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“

اس عظیم حق کو توحیدِ عبادت یا توحید الوہیت کہا جاتا ہے، یہ توحید انسانی فطرت میں موجود ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث شریف میں ہے:

« كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ »[1]

”ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ، وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا »[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٠٤٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٧٠١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٠)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اُسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔“

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه“ کے اقرار کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دیا جائے اور اُس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔

## درجاتِ دین:

دینِ اسلام کے تین درجے ہیں:

① اسلام۔ ② ایمان۔ ③ احسان۔

ان تینوں میں سے جس کا بھی نام لیا جائے، وہی پورے دین کو محیط ہوگا۔

آیئے! سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ اسلام کا کیا معنی ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اسلام کا معنیٰ ہے توحید کے ساتھ اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا اور شرک سے نکلنا۔ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جہنم کو حرام کر دیا ہے جو [صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر] ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه“ کہتا ہے۔“[1]

اسلام کا سب سے پہلا رکن ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه“ ہی ہے۔ یعنی اس بات کا قرار کرنا کہ اللہ عزوجل کی عبادت میں کوئی شریک ہے نہ اس کی بادشاہت میں کوئی حصے دار ہے۔

سورت محمد (آیت: ۱۹) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ﴾

”پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی اور اللہ تم لوگوں کے چلنے

[1] صحيح البخاري (١/ ١٠٩)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



پھرنے اور ٹھہرنے سے واقف ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ باطل معبودوں کا انکار کیا جائے، جن کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے، جیسا کہ سورۃ الحج (آیت: ٦٢) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾

''یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اس لیے کہ اللہ رفیع الشان اور سب سے بڑا ہے۔''

اسی طرح مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''افضل اسلام اللہ پر ایمان ہے۔''[1]

## شہادتین:

اللہ تعالیٰ پر ایمان ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کا اقرار ہے۔ یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اس کے سوا کوئی خالق و مالک نہیں اور ہر قسم کی عبادت اسی کے لیے خاص ہے جو ہمارا خالق و رازق ہے، جو حی اور قیوم ہے، جو علیم وخبیر ہے، جو سمیع و بصیر ہے اور جس نے حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ کو مطاع بنا کر مبعوث فرمایا، جبکہ ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' ''حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' کہہ کر اس بات کی شہادت گواہی دینا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ سورۃ النور (آیت: ٦٢) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾

''مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔''

ایسا نہ ہو کہ زبان پہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کا ورد ہو اور دل و دماغ میں اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو اس کی شہادت غیر مفید ہوگی اور وہ دیگر منافقوں کی طرح کافر

[1] مسند أحمد (٤/ ١١٤) السلسلة الصحيحة (٢/ ٥٥١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوگا۔ لہٰذا کلمہ شہادت ایک کلمہ ہی نہیں جسے زبان سے ادا کرلیا جائے تو کافی ہو جائے گا۔ نہیں! بلکہ اس کا ایک عظیم مفہوم ہے جس کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ یعنی جب کوئی شخص کلمہ پڑھے تو ساتھ ہی ساتھ اس کے مفہوم کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے اس کے تقاضوں کو پورا کرے، نیز اس کے منافی تمام امور سے اجتناب کرے۔ ایسی صورت ہی میں وہ حقیقی مسلمان ہوگا۔

## کلمہ شہادت کے متعلق ایک عالم دین کا واقعہ:

ایک عالِم دین کے پاس کچھ بچے قرآن وحدیث کا سبق پڑھنے آتے تھے، ان میں سے کسی ایک نے مولانا صاحب کو ایک طوطا لا کر دیا جو باتیں کرتا تھا۔ مولانا صاحب نے طوطے کو کلمہ شہادت پڑھانا شروع کردیا اور طوطے نے کلمہ شہادت یاد کرلیا۔ اب وہ سارا دن ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' پڑھتا رہتا تھا، ایک دن شیخ صاحب رو رہے تھے۔ اتنے میں ایک طالب علم باہر سے آیا اور اس نے دیکھا کہ مولانا صاحب بہت رو رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ مولانا صاحب نے کہا کہ طوطا مر گیا ہے، اس کو بلی نے کھا لیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہم اور طوطا لے آتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں اس کی موت کی وجہ سے نہیں رو رہا، مجھے اس لیے رونا آ رہا ہے کہ سارا دن اس کی زبان پر کلمہ شہادت رہتا تھا لیکن مصیبت کے وقت اس کی زبان پر ''أشھد أن لا إله إلا الله'' کے بجائے چیخ پکار کے سوا کچھ نہ تھا اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمارا کلمہ شہادت بھی محض زبان کی حد تک نہ رہ جائے۔ کیا ہم اس کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں؟

## کلمہ توحید کے تقاضے:

کلمہ شہادت کے تقاضے یہ ہیں:

1. رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں کی خبر دی ہے، ان کی اپنے دل کی گہرائیوں سے تصدیق کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



2 ماضی میں گزرے واقعات کی جو خبر دی ہے اور مستقبل میں آنے والے حالات کے بارے میں جو پیش گوئی کی ہے، سب کی تصدیق کرنا۔

3 جن کاموں کا حکم دیا ہے، ان میں آپ ﷺ کی اطاعت کرنا۔

4 ان چیزوں سے باز رہنا جن سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

5 اللہ کی عبادت اُسی طریقے سے کرنا، جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع فرمایا ہے۔سورۃ الاحزاب (آیت: ۴۵، ۴۶) میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ شَٰهِدٗا وَمُبَشِّرٗا وَنَذِيرٗا ۝٤٥ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذۡنِهِۦ وَسِرَاجٗا مُّنِيرٗا ﴾

''اے پیغمبر! یقیناً ہم ہی نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔''

اس آیتِ کریمہ سے پتا چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے ان افراد کی گواہی دیں گے، جو آپ پر ایمان لائے اور ان کی بھی جنھوں نے تکذیب کی۔ اس طرح آپ دیگر انبیا علیہم السلام کی بھی گواہی دیں گے کہ انھوں نے اپنی اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا، یہ گواہی اللہ کے دیے ہوئے یقینی علم کی بنیاد پر ہوگی، اس لیے نہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیا کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں۔ یہ عقیدہ تو نصوصِ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ ''سراجاً منیراً'' کا مطلب ہے روشن چراغ۔ یعنی جس طرح چراغ سے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں، اسی طرح آپ ﷺ کے ذریعے سے کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ علاوہ ازیں اس چراغ سے کسبِ ضیا کر کے جو کمال و سعادت حاصل کرنا چاہے، کر سکتا ہے، کیوں کہ یہ چراغ قیامت تک روشن ہے۔

سورۃ المائدہ (آیت: ۴۸) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ مُہَیۡمِنًا عَلَیۡہِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الۡحَقِّ ؕ لِکُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡکُمۡ شِرۡعَۃً وَّ مِنۡہَاجًا ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ لٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴾

''اور (اے پیغمبر!) ہم نے تجھ پر (بھی) سچی کتاب (قرآن شریف) اتاری وہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی حفاظت کرتی ہے تو جو اللہ نے اتارا اس کے موافق ان لوگوں (اہلِ کتاب) کا فیصلہ کر اور اللہ کے پاس سے جو سچی بات تجھے پہنچی ہے، اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں پر مت چل۔ (لوگو! یہود اور نصاریٰ اور مسلمان) ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ایک راہ اور شریعت دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم (تینوں) کو ایک ہی امت (ایک ہی دین، ایک ہی شریعت والے) کر دیتا مگر (تم کو جو مختلف احکام دیے) اس سے تمھارا آزمانا منظور ہے، بہر حال نیکیوں پر لپکو، تم سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ جن باتوں میں تم (دنیا میں) اختلاف کرتے تھے، وہ تم کو بتا دے گا۔''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور ضلالت دونوں کی وضاحت کر کے انسانوں کو ان دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کرنے کی آزادی دی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی راستے یعنی ہدایت کے راستے پر چلا سکتا تھا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف تھا۔ اختیار دینے سے مقصود اِن کا امتحان ہے، اس لیے مسلمانو! نیکیوں کی طرف سبقت کریں۔ یعنی نیکی اور بھلائی ہی کے راستے پر گامزن رہیں اور وحیِ الٰہی اور اتباعِ رسول ﷺ ہی بھلائی کا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو اسی اسلامی عقیدے کے ساتھ بھیجا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے اور یہی صحیح ہے۔ اسی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''میری امت میں ایک گروہ حق پر قائم رہے گا، جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہوگی، لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔''[1]

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

''یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت (ان سے بھی ایک ہاتھ آگے نکل جائے گی، یعنی میری امت) کے لوگ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے، لیکن وہ سب کے سب دوزخی ہوں گے سوائے ایک کے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا فرقہ ہوگا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو میرے اور میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے طریقے پر ہوگا۔''[2]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی ان لوگوں میں سے بنائے اور ہمارے دلوں کو ہدایت پر قائم و دائم رکھے۔ یہی قرآن و سنت کے مطابق صحیح اسلامی عقیدہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور یہی وہ عقیدہ ہے جس پر ہمیشہ مضبوطی سے قائم رہیں اور اس کی خلاف ورزی سے ڈرتے رہنا چاہیے، کیونکہ یہی راہِ نجات ہے اور دنیا و آخرت کی سعادت و کامیابی اسی میں ہے۔ یہی وہ جادۂ مستقیم ہے جس کو اس امت کے سلفِ صالحین اور ائمہ دین نے اختیار کیا۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دُعا ہے کہ وہ ہمیں اتباعِ حق اور اس پر عمل کرنے، اس کی دعوت دینے اور حق کا جھنڈا بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں صحیح توحید کی سمجھ عطا فرمائے اور باطل عقیدوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا نہایت قریب ہے۔

---

[1] مختصر صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠٩٥) مسند أحمد (٥/ ٤٣٦)

[2] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٢٠٣ـ ١٤٩٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مراجعِ درس

1. تفسیر ابن کثیر۔
2. تفسیر احسن البیان۔ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف
3. صحیح اسلامی عقیدہ۔ تالیف: علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ۔ ترجمہ: مشتاق احمد کریمی
4. حراستِ توحید۔ تالیف: الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
5. حقیقتِ توحید۔ تالیف: ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان
اردو ترجمہ: ڈاکٹر عبدالحمید و ڈاکٹر فضل الٰہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# ارکانِ ایمان

## ① ایمان باللہ ② ایمان بالملائکہ ③ ایمان بالکتب

حمد وثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

### ایمان کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴾ [الرعد: ٢٩]

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، ان کے لیے خوشحالی بھی ہے اور عمدہ ٹھکانا بھی۔''

نیز سورۃ النحل (آیت: ٩٧) میں ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ایمان والا ہو، تو اسے ہم یقیناً بہت ہی اچھی زندگی عطا کریں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور دیں گے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کرنے والے ہر مرد وعورت کو دنیا میں پاکیزہ زندگی عطا کرنے اور آخرت میں ان کے اعمال کا بہتر بدلہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ لیکن اس شرط پر کہ عمل کرنے والا، خواہ مرد ہو یا عورت، ایمان والا ہو۔ ان آیاتِ کریمہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کی کامرانی و کامیابی کے لیے ایمان بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روزِ قیامت شفاعت کے ضمن میں ایک لمبی حدیث مروی ہے، جس میں وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''قیامت کے دن جب میں کہوں گا: اے میرے رب! میری امت کو جہنم سے بچا۔ کہا جائے گا: ''آپ جایئے اور جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، اسے جہنم سے نکال لیجیے! چنانچہ میں جاؤں گا اور اسی طرح کروں گا جیسا مجھے حکم دیا جائے گا۔''[1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روزِ قیامت ایمان ہی کی بنیاد پر انسان کی نجات ممکن ہو سکے گی اور کسی انسان کی نجات کے لیے ایمان اس قدر اہم ہے کہ اگر یہ رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مسلمانوں میں یہ بات بچپن ہی سے یاد کروا دی جاتی ہے کہ ایمان کے ''چھے ارکان'' کون کون سے ہیں؟ لیکن ان ارکانِ ایمان کی تفصیل نہیں سکھلائی جاتی، جب کہ ایمان دنیا و آخرت میں انسان کی کامیابی اور نجات کے لیے اتنا اہم ہے تو اس کی تعریف کا جاننا اور اس کے ارکان معلوم کرنا ہر مسلمان کے لیے نہایت ضروری ہے۔

## ایمان کسے کہتے ہیں؟

ایمان تین چیزوں کا نام ہے: زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور اعضا کا عمل۔ نیز ایمان کی تعریف میں دل کے یہ اعمال بھی شامل ہیں: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا، اسی سے ڈرنا، اسی کی طرف رجوع کرنا اور اسی پر توکل کرنا وغیرہ۔ چونکہ ایمان کے ضمن میں اعمال بھی آتے ہیں، اس لیے عملِ صالح کرنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور نافرمانی کرنے سے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۱۹۳)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے، جیسا کہ سورۃ الانفال (آیت: ۲، ۳، ۴) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾

''سچے مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب انھیں اللہ کی آیات سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں (اور) وہ نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے جو مال و دولت انھیں دے رکھا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں، یہی سچے مومن ہیں جن کے لیے ان کے رب کے ہاں درجات بخشش اور عزت کی روزی ہے۔''

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سچے مومنوں کی پانچ صفات ذکر فرمائی ہیں۔ ان میں سے پہلی تین صفات کا تعلق دل سے اور دوسری دو صفات کا تعلق اعضا سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور سچے ایمان کے حصول کے لیے اعضا کا عمل ضروری ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عملِ صالح سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے اہلِ ایمان اطاعت ومعصیت کے حساب سے آپس میں برابر نہیں، ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں، جیسا کہ سورۃ الحجرات (آیت: ۷) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ﴾

''لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمھارے دلوں میں مزین کیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾ [الأعراف: ۱۵۸] ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔''

یہی شہادتین ہیں جن کے بغیر بندہ دین میں داخل نہیں ہوسکتا، اور یہ معلوم ہے کہ شہادتین اعتقاد کے اعتبار سے قلبی عمل اور اقرار کے اعتبار سے زبانی عمل کا نام ہے۔ جب تک قلب و زبان کا اقرار و عمل ایک دوسرے کے مطابق نہ ہو، ایمان بے فائدہ و بے ثمر ہے، کیونکہ ایمان صرف زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق ہی کا نام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عملِ صالح بھی ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیاتِ کریمہ میں ان لوگوں کو جنت کی خوشخبریاں سنائی ہیں جو ایمان والے اور عملِ صالح کرنے والے ہوں، جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ [البقرة: ۲۷۷]

''جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز کو درستی سے ادا کیا اور زکات دی، ان کا ثواب ان کے مالک کے پاس ان کو ملے گا، نہ ان کو ڈر ہوگا نہ غم۔''

بلکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر تمام انسانوں کو خسارہ پانے والا قرار دیا ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان والے ہوں اور عملِ صالح کرتے ہوں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ [سورة العصر]

''زمانے کی قسم! بلاشبہ انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور سورت تین میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک نہیں، کئی قسمیں کھا کر فرمایا کہ تمام انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود ادنیٰ مخلوق کے درجے میں ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان والے ہوں اور عملِ صالح کرتے ہوں۔ فرمایا:

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴾ [التين:٦]

”البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ان کو بے انتہا ثواب ملے گا۔“

ان تمام آیاتِ کریمات سے ثابت ہوا کہ زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق کے ساتھ ساتھ اعضا کے اعمال بھی ایمان میں شامل ہیں۔

## 1 اوامر پر عمل:

اعضا کے اعمال میں ایک تو وہ اعمال ہیں جن کا تعلق ان احکامات پر عمل کرنے سے ہے جو اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ نے صادر فرمائے ہیں، مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکات دینا، جہاد کرنا، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، امانتیں ادا کرنا، وعدے پورے کرنا، پڑوسی، یتیم، مسکین، مسافر اور بنی آدم میں سے ہر محتاج کے ساتھ ہر طرح کی اچھائی کرنا، کیوں کہ نہ صرف انسان بلکہ ہر جاندار کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے میں اجر ہے اور زبان کے اعمال یہ ہیں: قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا، پڑھنا پڑھانا، ذکر کرنا، حق بات کہنا، اچھی بات کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، ہر ظاہری اور باطنی فحش گوئی سے اجتناب کرنا، حرام کاموں سے رکنا اور تکبر، ریا کاری، خود پسندی، حسد، منافقت، غیبت، چغلی اور ہر منع کردہ کام سے اپنی زبان کو محفوظ رکھنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جو صفات ذکر فرمائی ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق دل سے اور بعض کا تعلق اعضا سے ہے، جیسا کہ سورۃ الحجرات (آیت: ۱۵) میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر (دل سے) یقین لائے، پھر ان کو (ایمان کی باتوں میں کسی طرح کا) شک نہیں رہا اور انھوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کی، ایسے ہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ خیر کی بات کرے، ورنہ خاموش رہے، اور اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور اپنے مہمان کا اکرام کرے۔“[1]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ خیر کی بات کرنا، پڑوسی کے حقوق ادا کرنا اور مہمان نوازی کرنا؛ یہ سارے اعمال ایمان میں شامل ہیں۔

## 2 نواہی سے اجتناب:

اعضا کے اعمال میں اوامر کے ساتھ ساتھ اجتنابِ نواہی بھی شامل ہے۔ یعنی ان اعمال سے بچنا جن سے اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، اسی طرح معاصی (اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں) سے اجتناب کرنا بھی ایمان میں شامل ہے۔

## ① ایمان باللہ:

ارکانِ ایمان میں سے افضل رکن اللہ پر ایمان لانا ہے، جیسا کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا:

« أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ » ”کون سا عمل افضل ہے؟“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

« إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ »[2] ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٤٧٥، ٦١٣٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٧)

[2] صحيح البخاري (١/ ١٢) صحيح مسلم (١/ ٦٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے پوچھا:

''مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں!''

تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ اللہ پر، ملائکہ پر، آسمانی کتابوں پر، رسولوں پر، یومِ آخرت پر اور بھلی بُری تقدیر پر ایمان لائیں۔''[1]

ایمانی صفات میں سے سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ ہم دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے وجود کی اس طرح تصدیق کریں کہ اس ذات کا مدمقابل پہلے تھا اور نہ بعد میں ہوسکتا ہے، وہی اول ہے، اس سے پہلے کچھ بھی نہیں وہی آخر ہے، اس کے بعد کچھ بھی نہیں۔ وہی ظاہر ہے، اس کے اوپر کچھ بھی نہیں۔ وہی باطن ہے، اس کے ماورا کچھ بھی نہیں۔ وہ حی (زندہ) قیوم (تھامنے والا) اَحد (یکتا) اور صمد (بے نیاز) ہے۔ جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور اس کا مدّ مقابل کوئی نہیں۔ (سورۃ الاخلاص)

## توحیدِ الوہیت اور ربوبیت:

نیز یہ تصدیق کرنا کہ وہ اپنی الوہیت، ربوبیت اور اسما وصفات میں یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ تمام ظاہری وباطنی اور قولی وعملی عبادتوں کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنا اور اس کے علاوہ ہر چیز سے عبادت کی نفی کرنا خواہ ملائکہ ورسول ہی کیوں نہ ہوں۔ تمام مخلوقات وفرشتے اور جن وانس سب اسی کے غلام اور بندے ہیں۔ یہ سب اس کی بادشاہت، طاقت اور اس کے ارادے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ وہ ایک پاک ذات ہے۔

یہ تمام خصوصیات صرف اسی کا حق ہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ان چیزوں کا اس کے سوا اور کوئی حق دار نہیں۔ ان چیزوں کی نسبت کسی دوسرے کی طرف کرنا یا ان میں سے کسی چیز کا اثبات اس کے سوا کسی اور کے لیے کرنا قطعاً جائز نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[1] صحيح البخاري (١/ ١٨) صحيح مسلم (١/ ٣٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۲۱ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ﴾ [البقرة: ۲۱، ۲۲]

''اے لوگو! اپنے اُس رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ وہ ذات جس نے زمین کو تمھارے لیے بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کیے جو تمھارے لیے روزی ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؗ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؗ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؗ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [آل عمران: ۲٦]

''آپ کہہ دیجیے: اے اللہ! اے تمام بادشاہت کے مالک! تو جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے، اور تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الأعراف: ٥٤]

''یاد رکھو! اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بابرکت ہے وہ اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔''

توحیدِ ربوبیت یہ ہے کہ بندہ اس بات کا پختہ اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا رب، خالق، مالک، مدبر اور متصرف ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی کو اس کائنات کا خالق و

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مدبر سمجھیں۔ جیسا کہ وہ ہے اور اپنے علم و قدرت کی بنیاد پر جس طرح چاہتا ہے خود سارے معاملات کا انتظام کرتا ہے۔ دنیا و آخرت اور سارے جہانوں کا مالک ہے، اس کے علاوہ کوئی خالق اور رب نہیں ہے۔ اس نے اپنے بندوں کو دنیا و آخرت کی اصلاح اور نجات و کامرانی کی راہ دکھانے کے لیے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔

کائنات کا خالق ہونے کے سلسلے میں سورت زمر (آیت: ٦٢) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴾

''اللہ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔''

سورۃ البقرہ (آیت: ١٦٣) میں الوہیت کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾

''اور (لوگو!) تمھارا معبود ایک ہی (اللہ تعالیٰ) ہے، اُس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

## اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بے شمار دلائل ہیں۔ جو شخص بھی ان پر غور و فکر کرے گا، اس کے علم کو پختگی حاصل ہوگی اور اس کا یقین بڑھ جائے گا کہ باری تعالیٰ اپنی ربوبیت والوہیت میں یکتا و لاثانی ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ان دلائل میں سے چند ایک کو بطورِ مثال ذکر کیا جاتا ہے:

① کائنات کی تخلیق اور اس کا عجیب و غریب نظم و نسق اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔ آدمی بھی غور و فکر اور سوچ بچار کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ یہ زمین و آسمان، سورج اور چاند، حیوانات، نباتات و جمادات اور لیل و نہار کا بڑا ہی دقیق نظام؛ یہ سب چیزیں دلالت کرتی ہیں کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اکیلا ہی ان کا خالق و مالک اور عبادت کا مستحق ہے۔

سورۃ الانبیاء (آیت: ۳۱،۳۲،۳۳) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝٣١ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ۝٣٢ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾

''اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنا دیے، تاکہ وہ ہچکولے نہ کھائے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں بنادیں تاکہ وہ راستہ معلوم کرلیں اور آسمان کو محفوظ چھت بھی ہم ہی نے بنایا ہے لیکن لوگ اس کی قدرت کی نشانیوں سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ وہی اللہ ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے، سب اپنے اپنے مدار میں تیرتے پھرتے ہیں۔''

② اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت ووحدانیت کی متعدد نشانیاں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝٢٠ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝٢١ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ ۝٢٢ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝٢٣ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝٢٤ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ﴾

[الروم: ۲۰ تا ۲۵]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر اب تم انسان بن کر ہر جگہ پھیل رہے ہو۔ اور ایک یہ کہ اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھارے لیے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کر سکو اور اس نے تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے کئی نشانیاں ہیں۔ اور ایک یہ کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھاری زبانیں اور تمھارے رنگ مختلف بنا دیے، دانشمندوں کے لیے اس میں بھی یقیناً کئی نشانیاں ہیں۔ نیز تمھارا رات اور دن کو سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، جو لوگ غور سے سنتے ہیں ان کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور ایک یہ کہ وہ تمھیں بجلی دکھاتا ہے جس سے تم ڈرتے بھی ہو اور امید بھی رکھتے ہو اور آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے زمین کو اس کے مرنے (بنجر ہوجانے) کے بعد زندہ (زرخیز) کر دیتا ہے، سمجھنے والوں کے لیے اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمین وآسمان اسی کے حکم سے (کسی ستون کے بغیر) قائم ہیں، پھر جب وہ تمھیں ایک ہی دفعہ پکارے گا تو تم زمین میں سے نکل کھڑے ہو گے۔''

③ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی جانوروں کے پیٹ سے نکلنے والا صاف، سفید، خوش رنگ، پاکیزہ، مزے دار اور خالص دودھ بھی ہے، جو محض ایک مشروب ہی نہیں بلکہ انسانی جسم کی نشو ونما کے لیے مکمل غذا کا کام دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴾ [النحل: ٦٦]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''اور تمھارے لیے چوپایوں میں بھی نشانِ عبرت موجود ہے، ان کے پیٹوں میں غذا کا فضلہ اور خون موجود ہوتا ہے، تو ان دونوں چیزوں کے درمیان سے ہم تمھیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہوتا ہے۔''

④ اسی طرح قدرتِ الٰہی کی ایک بڑی نشانی شہد کی مکھی کے پیٹ سے نکلنے والا لذیذ مشروب ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے شفا رکھی ہے۔ سورۃ النحل (آیت: ۶۸، ۶۹) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور (انگور وغیرہ کی) بیلوں میں اپنا گھر (چھتّا) بنا، پھر ہر قسم کے پھل سے اس کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کردہ راہوں پر چلتی رہ، ان مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا مشروب (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شہد کی مکھی اور اس کے پیٹ سے نکلنے والے مشروب میں قدرتِ الٰہی کی کئی نشانیاں موجود ہیں۔ شہد مختلف رنگوں میں ہوتا ہے اور اس کے متعدد خواص ہیں، سب سے اہم خاصیت یہ ہے کہ بہت سی بیماریوں کے لیے شفا کا حکم رکھتا ہے اور دوسری خاصیت یہ ہے کہ جو اشیا شہد میں رکھی جائیں وہ بڑی مدت تک اس میں محفوظ رہتی ہیں اور اگر ادویہ ڈالی جائیں تو ان کا اثر حتیٰ کہ ان کی خوشبو بھی طویل عرصے تک برقرار رہتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایمان باللہ کا دوسرا لازمی تقاضا یہ ہے کہ بندہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہی تمام قسم کی ظاہری وباطنی عبادات کا مستحق ہے اور عبادات میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی پیغام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا کو مبعوث فرمایا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ [النحل: ٣٦]

''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جائے اور وہ اس عبادت سے راضی بھی ہو تو وہ طاغوت ہے۔ ہر رسول نے اپنی قوم سے یہی فرمایا:

﴿ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ﴾ [الأعراف: ٥٩]

''تم ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ [الأنعام: ١٦٢، ١٦٣]

''آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''تم جب بھی مانگنا چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو اور تمھیں جب بھی مدد کی ضرورت ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ اس بات پر اچھی طرح سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یقین کر لو کہ اگر تمام لوگ مل کر تمھیں کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے، سوائے اس نفع کے جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے حق میں لکھ رکھا ہے اور اگر وہ سب کے سب مل کر تمھیں نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ ایسا بھی نہیں کر سکتے، ہاں اللہ تعالیٰ نے تمھارا جو نقصان لکھ رکھا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا۔''[1]

## اللہ کون؟

الٰہ اس ہستی کو کہتے ہیں جو تمام قسم کی عبادات: نماز، روزہ، حج، قربانی، دعا اور نذر و نیاز وغیرہ کا مستحق ہو، جس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے، جس سے فریاد کی جائے اور مدد طلب کی جائے، جو لاثانی اور لازوال ہو، جو بے نظیر اور بے مثال ہو، کائنات کی کوئی چیز جس سے پوشیدہ نہ ہو، جو ہر وقت ہر جگہ سے ہر شخص کی پکار سنتا ہو، جو دلوں کے حالات جانتا ہو، جو ہر چیز پر قادر ہو، مجبور اور عاجز نہ ہو، غنی ہو، سب اس کے محتاج ہوں۔ وہ کسی کا محتاج نہ ہو، لفظ الٰہ میں توحید کے تمام پہلو اس طرح سمو دیے گئے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ توحید کی تمام تفصیلات الٰہ کی تشریحات ہیں۔ یہی وہ توحید ہے جس کو مشرکینِ مکہ سمیت ہر دور کے مشرک ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں۔

## توحیدِ اسما وصفات:

ایمان باللہ کے مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات کا بھی اقرار کیا جائے جن کا قرآنِ پاک میں ذکر آیا ہے اور رسولِ امین ﷺ سے ثابت ہیں، ان کو کسی اور چیز کی مثل و مشابہ قرار دیے بغیر ان پر ایمان لایا جائے۔ ہم پر واجب ہے کہ ان صفات پر اسی طرح ایمان لائیں جس طرح یہ قرآنِ کریم اور صحیح حدیثوں میں بیان ہوئی ہیں اور یہ صفات جن عظیم اور اعلیٰ معانی پر دلالت کرتی ہیں، ان پر ایمان لایا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو متصف

[1] مسند أحمد، سنن الترمذي، صحيح الجامع للألباني، رقم الحديث (٧٩٥٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سمجھیں اور اس کی مخلوقات کی کسی صفت سے مشابہ نہ ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشوریٰ (آیت:۱۱) میں ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ ''کائنات کی کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔''

حقیقت تو یہ ہے کہ ساری کائنات میں ایسا کوئی ہے نہ کبھی ہوسکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مانند یا اس کا ہم مرتبہ ہو، جیسا کہ بعض ائمہ اسلام مثلاً امام بخاری کے شیخ نعیم بن حماد الخزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی اور جس نے ان صفات کا انکار کیا جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف قرار دیا ہے، وہ کافر ہے۔''

سورۃ الانعام (آیت:۱۰۳) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

''نگاہیں اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کرسکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر لیتا ہے، وہ لطیف [بڑا بارک بین] اور خبیر [بڑا باخبر] ہے۔''

سنن ترمذی[1] میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے رب کا نسب نامہ بیان کیجیے، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاخلاص کی آیتیں نازل فرمائیں:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝١ اللَّهُ الصَّمَدُ﴾

''آپ کہہ دیجیے! وہ اللہ ایک ہے، اللہ صمد (بے نیاز) ہے۔''

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ ''نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔''

کیونکہ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ مرتی ہے، اور جو چیز مرتی ہے وہ اپنے پیچھے وارث چھوڑتی ہے، اور اللہ تعالیٰ نہ مرتا ہے نہ کسی کو وارث بناتا ہے۔

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٣٦٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ ''اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا کوئی ہم شکل ہے نہ ہم رتبہ اور نہ اس کے مثل ہی کوئی چیز ہے۔''

جن صفات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو متصف قرار دیا ہے، ان میں تشبیہ نہیں ہے، پس جس نے آیاتِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ میں جو کچھ اللہ تعالیٰ کے متعلق وارد ہوا ہے، اس کو اللہ جل شانہ کے شایانِ شان تسلیم کرلیا، یقیناً اس نے ہدایت پالی۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام: ٨٢]

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا، انہی کے لیے امن و سلامتی ہے اور یہی لوگ راہِ راست پر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے جن اسمائے حسنیٰ اور بلند صفات کا ذکر ہوا ہے، ان کے ساتھ یا دیگر اسمائے حسنیٰ کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دُعا کو قبول فرماتا ہے اور جو مانگا جائے وہ عطا کرتا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دُعا کرتے ہوئے سُنا جو کہہ رہا تھا:

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ ہی وہ جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں۔''

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تو نے اللہ سے اس کے اُس نام سے سوال کیا ہے کہ اگر اس نام سے مانگا جائے تو عنایت فرماتا ہے اور دُعا کی جائے تو قبول فرماتا ہے۔''[1]

[1] سنن أبي داود، باب الدعاء، رقم الحديث (٣٤٧٥)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ کے ناموں، اس کی صفات اور اس کے افعال میں کوئی اس جیسا نہیں ہے۔

جو شخص کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا حامل قرار دیتا ہے، مخلوق کو گنج بخش اور نذر و نیاز کے لائق سمجھتا ہے، وہ مشرک ہے اور مشرک اگر توبہ کے بغیر مرجائے تو ابدی جہنمی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقائص مثلاً نیند، عجز، جہالت اور ظلم وغیرہ سے پاک ہے اور مخلوق کی مشابہت سے مبرا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ [الشوریٰ:١١]

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴾ [حم السجدة: ٤٦]

”اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔“

غیر اللہ کو اللہ کے ناموں، اس کی صفات اور افعال میں شریک نہیں کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اُس کی صفات کے ساتھ ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”اللہ تعالیٰ کے ننانوے [٩٩] نام ہیں جو ان ناموں کو یاد کرے (پڑھے گا) وہ جنت میں داخل ہوگا۔“[1]

## ② ایمان بالملائکہ:

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان کے بعد فرشتوں پر ایمان رکھنا بھی ارکانِ ایمان میں سے ہے۔سورۃ الشوریٰ (آیت:٥) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا

[1] صحيح البخاري (٧/ ١٦٩)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴾

’’فرشتے (اس حال میں ہیں کہ) اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کررہے ہیں اور زمین والوں کے لیے (جو ایماندار ہیں) بخشش کی دعا کر رہے ہیں، سن لے! بے شک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

نیز سورۃ الاعراف (آیت: ۲۰۶) میں فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ﴾

’’جو لوگ (فرشتے) تیرے مالک کے پاس ہیں، وہ اس کی پوجا (بندگی) سے سرنہیں پھیرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔‘‘

ملائکہ پر ایمان لانے کی اہمیت کا اندازہ قرآنِ کریم کی سورۃ البقرہ (آیت: ۹۸) سے ہو جاتا ہے، جس میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴾

’’جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں، پیغمبروں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو (وہ گویا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے) تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔‘‘

حدیثِ جبرائیل علیہ السلام میں فرشتوں پر ایمان لانے کا ذکر موجود ہے۔ ملائکہ کی شان میں کثرت سے حدیثیں آئی ہیں، لہٰذا ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں: ایک تو ہے ان پر اجمالی ایمان اور دوسرا تفصیلی ایمان لانا:

## 1- اجمالی ایمان:

ایک مسلمان اجمالی طور پر اس بات پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ایک غیبی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اور نوری مخلوق ہیں، جنھیں اس نے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ ان کا وجود حقیقی ہے اور ہمارا ان کو نہ دیکھ سکنا ان کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، کیونکہ کائنات میں کتنی ہی ایسی عجیب وغریب مخلوقات ہیں جن کا وجود حقیقی ہے، لیکن ہم نے انھیں نہیں دیکھا۔ اسی طرح ملائکہ بھی ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ وصف بتایا ہے کہ وہ برگزیدہ بندے ہیں اور کسی صورت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتے، بلکہ ہمیشہ اللہ کے تابع فرمان رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ نہ اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، جیسا کہ سورۃ الانبیاء (آیت: ۲۰) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴾

''رات دن (اُس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں، وہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں۔''

## 2- تفصیلی ایمان:

دوسری صورت ان فرشتوں پر تفصیلی ایمان رکھنا ہے اور تفصیلی ایمان ان چیزوں پر مشتمل ہے:

## فرشتوں کی پیدائش:

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے، جیسا کہ اس نے جنوں کو آگ سے اور بنی آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔ ان کی پیدائش آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ہوئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( خُلِقَتِ الْمَلَآئِكَةُ مِنْ نُّورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ ))[1]

''فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور جنوں کو بھڑکنے والے شعلے سے اور آدم کو اس چیز سے جس کا وصف تمھارے لیے بیان کیا گیا (یعنی مٹی سے)۔''

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٩٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## فرشتوں کی تعداد:

فرشتے ایک ایسی مخلوق ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ﴾ [المدثر: ٣١]

''اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ چیز سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرایا اور اسے حق ہے کہ وہ چرچرائے، (کیونکہ) اس میں چار انگلیوں کے برابر بھی کوئی ایسی خالی جگہ نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو۔''[2]

واقعہ معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بیت معمور سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بیت معمور کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو پھر کبھی دوبارہ اس کی طرف نہیں پلٹتے۔''[3]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے روز جہنم کو لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔''[3]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٣١٢ـ وحسنه الألباني)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٢)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٨٤٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## فرشتوں کی صفات:

فرشتے ایک حقیقی مخلوق ہیں اور ان کے حقیقی اجسام ہیں جو بعض صفات سے متصف ہیں، جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

ا۔ ان کی پیدائش کی عظمت اور اجسام کی ضخامت: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بڑی طاقتور شکلوں میں پیدا فرمایا ہے، جو ان کے بڑے بڑے اعمال کے شایانِ شان ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کیے ہیں۔

ب۔ ان کے پر ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے دو دو، تین تین اور چار چار پر بنائے ہیں اور بعض کے پر اس سے زیادہ بھی ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا، تو ان کے چھے سو پر تھے اور ہر پر نے آسمان کو ڈھانپ رکھا تھا۔ سورت فاطر (آیت: ۱) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

”اصل تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزا وار ہے جس نے آسمان اور زمین نئے سرے سے بنائے، فرشتوں کو پیغام پہنچانے کے لیے مقرر کیا جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں، وہ جتنے چاہے (فرشتوں میں) اور (بازو) زیادہ پیدا کر سکتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔“

فرشتے کھانے پینے کے محتاج ہیں نہ وہ شادی کرتے ہیں اور نہ آگے ان کی نسل چلتی ہے۔ فرشتے اصحابِ عقل وخرد اور دل والے ہیں، انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے گفتگو کی ہے۔ انھوں نے آدم علیہ السلام اور دیگر انبیا سے بھی کلام کی ہے۔ وہ اپنی حقیقی شکل کے بجائے دوسری شکل اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ان کو یہ طاقت وقوت عطا فرمائی ہے کہ وہ انسان کی شکل وصورت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

## فرشتوں کی موت:

تمام فرشتے ملک الموت سمیت قیامت کے دن فوت ہو جائیں گے۔ پھر انھیں ان اعمال کو ادا کرنے کے لیے دوبارہ اٹھایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کر رکھے ہیں۔

## فرشتوں کی عبادت:

وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مختلف قسم کی عبادات بجالاتے ہیں، مثلاً: دعا، تسبیح، رکوع، سجود، خوف، خشیت، محبت وغیرہ۔

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ فرشتوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ان کو پیدا کیا اور وہی ان کی صحیح تعداد کو جانتا ہے۔

## فرشتوں کے نام:

جن فرشتوں کا اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے، جیسے: جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل [جو نفخِ صور کے لیے مامور ہے] اور ملک الموت اور اسی طرح مالک [داروغہ جہنم] رضوان (داروغہ جنت) یہ وہ نام ہیں جن کا احادیثِ صحیحہ میں ذکر آیا ہے۔

## فرشتوں کے فرائض:

فرائض کے اعتبار سے ملائکہ کی بہت ساری قسمیں ہیں۔ بعض کے پاس رسولوں کے پاس وحی پہنچانے کی ذمے داری تھی، یہ روحِ امین حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ بعض کو صور پھونکنے کا کام سونپا گیا ہے، یہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ بعض کے ذمے بارش برسانا ہے، یہ حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں۔ بعض کے ذمے روح قبض کرنے کا کام ہے، یہ ملک الموت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس کے ساتھی ہیں۔بعض کی ذمے داری بندے کی حفاظت اورنگرانی کا کام ہے اور کچھ تو وہ ہیں جو عرشِ الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں، جیسا کہ سورۃ المومن (آیت: ۷) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴾

’’جو (فرشتے) عرش کو اٹھا رہے ہیں اور جو (فرشتے) عرش کے گرد ہیں وہ (سب) اپنے مالک کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں (کہتے ہیں:) مالک ہمارے! تیری رحمت اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے، تو جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور تیری (بتائی ہوئی) راہ پر چلتے ہیں، ان کو بخشش دے اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا دے۔‘‘

کچھ فرشتے جنت کی نگرانی کرتے ہیں اور وہ رضوان اور ان کے ساتھی ہیں اور کچھ جہنم کی نگرانی پر مامور ہیں اور ان کا نام مالک ہے اور کچھ بندوں کے اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے میں مصروف ہیں، جو کراماً کاتبین کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الانفطار (آیت: ۱۰ تا ۱۲) میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴾

’’اور تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں، جو معزز ہیں اعمال لکھنے والے، جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔‘‘

اعمال لکھنے والے دن اور رات کے فرشتے الگ الگ ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

’’تم میں دن اور رات کے فرشتے باری باری آتے ہیں۔ وہ نمازِ فجر اور نمازِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



عصر کے وقت جمع ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں جنھوں نے تمھارے پاس رات گزاری ہوتی ہے، چنانچہ ان کا رب ان سے سوال کرتا ہے، حالانکہ وہ ان کے بارے میں زیادہ جانتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم نے جب انھیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس آئے تو بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔"[1]

کچھ وہ فرشتے ہیں جن کے ذمے بادل لانا، بارش برسانا اور پودوں کو اُگانا ہے۔

کچھ وہ فرشتے ہیں جن کے ذمے پہاڑوں کے امور ہیں۔جن کی دلیل نبی اکرم ﷺ کے سفرِ طائف سے ملتی ہے، جب نبی اقدس ﷺ کو طائف والوں نے پتھروں سے لہولہان کر دیا اور خون نکل کر آپ ﷺ کے دونوں جوتے پاؤں کے ساتھ چپک گئے۔ اسی حالت میں آپ ﷺ ایک باغ کی ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے اور پھر اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

"الٰہی! میں تجھ سے اپنی کمزوری اور بے بسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا بھی رب ہے۔ تو نے مجھے کس کے حوالے کر دیا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ ناروا سلوک کرے؟ یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے تو مجھے کوئی پروا نہیں، میرے لیے تیری عافیت زیادہ بہتر ہے، میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں دور ہو گئیں، مجھے تو تیری رضا مطلوب ہے، یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور تیرے بغیر کوئی زور اور طاقت نہیں۔"

اس دعا کے بعد آپ ﷺ قرن المنازل کے قریب پہنچے تو آسمان پر ایک بادل سا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٥٥، ٣٢٢٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٣٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چھا گیا، آپ ﷺ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام نظر آئے۔ انھوں نے پکار کر کہا: ''آپ کی قوم نے جو جواب آپ کو دیا ہے، اللہ نے اسے سن لیا ہے۔ اب یہ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ اللہ نے بھیجا ہے، آپ جو حکم دینا چاہیں، اسے دے سکتے ہیں۔'' پھر پہاڑوں کے فرشتے نے آپ کو سلام کر کے عرض کی: ''آپ حکم دیں تو دونوں طرف کے پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں؟'' جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں! میں ایسا کلمہ نہیں کہوں گا، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی۔''[1]

اسی طرح جنت اور جہنم کے خازن فرشتے بھی ہیں اور کچھ وہ فرشتے ہیں جو بنی آدم کی حفاظت پر مامور ہیں، جیسا کہ سورۃ الرعد (آیت: ۱۱) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَهُۥ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ يَحْفَظُونَهُۥ مِنْ أَمْرِ ٱللَّهِ ﴾

''ہر شخص کے آگے اور پیچھے اللہ کے مقرر نگران (فرشتے) ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔''

کچھ وہ فرشتے ہیں جن کے ذمے انسان کے ساتھ رہنا اور اس کے لیے بھلائی کی دعا کرنا ہے۔ بعض فرشتوں کو قبر میں سوال جواب کرنے کا ذمے دار مقرر کیا گیا ہے، ان کو [منکر ونکیر] کہتے ہیں اور بعض کے ذمے یہ ہے کہ رحمِ مادر میں باپ کا نطفہ پہنچائے اور اس کے متعلق تمام باتیں لکھنے کا کام بھی انھی کے ذمے ہے۔

بعض ملائکہ کائنات میں یہ پتا کرنے کے لیے پھرتے رہتے ہیں کہ مجالسِ ذکر یعنی اللہ کے دین کی خاطر مجالس کہاں کہاں منعقد ہوتی ہیں؟ بعض صف باندھے کھڑے ہیں، تھکتے نہیں، بعض رکوع میں اور بعض سجدے میں پڑے ہیں، سجدے سے سر نہیں اٹھاتے اور

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٧٩٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بعض وہ ہیں جن کی ذمے داری امت کے سلام نبی اکرم ﷺ تک پہنچانا ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے رہتے ہیں اور وہ مجھ تک میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔''[1]

مذکورہ ملائکہ کے علاوہ بھی دوسرے بہت سارے فرشتے ہیں، جیسا کہ سورۃ المدثر (آیت: ۳۱) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴾

''اور تمھارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ تو انسان کی یاد دہانی کے لیے ہے۔''

## ③ ایمان بالکتب:

اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کیں، ان پر ایمان لانا، ارکانِ ایمان میں سے تیسرا رکن ہے۔ سورۃ البقرہ (آیت: ۱۳۶) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴾

''(مسلمانو!) تم کہو، ہم تو اللہ تعالیٰ پر اور جو ہم پر اترا (قرآن شریف) اور جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو اپنے پروردگار سے ملا سب پر ایمان لائے، ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی الگ نہیں کرتے (جیسے یہود کرتے ہیں کہ ایک کو مانتے ہیں اور دوسرے کو نہیں مانتے) اور ہم اس (اللہ) کے تابع فرمان ہیں۔''

[1] سنن النسائي، رقم الحديث (١٢٨٢) صحيح ابن حبان، رقم الحديث (٩١٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایمان بالکتب کے بارے میں بھی اجمالی طور پر یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ وہ حق ہیں۔حق کی تعلیم دینے اور اس کی دعوت و تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا و رسل علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کی ہیں، ان کو تسلیم کیا جائے اور ان میں سے صرف آخری کتاب قرآن مجید کی تعلیمات و احکام کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنایا جائے۔سورۃ الحدید (آیت: ۲۵) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ ﴾

''ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتاب نازل کر دی۔''

اس کے علاوہ بہت ساری آیات ہیں۔عمل کے لیے سورۃ الشوریٰ (آیت: ۱۵) ہی کافی ہے:

﴿ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ﴾

''(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے: میں ایمان لایا ہر اس کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔''

ہم ان کتابوں پر مفصل ایمان رکھتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام کے ساتھ اپنی کتاب قرآنِ کریم میں ذکر کیا ہے اور وہ ہیں: قرآن مجید، تورات، انجیل، زبور اور اس کے علاوہ اور بھی اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں جن کو اس نے اپنے نبیوں پر نازل فرمایا جن کے ناموں اور تعداد کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ان میں سب سے افضل اور آخری کتاب قرآنِ مجید ہے، جو تمام سابق کتابوں پر نگران اور ان کی تصدیق کرنے والا ہے۔اس کا اتباع کرنا تمام امت پر فرض ہے۔

قرآنِ پاک اور اس کے ساتھ ساتھ رسول ﷺ سے ثابت شدہ احادیثِ صحیحہ کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ ﷺ پر یہ قرآنِ کریم نازل کیا ہے، تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصل اور حکمران بنے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو دلوں کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



باعثِ شفا، ہر معاملے کا عُقدہ کشا، یعنی ہر قسم کی پیچیدگی کا حل اور اہلِ ایمان کے لیے سرتاپا ہدایت و رحمت بنا کر نازل کیا ہے۔ سورۃ الاعراف، (آیت: ۵۲) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾

''اور ہم نے ان کے پاس کتاب پہنچا دی ہے جس کو علم و دانش کے ساتھ کھول کھول کر بیان کر دیا ہے (اور) وہ مومن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''

سورۃ النحل (آیت: ۸۹) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾

''اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔''

آسمانی کتابیں بندوں کے لیے دنیا وآخرت کی سعادت کی ضامن اور ان کے لیے دنیا میں گزر بسر کرنے کے لیے ایک نظامِ زندگی اور دستورِ حیات ہیں، اور لوگوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں ان کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ﴾ [الحدید: ۲۵]

''یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو واضح دلائل دے کر مبعوث فرمایا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو کو نازل کیا، تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل کرنے کی حکمت ذکر فرمائی ہے، جو یہ ہے کہ لوگ عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرسکیں اور کوئی کسی پر ظلم نہ کرسکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## کتابوں پر ایمان لانے کی حقیقت:

کتابوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ دل سے اس بات کی تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کتابیں اپنے رسولوں علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں وہ اس کا حقیقی کلام ہے اور غیر مخلوق ہے، ان کتب میں نور ہے اور وہ باعثِ ہدایت ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کا یا ان میں سے بعض کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴾ [النساء: ١٣٦]

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اسی طرح ان کتابوں پر بھی جو اس نے اس سے پہلے نازل کی ہیں، اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن سے کفر کیا، وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔" (حوالہ کتب)

## مراجعِ درس

1. تفسیر ابن کثیر۔
2. تفسیر احسن البیان۔ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف۔
3. صحیح اسلامی عقیدہ۔ تالیف: علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ۔ ترجمہ: مشتاق احمد کریمی
4. حراست توحید۔ تالیف: الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
5. حقیقتِ توحید۔ تالیف: ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان
   اردو ترجمہ: ڈاکٹر سمیر عبدالحمید و ڈاکٹر فضل الٰہی
6. ارکانِ ایمان، ایک تعارف۔ تالیف: ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد۔
   مراجعہ وتقدیم: ابوعدنان مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ارکان ایمان

## ④ ایمان بالرسل ⑤ ایمان بالیوم الآخر ⑥ ایمان بالقدر

حمد وثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

### ④ ایمان بالرسل:

سورۃ النساء (آیت: ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۵۰ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۱۵۱ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کو نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہیں (مثلاً اللہ کو مانتے ہیں اور پیغمبروں کو نہیں مانتے) اور کہتے ہیں ہم بعضے پیغمبروں کو مانیں گے، بعضوں کو نہیں مانیں گے اور (کفر و ایمان کے) درمیان میں ایک راستہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہی لوگ حقیقی (پکے) کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کو جدا نہیں سمجھا (سب کو سچا پیغمبر مانا) ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اجر (آخرت میں) دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

《آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ》[1] ”میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔“

لہٰذا ایمان والوں کو بھی اسی طرح انبیا پر مجمل اور مفصل؛ ہر دو طریقے سے ایمان لانا ضروری ہے۔ اجمالی ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ڈرانے اور خوشخبری دینے اور ان کو حق کی طرف بلانے کے لیے اپنے انبیا و رسول بھیجے۔ اول سے آخر تک سارے رسولوں کی دعوت و عبادت کی اصل بنیاد ایک ہی تھی، اور وہ بنیاد توحید ہے۔ تمام انبیا و رسل علیہم السلام کا دین اسلام ہی ہے، جیسا کہ سورت آل عمران (آیت: ۱۹) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین، اسلام ہی ہے۔“

تمام انبیا علیہم السلام ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے اور غیر اللہ کی عبادت چھوڑنے کی تلقین کرتے رہے، اگرچہ ان کی شریعتیں اور احکام مختلف تھے، لیکن وہ سب کے سب ایک اساس و بنیاد پر متفق تھے جو توحید ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تمام انبیا آپس میں علاتی بھائی ہیں (جن کا باپ (دین) ایک ہے اور مائیں (شریعتیں) الگ الگ ہیں اور ان سب کا دین ایک ہے۔“[2]

جس شخص نے ان کی فرمانبرداری کی وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جو کچھ نازل فرمایا ہے، انھوں نے اسے مخلوق تک مکمل اور واضح طور پر پہنچا دیا ہے، اس میں انھوں نے کچھ تبدیلی کی ہے نہ کچھ چھپایا

[1] صحيح البخاري (٧/ ١١٢)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٢٥٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٣٦٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ انھوں نے امانت کو ادا کر دیا۔ انھوں نے امت کی خیر خواہی کی۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا اور لوگوں پر حجت قائم کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے انبیا و رسل علیہم السلام میں سے جن کے نام ہمارے لیے ذکر کیے ہیں، ان پر اور جن کے نام ذکر نہیں کیے، ان پر بھی ایمان لانا ہم پر لازم ہے۔

## حقیقتِ نبوت:

مخلوق تک خالق کی شریعت کو پہنچانے کا جو واسطہ ہے اسے نبوت کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ یہ احسان فرماتا ہے اور اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے، اس منصب کے لیے منتخب فرما لیتا ہے۔ انتخاب کرنے کا یہ اختیار اللہ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴾

[الحج: ۷۵]

”فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ چن لیتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔“

البتہ جہاں تک احکام وفرائض کی بات ہے تو بعض امتوں پر جو صوم و صلات فرض کی گئی تھی، وہ دوسری امتوں پر فرض نہیں کی گئی اور بعض امتوں پر جو چیزیں حرام تھیں دوسری امتوں پر حرام نہیں تھیں، یہ فرق امتحان وآزمائش تھا جیسا کہ سورت ملک (آیت: ۲) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ﴾

”جس نے موت اور زندگی (دونوں) کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تم کو آزما کر دیکھے کہ کون تم میں اچھے کام کرتا ہے (اور کون برے) اور وہ زبردست ہے بخشنے والا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



پس جس نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، وہ سعادت مند اور فائز المرام ہوا اور جس نے ان کی مخالفت کی، ناکامی اور حسرت اس کا مقدر بنی۔

## انبیا و رسل علیہم السلام کی تعداد اور سب سے افضل رسول:

جن رسولوں کے اسمائے گرامی اور ان کے واقعات قرآنِ کریم میں بیان کیے گئے ہیں، ان کی تعداد پچیس ہے: ① آدم۔ ② ادریس۔ ③ نوح۔ ④ ہود۔ ⑤ صالح۔ ⑥ ابراہیم۔ ⑦ لوط۔ ⑧ اسماعیل۔ ⑨ اسحاق۔ ⑩ یعقوب۔ ⑪ یوسف۔ ⑫ ایوب۔ ⑬ شعیب۔ ⑭ موسیٰ۔ ⑮ ہارون۔ ⑯ یونس۔ ⑰ داود۔ ⑱ سلیمان۔ ⑲ الیاس۔ ⑳ یسع۔ ㉑ زکریا۔ ㉒ یحییٰ۔ ㉓ عیسیٰ۔ ㉔ ذوالکفل۔ ㉕ محمد۔ صلوات اللّٰه وسلامه عليه وعليهم أجمعين.

جن انبیا و رسل کے نام اور واقعات قرآنِ کریم میں بیان نہیں کیے گئے، ان کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ایک حدیث میں جو بہت مشہور ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انبیا کی تعداد کتنی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

《 مِائَةُ أَلْفٍ وَّأَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ أَلْفًا، اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ 》[1]

”انبیا کی تعداد ایک لاکھ اور چوبیس ہزار ہے، ان میں سے تین سو پندرہ رسول تھے۔“

ان میں سے بعض کے واقعات اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمارے لیے بیان فرمائے ہیں اور بعض کے واقعات بیان نہیں کیے، جیسا کہ سورۃ النساء (۱۶۴) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ﴾

[1] رواه أحمد وصححه الألباني في تخريج المشكوٰة (٥٧٣٧)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



''اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسولوں کے بیان نہیں کیے۔''

ان انبیا علیہم السلام میں سے افضل اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جیسا کہ سورۃ الاحزاب (آیت: ۴۰) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

''محمد تمھارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

قرآن و حدیث سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار و حالات میں مبشرین و منذرین (انبیا) آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبوت کا سلسلہ اس لیے قائم فرمایا تاکہ کسی کے پاس یہ عذر باقی نہ رہے کہ اے اللہ! ہمیں تو تیرا پیغام نہیں پہنچا، لہٰذا یہ سلسلۂ نبوت چلتا چلتا بالآخر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما دیا گیا۔ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کتنے نبی آئے؟ ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، تاہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی دعوے دارانِ نبوت ہو گزرے یا ہوں گے، سب دجال اور کذاب ہیں اور ان کی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے والے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

لہٰذا ان انبیا اور رسولوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جن کا ذکر کیا ہے، یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا نام بتایا ہے، ان پر تفصیل و تعیین کے ساتھ ایمان لانا فرض ہے۔ اے اللہ! ہم ان پر اور ان کے علاوہ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام پر بھی ایمان لائے ہیں اور اپنے نبی ۔علیه أفضل الصلاۃ و التسلیم۔ پر بھی ایمان لائے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام میں سے بعض کو بعض پر فضیلت و برتری عطا کی ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاسراء (آیت: ۵۵) میں یوں بیان فرمایا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ ﴾

''ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری دی ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے، جیسا کہ سورۃ البقرہ (آیت: ۲۵۳) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾

''یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔''

ان میں سے افضل وہ پانچ رسول ہیں جو اولوالعزم (عالی ہمت) کہلاتے ہیں، وہ یہ ہیں: حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

سورۃ الاحقاف (آیت: ۳۵) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ﴾

''پس (اے پیغمبر!) آپ ایسا صبر کریں جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا۔''

یہ کفارِ مکہ کے رویے کے مقابلے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے اور صبر کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب رسولوں میں سے افضل رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، امام المتقین اور بنی آدم کے سردار ہیں۔ یہ عظیم منصب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، چنانچہ سورۃ النساء (آیت: ۴۱) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾

''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت پر (گواہی دینے کے لیے اس کے پیغمبر کو گواہ (بنا کر) لائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر گواہ (بنا کر) لائیں گے۔''

سورۃ النحل (آیت: ۸۹) میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ﴾

''اور (وہ دن یاد کر) جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ایک گواہ اٹھالیں گے اور (اے پیغمبر!) تجھ کو ان لوگوں (آخری زمانے کی امت) پر گواہ بنا کر لائیں گے۔''

سورۃ الاحزاب (آیت: ۴۵) میں فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴾

''اے پیغمبر! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

اسی طرح سورۃ الفتح (آیت: ۸) میں بھی آپ ﷺ کے اس منصب عالی کا پتا دیا گیا ہے، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴾

''اور ہم نے (اے نبی!) آپ کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے۔''

اسی پر بس نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ سے خود اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور اس نے اپنی اور اپنے فرشتوں کی محبت کا پتا دیتے ہوئے تمام اہلِ ایمان کو آپ ﷺ سے محبت کرنے اور آپ پر درود وسلام پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے سورۃ الاحزاب (آیت: ۵۶) میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾

''اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں، تم بھی آپ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔''

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے اس مرتبے و منزلت کا بیان ہے جو (آسمان) میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



آپ ﷺ کو حاصل ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عالمِ علوی (فرشتوں) میں آپ کی ثنا و تعریف کرتا اور آپ ﷺ پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ ﷺ کی بلندیِ درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے عالمِ سفلی (اہلِ زمین) کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر صلات و سلام بھیجیں، تاکہ آپ کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہو جائیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں، التحیات میں ﴿السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ پڑھتے ہیں" ہم درود کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپ ﷺ نے درودِ ابراہیمی بیان فرمایا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔"[1]

لہٰذا ہر اہلِ ایمان کے لیے حکم ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کثرت کے ساتھ درود ابراہیمی پڑھا کریں کیوں کہ نبی مکرم ﷺ نے اسی کے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

☆ بلکہ ایک دوسرے مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے اور تمھیں بخش دے تو تم میرے نبی کا اتباع اور پیروی کرو، چنانچہ سورت آل عمران (آیت: ۳۱) میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

"(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دیں کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

عزیز و اقارب اور متاعِ دنیا تو درکنار مسلمانوں کو تو یہ حکم ہے کہ اپنے دلوں میں اپنی جانوں سے بھی زیادہ نبی اکرم ﷺ کی محبت پیدا کریں۔ اہلِ ایمان کو اپنے تمام ارادوں،

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٧٩٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تمناؤں اور فیصلوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع کر دینے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ سورۃ الاحزاب (آیت: ۳۶) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی اَمر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے، وہ صریح گمراہ ہوگیا۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے دین کی افضل شریعت دے کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کی امت کو جو لوگوں کے لیے بپا کی گئی، بہترین امت بنایا، آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی اُمت کو متعدد فضائل اور بہترین خوبیوں سے مزین فرمایا جو آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی امت کو سابقہ امتوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کی امت دنیا میں آنے کے اعتبار سے سب سے آخری امت ہے، لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھائی جانے والی ہے۔

## محبتِ مصطفیٰ ﷺ:

لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ ﷺ پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کریں، آپ ﷺ سے محبت کریں اور آپ ﷺ پر درود پڑھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ارشادِ نبوی ہے:

''جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ گم کر بیٹھا۔''[1]

ہمارے نبی پر بے حد و حساب صلات و سلام ہو۔ ہمارے نبی رحمۃ للعالمین حضرت

[1] صحيح سنن ابن ماجه للألباني (ص: ٧٤٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



محمد ﷺ ہیں، جنھوں نے کفار و مشرکین کی گالیاں سنیں، طعنے سہے، پتھر کھائے لیکن حقِ رسالت ادا کیا۔ وہ نبی ﷺ جنھیں عمر بھر اپنی امت کی مغفرت اور بخشش کی فکر لاحق رہی۔ جو رات کی تنہائیوں میں آنسوں بہا بہا کر اپنی امت کے لیے اللہ سے جنت کی بھیک مانگتے رہے، جو روزِ قیامت بار بار اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی امت کی شفاعت کے لیے دُعا فرمائیں گے، ہمیں چاہیے کہ ہم آپ ﷺ کا ادب کریں اور آپ ﷺ کی عزت و ناموس کا دفاع کریں۔ سید المرسلین، شفیع المذنبین حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ایسی محبت کرنا اہلِ ایمان پر فرض ہے جو اللہ کے علاوہ باقی تمام محبتوں پر غالب ہو۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے سارے لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے۔''[1]

اہل و مال اور دل و جان سے زیادہ محبت کا معیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پورا کر کے دکھلا دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حبِ مصطفیٰ ﷺ کی ایسی مثالیں قائم کیں، جنھیں پڑھ کر آدمی حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اہلِ ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر عزیز اور محترم ہے۔ امام ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''نبی اکرم ﷺ کا احترام و اکرام وفات کے بعد بھی اتنا ہی ہے جتنا آپ ﷺ کی زندگی میں تھا اور آپ ﷺ کا کلامِ ماثور (احادیث) آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح رفیع الشان ہے جیسے آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلتے وقت تھا، لہٰذا جب آپ ﷺ کا کلام و احادیث پڑھی جائیں تو وہاں موجود ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی آواز بلند نہ کرے اور

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



نہ اس سے روگردانی کرے، جس طرح یہ نبی مکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والے اور آپ ﷺ کی زبان سے سننے والے کے لیے لازم تھا۔"[1]

غرض سلف صالحینِ امت نے اس سلسلے میں بہترین مثالیں قائم فرمائی ہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے ذکرِ خیر یا آپ ﷺ کی احادیث و ارشادات میں سے کسی حدیث کے تذکرے کے وقت ایسے ہوجاتے کہ ان پر ہیبت و جلال طاری ہوجاتا اور وہ ادب کی تصویر بن جایا کرتے تھے۔

❁ حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صرف ایک ہی مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ انھوں نے کہا:

(( قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ )) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔" تب میں نے ان کی طرف غور سے دیکھا کہ یہ کلمات کہنے سے پہلے انھوں نے اپنی ازار ڈھیلی کرلی، ان کی رگیں پھول گئیں اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔

❁ ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"امام مالک بن انس رحمہ اللہ جب حدیث بیان کرنے کے لیے گھر سے نکلنے لگتے تو نماز کے وضو کی طرح مکمل وضو کرتے، سب سے اچھا لباس زیبِ تن کرتے، ٹوپی پہنتے اور ڈاڑھی کو کنگھا کرتے۔ ان سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

(( أُوَقِّرُ بِهِ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ))[2]

"ایسا کرکے میں حدیثِ رسول ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجا لاتا ہوں۔"

❁ ابن ابی الزناد بیان کرتے ہیں کہ تابعی کبیر حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیمار لیٹے

---

[1] تفسير القرطبي (٦/ ١٦/ ٣٠٧)

[2] الجامع للخطيب (٢/ ٣٤) و شرح الشفاء (٢/ ٧٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے تھے اور جب ان سے حدیث بیان کرنے کے لیے کہا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ مجھے پکڑ کر بٹھا دو۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ میں لیٹے لیٹے حدیثِ رسول ﷺ بیان کروں۔[1]

❁ امام محمد بن سیرین [صاحب تعبیر الرؤیا] دورانِ گفتگو ہنس لیا کرتے تھے، لیکن جب حدیثِ رسول ﷺ آجاتی تو مکمل ادب و احترام کی تصویر بن جایا کرتے تھے۔[2]

❁ اسی طرح ایک ثقہ راوی امام مصعب بن عبداللہ رحمہ اللہ امام مالک کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا ذکرِ جمیل کیا جاتا تو ان کا رنگ بدل جاتا اور وہ فرطِ محبت و احترام سے رونے لگتے۔ ایک دن ان سے اس سلسلے میں استفسار کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: جو کچھ میں نے دیکھا ہوا ہے اگر وہ تم نے بھی دیکھا ہوتا تو تم مجھ پر نکیر نہ کرتے۔ میں [ایک ثقہ و فاضل شخص] امام القراء محمد بن منکدر رحمہ اللہ کو دیکھا کرتا تھا کہ ہم جب بھی ان سے کسی حدیث کے بارے میں پوچھتے تو احترامِ مصطفیٰ ﷺ کے جذبات سے مغلوب ہوکر وہ رونے لگتے تھے۔[3]

نبی اقدس ﷺ سے محبت محض زبانی جمع خرچ تک ہی نہیں رہنی چاہیے اور نہ اس کا کوئی سالانہ یا ماہانہ اظہار کافی ہے، بلکہ حبِ مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ محبِّ رسول ﷺ ہر وقت آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنے سامنے رکھے اور ہر اس سنت کے احیا میں کوشاں رہے جو گردشِ زمانہ کی دھول تلے دب گئی ہو یا ہوسِ دنیا اور خواہشاتِ نفس کی وجہ سے طاقِ نسیان پر رکھی جاچکی ہو، ایسی تمام متروک سنتوں کا احیا ایک اچھے مسلمان کی ذمے داری ہے۔

---

1. الجامع للخطیب (۲/ ۴۵) و جامع بیان العلم (۲/ ۱۲۲۰)
2. الجامع للخطیب (۲/ ۵۷)
3. حوالہ سابقہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نبی اکرم ﷺ سے محبت کے تقاضوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے صادر ہونے والے تمام اوامر واحکام پر عمل پیرا ہوں اور جن امور سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے، ان تمام کاموں سے مکمل اجتناب وگریز کیا جائے، یہ محض تقاضا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے۔

محبانِ رسول ﷺ کے لیے حبِ رسول ﷺ کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو اپنے سامنے رکھیں، آپ ﷺ نے جو کام خود کیا یا کرنے کا حکم فرمایا اسے اپنالیں، جس کام سے منع فرمایا اس سے باز آجائیں، کسی بھی کام کے فعل وترک میں من مانی نہ کریں اور نبی مکرم ﷺ کی مرضی سے تجاوز کرکے آپ ﷺ سے پیش قدمی کا ارتکاب ہرگز نہ کریں، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، چنانچہ سورۃ الحجرات کی پہلی ہی آیت میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾

”مومنو! اللہ اور اس کے رسول سے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔“

اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر وہ کام اور چیز جس سے نبی مکرم ﷺ نے براءت و بیزاری کا اظہار فرمایا ہے، ہر محبِّ رسول ﷺ بھی اس سے قولی وعملی بیزاری کا اظہار کرے بعض امور ایسے ہیں کہ نہ صرف نبی اقدس ﷺ نے ان سے براءت و بیزاری کا اظہار فرمایا ہے، بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دے رکھا ہے مثلاً:

❀ اسلام دشمن کفار سے براءت و بیزاری اور نفرت و دلی دشمنی رکھنے اور ان سے موالات و دلی محبت نہ کرنے کا قرآنِ کریم میں باقاعدہ حکم دیا گیا ہے، چنانچہ سورت آل عمران (آیت: ۲۸) میں ارشادِ الٰہی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ﴾

''مومنوں کو چاہیے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اُس سے اللہ کا کچھ (عہد) نہیں، ہاں اگر اس طریق سے تم اُن (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور اللہ تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

سورۃ التوبہ (آیت: ۲۳) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوٓا اٰبَآءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ﴾

''اے اہلِ ایمان! اگر تمھارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔''

لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، خلوت و جلوت میں بھی اس کا شکریہ ادا کریں، اس نے ہمیں دینِ اسلامی کی راہ دکھا کر ہم پر احسان کیا اور ہمیں سب سے بہتر نبی کا امتی بنایا، جس کو اس نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غلبہ عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو روشن آیات اور واضح معجزات دے کر بھیجا اور ان پر قرآن کریم نازل فرمایا، جو سراسر ہدایت اور تمام امراض کے لیے کامل شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی اقتدا کرنے، آپ ﷺ کی سیرت اپنانے اور آپ ﷺ کی سنت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا ہمیں نبی مکرم ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ کی سنتوں کے ساتھ پیار کرنا چاہیے، زیارتِ مصطفیٰ کی تمنا کرنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چاہیے، یہ نبی کریم ﷺ سے شدید محبت کی علامت بھی ہے اور اس محبت کا تقاضا بھی، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''میری امت کے مجھ سے شدید محبت رکھنے والے لوگوں میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اس بات کی خواہش رکھتے اور تمنا کرتے ہیں کہ انھیں چاہے اپنے سارے اہل و عیال اور دولت و مال کے عوض ہی میری زیارت نصیب ہو جائے، تب بھی سودا مہنگا نہیں۔'' [1]

لہٰذا ہمیں چاہیے کے ہم آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کریں اور اپنی مجلسوں میں آپ ﷺ کا ذکرِ خیر کثرت کے ساتھ کریں، کیونکہ آپ ﷺ سے محبت کا اظہار کرنا ہر اہلِ ایمان پر واجب ہے۔

## ⑤ ایمان بالیوم الآخر:

یومِ آخرت پر ایمان لانا دنیوی زندگی کی انتہا اور اس کے بعد دوسرے جہان میں داخل ہونے پر پختہ اعتقاد رکھنے کا نام ہے۔ آخرت پر ایمان لانا ان ارکان میں سے ہے جن کے بغیر انسان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اس کے دلائل بھی کثرت سے موجود ہیں، جیسا کہ سورۃ البقرۃ (آیت: ۱۷۷) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ﴾

''نیکی یہی نہیں ہے کہ (نماز میں) اپنا منہ مشرق و مغرب کی طرف کر لیا جائے، بلکہ حقیقتاً نیک وہ شخص ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور پچھلے دن (قیامت) پر اور

[1] صحیح مسلم (٤/ ٢١٧٨) رقم الحدیث (١٨٣٢) مسند أحمد (٥/ ١٥٦) السلسلة الصحیحة، رقم الحدیث (١٤١٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سب فرشتوں پر اور کتاب اللہ (قرآنِ کریم) اور (تمام آسمانی کتابوں پر) اور تمام پیغمبروں پر ایمان رکھنے والا ہو۔''

سورۃ الذاریات (آیت: ۵) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ﴾

''جس (قیامت) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچ ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا ﴾ [المؤمن: ۵۹]

''قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔''

قرآنِ کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کے ایک ایک لفظ کے سچ ہونے پر مومنوں کا ایمان ہے۔ ویسے بھی ہر مسلمان روزانہ پانچ نمازوں میں کئی بار اس بات کا اقرار کرتا اور کہتا ہے:

﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ ''وہ مالک ہے یومِ آخرت (قیامت) کا۔''

## یومِ آخرت پر ایمان لانے کا مطلب:

یومِ آخرت پر ایمان کا کیا مطلب ہے اور اس پر ایمان لانے میں کیا کیا امور داخل ہیں؟ یومِ آخرت پر ایمان کا مطلب ہے:

① اس کے لامحالہ واقع ہونے پر پختہ یقین رکھنا، اس کی تصدیق کرنا اور اس کے مقتضا پر عمل کرنا۔

② اس پر ایمان لانے میں قیامت کی علامتوں اور نشانیوں پر ایمان بھی داخل ہے جو ہر حال میں قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہوں گی۔

③ نیز موت اور مرنے کے بعد پیش آنے والے تمام امورِ غیبیہ جن کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے، ان سب پر ایمان لانا، ایمان بالآخرت میں شامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



④ قبر کی آزمایش، اس کا عذاب اور اس کی نعمت بھی اسی میں شامل ہے اور یہ کہ قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا، تمام مخلوق قبروں سے اٹھے گی، قیامت کا موقف بھیانک وخوفناک ہوگا اور اس روز پیش آنے والی شدید ہولناکیاں، پل صراط پر سے گزرنا، یہ سب امور بھی اس میں داخل ہے۔

## پل صراط کے اوپر سے گزرنا:

اس سلسلے میں بہت سی احادیث آئی ہیں، چنانچہ شفاعت والی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب مجھے (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی، پھر امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا جو پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے، پھر (لوگ پل صراط پر سے گزرنا شروع کریں گے چنانچہ) سب سے پہلا شخص بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، کوئی چیز بجلی کی سی تیزی کے ساتھ بھی گزر سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم نے (آسمان پر) بجلی کو نہیں دیکھا؟ کیسے وہ تیزی کے ساتھ جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس آ جاتی ہے؟ پھر دوسرا آدمی ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔ پھر تیسرا آدمی پرندے کی اڑان اور مردوں کے دوڑنے کی طرح گزر جائے گا۔ یہ سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے گزریں گے اور تمھارا نبی پل صراط پر کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوگا:

《یٰا رَبِّ! سَلِّمْ سَلِّمْ》

"اے میرے رب! تو ہی سلامتی دے اور تو ہی محفوظ فرما۔"

"یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور ایک آدمی ایسا آئے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جو گھسٹ گھسٹ کر چلنے کے قابل ہو گا۔ پل صراط کے کناروں پر مڑے ہوئے سرے والی لوہے کی سلاخیں لٹکی ہوئی ہوں گی، جنھیں بعض لوگوں کو پکڑنے اور اچک لینے کا حکم دیا گیا ہو گا، لہٰذا وہاں سے گزرنے والوں میں سے کچھ تو خراشیں وغیرہ لگنے کے بعد نجات پا کر اسے عبور کر جائیں گے اور کئی لوگوں کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور وہ جہنم میں گر جائیں گے۔''

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔''[1]

## میزان برحق ہے:

قیامت والے دن میزانِ عدل قائم کیا جائے گا، جس کی دلیل سورت انبیا (آیت: ۴۷) میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴾

''اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازوئیں رکھیں گے پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور جو رائی کے دانے برابر (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو بھی (تولنے کے لیے) حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کے لیے کافی ہیں۔''

حساب و کتاب، جزا و سزا اور لوگوں کے درمیان نامہ اعمال کی تقسیم، کچھ لوگ انھیں دائیں ہاتھ میں لیں گے اور کچھ بائیں ہاتھ میں یا پھر کچھ لوگ پیٹھ کے پیچھے سے لیں گے۔ نیز حوضِ کوثر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز عطا ہونا ہے، اس پر ایمان لانا اور جنت و جہنم پر ایمان لانا بھی ایمان بالآخرت میں شامل ہے۔ ایمان والوں کا جنت کی نعمتوں سے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۱۹۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نوازے جانا اور اس میں سب سے بڑی نعمت اہلِ ایمان کے لیے اپنے رب جل شانہ کا دیدار ہونا اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ بات کرنا کافروں کو جہنم میں سزا دی جائے گی اور سب سے بڑھ کر ان کے لیے سزا اللہ تعالیٰ کے دیدار سے ان کی محرومی ہو گی۔ قیامت یا یومِ آخرت اُن غیبی امور میں سے ایک ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کرلیا ہے اور اس کی خبر کسی کو بھی نہیں دی، جیسا کہ سورت لقمان (آیت:۳۴) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾

''بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے وہی اسے جانتا ہے۔کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو اللہ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔''

ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ پانچ چیزیں ''مفاتیح الغیب'' ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[1]

① قربِ قیامت کی علامات تو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، لیکن قیامت کے وقوع کا یقینی علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، نہ کسی فرشتے کو، نہ کسی نبی مرسل کو۔

② بارش کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔آثار و علامات سے اندازہ تو لگایا جاسکتا ہے لیکن یہ اندازے کبھی صحیح اور کبھی غلط بھی ثابت ہوتے ہیں، جس سے صاف واضح ہے کہ بارش کا بھی یقینی علم اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا۔

③ رحمِ مادر میں مشینی ذرائع سے جنسیت کا ناقص اندازہ (جو یقینی قطعی نہیں ہوتا اور اسی بنا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٧٧٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پر اسے علم نہیں کہہ سکتے، کیونکہ علم کسی شے کو یقینی طور پر جاننے کا نام ہے، یہ تو شاید ممکن ہے کہ بچہ ہے یا بچی) لیکن ماں کے پیٹ میں نشو ونما پانے والا یہ بچہ نیک بخت ہے یا بد بخت، ناقص ہوگا یا کامل، خوب صورت ہوگا یا بدشکل، کالا ہوگا یا گورا، ان سب باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

④ انسان کل کیا کرے گا؟ وہ معاملہ دین کا ہو یا دنیا کا، کسی کو آنے والے کل کے بارے میں علم نہیں ہے کہ وہ اس کی زندگی میں آئے گا بھی یا نہیں۔

⑤ اسی طرح موت کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ موت کہاں آئے گی؟ گھر میں یا گھر سے باہر، اپنے وطن میں یا دیارِ غیر میں جوانی میں آئے گی یا بڑھاپے میں؟ اپنی آرزوؤں اور خواہشات کی تکمیل کے بعد آئے گی یا اس سے پہلے؟ یہ کسی کو معلوم نہیں۔ حدیثِ جبرائیل علیہ السلام میں بھی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سوال کیا کہ آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''مسئول (جس سے دریافت کیا گیا ہے) سائل (دریافت کرنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا۔''[1]

رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ صحیحہ کے ذریعے احوالِ قیامت کے متعلق جو کچھ ثابت ہے، ان پر ایمان لانا ضروری ہے، جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں بتایا ہے۔ اگر کوئی اہلِ ایمان ٹھیک اسی طرح ایمان لانے کے بعد تقویٰ وعمل اور عقیدۂ صحیحہ کا اہتمام کرتے ہیں محض زبان سے اظہارِ ایمان کو کافی نہیں سمجھتے تو ان کے لیے ان کے پروردگار کی طرف سے کامیابی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [البقرة: ٥]

''یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٥٠) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نجات پانے والے ہیں۔‘‘

یہ اہلِ ایمان کا انجام بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی ان کی کامیابی سے مراد آخرت میں رضائے الٰہی اور اس کی رحمت و مغفرت کا حصول ہے۔ اس کے ساتھ دنیا میں بھی خوش حال اور سعادت وکامرانی مل جائے تو سبحان اللہ، ورنہ اصل کامیابی آخرت ہی کی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ! ہمیں بھی اُن اہلِ ایمان میں شامل فرمالے کیونکہ ہم بھی تیری کتاب قرآن کریم اور تیرے نبی محمد ﷺ کے فرمان پر ایمان لائے ہیں۔

## ⑥ ایمان بالقدر:

ایمان بالقدر کے چار درجے ہیں:

### پہلا درجہ:

اللہ تعالیٰ کے علم پر ایمان جو ہر چیز کو محیط ہے، اس سے آسمانوں میں ذرہ برابر کوئی چیز پوشیدہ ہے نہ زمین میں، جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے اور یہ بھی کہ ان مخلوقات کے رزق، ان کی عمر، ان کے سارے اعمال اور دوسرے تمام امور کا اس کو مکمل علم ہے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ تقدیر کے پہلے درجے ’’ایمان بالعلم‘‘ کی دلیل سورۃ الحشر (آیت:۲۲) میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ﴾

’’وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ غیب وحاضر کا علم رکھتا ہے۔‘‘

نیز سورۃ الطلاق (آیت:۱۲) میں فرمایا ہے:

﴿ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴾

’’اللہ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔‘‘

سورت سبا (آیت:۳) میں مزید فرمایا:

﴿ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ ﴾

''وہ عالم الغیب ہے، اس سے ذرہ برابر کوئی شے پوشیدہ نہیں، نہ آسمانوں میں، نہ زمین میں، نہ اس سے چھوٹی، نہ بڑی۔''

سورت انعام (آیت: ۵۹) میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ﴾

''اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، غیب اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

سورت انعام (آیت: ۱۲۴) میں مزید ارشاد فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ﴾

''اللہ بہتر جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کہاں بھیجنا ہے۔''

سورت قلم (آیت: ۷) میں فرمایا:

﴿ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴾

''اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے گمراہ ہوگیا ہے اور وہی ہدایت یاب لوگوں کو بھی جانتا ہے۔''

سورت انعام (آیت: ۵۳) میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ شکرگزاروں کو نہیں جانتا؟''

سورت عنکبوت (آیت: ۱۰) میں اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

''کیا اللہ تعالیٰ دنیا والوں کے سینوں کی باتوں کو نہیں جانتا؟''

سورت بقرہ (آیت: ۳۰) میں فرمایا:

﴿ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

''(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں (اس میں جو مصلحت ہے) جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نیز سورۃ البقرہ (آیت: ۲۱۶) میں فرمایا:

﴿ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تم کو بری لگے لیکن وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور ایک چیز تم کو بھلی لگے لیکن وہ تمھارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

صحیح بخاری ومسلم میں روایت ہے:

''ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا جنتی اور جہنمیوں کی الگ الگ پہچان ہو چکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس نے دریافت کیا: پھر لوگ عمل کس بات کے لیے کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''ہر شخص وہ عمل کرتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، یا آپ ﷺ نے فرمایا: وہی عمل کرتا ہے جو اس کے لیے آسان بنایا گیا ہے۔''[1]

اسی روایت میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے مشرکوں کی اولاد کے سلسلے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(( اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ ))[2]

''اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہوتے۔''

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے کچھ لوگوں کو پیدا کیا اور اس وقت پیدا کیا جب وہ اپنے باپ کی پشتوں میں تھے، کچھ لوگوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا اور ان کو

[1] صحيح البخاري، كتاب القدر (۷/ ۲۱۰) صحيح مسلم، كتاب القدر (۸/ ٤٨)

[2] صحيح مسلم (۷/ ۲۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بھی اس وقت پیدا کیا جب وہ اپنے آبا کی پشتوں میں تھے۔''[1]

صحیح مسلم میں یہ روایت بھی آئی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''آدمی بہ ظاہر لوگوں کی نظر میں جنت والا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جہنمی ہے اور ایسا بھی ہے کہ بہ ظاہر آدمی جہنم والا عمل کرتا ہے اور وہ جنتی ہے۔''[2]

ایک روایت میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم میں کوئی بھی بندہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کی جنت و جہنم کا ٹھکانا جانتا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر ہم کوئی عمل کریں؟ کیا ہم اسی پر بھروسا نہ کر لیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! عمل کرتے جاؤ، ہر آدمی کے لیے وہی آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے سورۃ اللیل (آیت: ۴ تا ۱۰) کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۝٤ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝٦ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝٧ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝٩ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ﴾

''جس نے اللہ کے راستے میں مال دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (ملتِ اسلام) کو سچا سمجھا تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لیے سامان دیں گے، اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے نیازی برتی اور اچھی بات (اسلام) کو جھٹلایا، تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لیے سامان دیں گے۔''[3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب القدر (٨/ ٥٥) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٧١٣) مسند أحمد (٦/ ٢٠٨)

[2] صحيح البخاري (٧/ ٢١٣) صحيح مسلم، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه (٨/ ٤٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٦٦١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٤٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## تقدیر پر ایمان لانے کا دوسرا درجہ:

اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ نے قضا وقدر کے ہر فیصلے کو ایک کتاب میں قلم بند کر رکھا ہے، جیسا کہ سورت یٰس (آیت: ۱۲) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴾

''اور ہر چیز کو ہم نے کتابِ روشن (لوحِ محفوظ) میں لکھ رکھا ہے۔''

سورۃ الحج (آیت: ۷۰) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ﴾ ''یہ (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔''

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا:

﴿ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴾ [طٰہٰ: ۵۱، ۵۲]

''پہلی امتوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس (موسیٰ) نے جواب دیا: اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے، میرا رب نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''کوئی نفس نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا جنت وجہنم کا ٹھکانا لکھ رکھا ہے اور یہ بھی لکھ رکھا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا سعادت مند؟''[1]

اسی روایت میں ہے کہ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں دین سکھائیے! گویا ہم ابھی پیدا ہوئے ہیں، عمل کس چیز پر ہے؟ آیا اس بات پر جسے قلم لکھ کر خشک ہو چکا ہے، اور تقدیریں نافذ ہو چکی ہیں، یا اس امر میں کہ آگے ہم اس کا سامنا کریں گے؟

[1] صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب تفسير سورة ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ (٦/ ٨٤) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي الخ (٨/ ٤٧، ٤٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں! بلکہ اس امر میں جسے لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے اور جس پر تقدیریں نافذ ہو چکی ہیں۔'' حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر عمل کس بات پر؟ آپ نے فرمایا: ''عمل کرتے جاؤ، کیونکہ ہر عمل کرنے والے کے لیے اس کا عمل آسان کر دیا جاتا ہے۔''[1]

تقدیر لکھے جانے میں پانچ تقدیریں داخل ہیں اور سب کی سب علم کی طرف لوٹتی ہیں:

① پہلی تقدیر، آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے اس کا لکھا جانا، جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔ اس کو ''تقدیرِ ازلی'' کہتے ہیں۔

## 1 ''تقدیر ازلی'' کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا﴾ [الحدید: ٢٢]

''کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمھاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں، وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔''

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے ساری مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں، اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔''[2]

نیز نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کہا لکھ! قلم نے کہا:

---

[1] صحيح البخاري، تفسير سورة ﴿وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى﴾ (٦/ ٨٤)

[2] صحيح مسلم، كتاب القدر (٨/ ٥١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اے میرے رب! میں کیا لکھوں؟ اللہ نے کہا: ''قیامت تک آنے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ۔''[1]

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! قلم آنے والی ہر شے کو لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔''[2]

## 2 ''تقدیرِ عمری'':

دوسری تقدیر ''تقدیرِ عمری'' کہلاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے سب سے ﴿ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ﴾ ''کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟'' کا عہد و میثاق لیا تھا۔ سورۃ الاعراف (آیت: ۱۷۲) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا ۛ أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ﴾

''اور (اے پیغمبر! وہ وقت یاد کر) جب تیرے مالک نے آدم کی اولاد سے (اور اسی طرح خود آدم سے) ان کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور خود کو ان پر گواہ کیا (ان سے فرمایا:) کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا: بے شک (تو ہی ہمارا رب ہے) ہم اس بات کے گواہ ہیں۔ تم قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے (کہ تو ہمارا مالک ہے) بے خبر تھے۔''

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نئے سرے سے عمل کی ابتدا ہوتی ہے یا قضا و قدر پہلے مقرر کی جا چکی ہے؟ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

---

1. مسند أحمد (٥/ ٣١٧) سنن أبي داود (٤٧٠٠) صحيح جامع الترمذي (٤/ ٤٥٨) رقم (٢١٥٥)
2. صحيح البخاري، كتاب القدر (٧/ ٢١٠) مسند أحمد، رقم الحديث (٦٨٥٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو ان کی پشت سے نکالا، تو انھیں ان کے نفس پر گواہ بنایا، پھر انھیں اپنی ہتھیلی پر لے کر فرمایا: ''یہ لوگ جنتی ہیں اور یہ لوگ جہنمی ہیں، جنتیوں کے لیے جنت والا عمل آسان کیا جاتا ہے اور جہنمیوں کے لیے جہنم والا عمل۔''[1]

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمیں بتا یئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا:

''یہ رب العالمین کی طرف سے نوشتہ ہے، اس میں جنتیوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور قبیلوں کے نام لکھ کر سب کو جمع کر دیا گیا ہے، اس میں کبھی اضافہ ہوسکتا ہے نہ کمی۔''

پھر آپ نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا:

''یہ رب العالمین کی طرف سے نوشتہ ہے، اس میں جہنمیوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام لکھ کر سب کو جمع کر دیا گیا ہے، اب اس میں نہ کبھی اضافہ ہوسکتا ہے نہ کمی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول! جب معاملہ پہلے ہی فارغ کردیا گیا ہے تو پھر عمل کس بات پر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''درست راہ پر قائم رہو، قربت حاصل کرتے جاؤ اور جنتی کا خاتمہ جنت والے عمل پر ہوتا ہے، خواہ اس کا جو بھی عمل رہا ہو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں

[1] دیکھیں: الدر المنثور (۳/ ۷۴۳) ابن کثیر (۲/ ۲۲۹) علامہ البانی رحمہ اللہ نے امام ابن ابی عاصم کی کتاب ''السنة'' کی تحقیق (۱/ ۷۳) میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کو جھاڑ کر فرمایا: تمھارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے، اب ایک فریق جنتی ہے اور دوسرا فریق جہنمی۔''[2]

## ③ تیسری تقدیر:

تیسری تقدیر، اسے بھی ''تقدیرِ عمری'' کہہ سکتے ہیں، جب کہ رحمِ مادر میں نطفے کی تخلیق ہوتی ہے، تخلیقِ نطفہ کے وقت جو ''تقدیرِ عمری'' لکھی جاتی ہے، اس کی دلیل سورۃ النجم (آیت: ۳۲) میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے:

﴿هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم: ٣٢]

''اللہ تمھیں بہتر جانتا ہے جب تم کو زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماں کے پیٹ میں ''جنین'' تھے، اس لیے خود کو پاکیزہ نہ سمجھو، وہ جانتا ہے کون متقی ہے؟''

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنی ماں کے رحم میں چالیس دن نطفے کی شکل میں رہتے ہو، پھر وہ نطفہ دوسرے چالیس دن میں جما ہوا خون بن جاتا ہے، پھر چالیس دن میں گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے، وہ آ کر اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے حکم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق یہ چار امور لکھ دے:

① رزق۔ ② موت وحیات۔ ③ عمل۔ ④ بد بخت یا سعادت مند۔

پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں! ایک شخص جنتیوں جیسا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے، اس پر نوشتہ (تقدیر) سبقت کر جاتا ہے اور وہ جہنم والا عمل کر بیٹھتا ہے اور جہنمی بن جاتا ہے۔ ایک شخص جہنمیوں والا عمل کرتا رہتا

① یہ حدیث صحیح ہے۔ مسند أحمد (٢/ ١٦٧) سنن الترمذي (٤/ ٤٤٩) رقم الحديث (١٢١٤١)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے مابین صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر اس پر نوشتہ (تقدیر) سبقت کر جاتا ہے اور وہ جنت والا عمل کر گزرتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔“[1]

اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مختلف الفاظ کے ساتھ روایات آئی ہیں اور سب کا معنی ایک ہی ہے۔

### 4 ”تقدیرِ حولی“:

چوتھی تقدیر ”تقدیرِ حولی“ کہلاتی ہے، یہ لیلۃ القدر میں ہوتی ہے۔ ”تقدیرِ حولی“ جس کی دلیل سورۃ الدخان (آیت: ۴، ۵) میں یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴾

”لیلۃ القدر میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے، یہ ہمارا فیصلہ ہے بے شک ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔“

### 5 ”تقدیرِ یومی“:

پانچویں تقدیر ”تقدیرِ یومی“ کہلاتی ہے، اس کا مطلب ہے ہر تقدیر کو اس کے وقت پر جاری و نافذ کرنا۔ ”تقدیرِ یومی“ کی دلیل سورۃ الرحمٰن (آیت: ۲۹) میں وارد یہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴾ ”ہر دن اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے۔“

مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں ایک لوحِ محفوظ بھی ہے جو سفید موتی سے بنا ہوا ہے، اس کی جلدیں لال یاقوت کی ہیں، اس کا قلم وکتاب دونوں نور کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دن اسے تین سو ساٹھ مرتبہ دیکھتا ہے اور ہر نظر میں پیدا کرتا ہے، رزق عطا کرتا ہے، اسی چیز کو قرآن میں ﴿ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴾

[1] صحيح البخاري، كتاب القدر (٧/ ٢١٠) صحيح مسلم، كتاب القدر (٨/ ٤٤)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کہا گیا ہے۔“[1]

لہٰذا یہی وہ تمام تقدیریں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھنے کا حکم دیا تھا اور یہ سب کے سب کام اللہ تعالیٰ کے علم سے صادر ہوتے ہیں جو اس کی صفت ہے۔

## سعادت وشقاوت پہلے ہی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے:

تمام آسمانی کتابیں اور احادیثِ نبویہ اس امر پر متفق ہیں کہ پہلے ہی تقدیر کا لکھا جانا عمل کو مانع ہے نہ اس پر ہاتھ دھرے بیٹھ جانے کا موجب ہے، بلکہ عمل و محنت، جدوجہد اور عملِ صالح کی رغبت وحرص کا موجب ہے، یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے تقدیر لکھے جانے، اس کے نافذ ہونے اور قلم خشک ہو جانے کی بات بتائی تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: (( أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَىٰ كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ )) ”کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسا نہ کر لیں اور عمل ترک نہ کر دیں؟“ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: (( لَا، اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ )) ”نہیں! عمل کرتے جاؤ، کیونکہ ہر آدمی کے لیے اس کا عمل آسان کر دیا جاتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴾ [اللیل: ٥]

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیریں بنائی ہیں اور اس کے لیے اسباب مہیا کیے ہیں، اس کا معاش و معاد کے لیے اسباب بنانا حکمت پر مبنی ہے، اس نے سب کے لیے وہ راستہ آسان کر دیا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جب بندے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے آخرت کے مصالح اسباب کے تحت مربوط ہیں، تو اسے کرنے اور بجا لانے میں سخت جدوجہد کرے گا، بلکہ اس سے بڑھ کر کرے گا جو وہ اسبابِ معاش اور مصالحِ دنیا کے لیے اختیار کرتا ہے، اس نکتے کو اس صحابی نے اچھی طرح

[1] مستدرك الحاكم (٢/ ٩٩) امام حاکم نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور حافظ ذہبی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سمجھ لیا تھا جب انھوں نے تقدیر والی حدیث سنی تو یہ کہا:

《مَا كُنْتُ أَشَدَّ اِجْتِهَادًا مِّنِّي الْآنَ》

''اب تو میں پہلے سے بھی زیادہ عمل میں محنت کروں گا۔''

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

《اِحْرِصْ عَلَىٰ مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ》[1]

''تم اس امر کے حریص بنو جو تمھیں نفع دے، اللہ سے مدد مانگو اور تھک ہار کر بیٹھ نہ جاؤ۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب نبی مکرم ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ ''ہم جو علاج اور جھاڑ پھونک کراتے ہیں، کیا اس سے تقدیر پلٹ جاتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

《هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ》[2] ''یہ بھی تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے تقدیرِ خیر وشر بنائی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے اسباب مہیا کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت بہرحال نافذ ہو کر رہتی ہے۔ بس وہی کچھ ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، جیسا کہ سورت تکویر (آیت: ۲۹) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا تَشَآءُونَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔''

سورۃ الانعام (آیت: ۳۹) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

[1] صحيح مسلم، كتاب القدر (٨/ ٥٦) مسند أحمد (٢/ ٣٧٠) سنن ابن ماجه، رقم (٤٢٢٠)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٠٦٥، ٢٤١٨) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٤٣٧) مسند أحمد (٣/ ٤٢١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



’’اللہ جسے چاہے گمراہ کردے اور جسے چاہے صراط مستقیم پر لگا دے۔‘‘

اللہ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں، جیسا کہ سورت یٰس (آیت: ۸۲) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾

’’اللہ کا معاملہ تو ایسا کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ ’’کُنْ‘‘ (ہو جا) تو وہ ہو جاتی ہے۔‘‘

سورۃ الانعام (آیت: ۱۲۵) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا ﴾

’’اللہ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے۔‘‘

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’تمام بندوں کے دل ایک دل کی مانند رحمٰن کی دو انگلیوں کے مابین ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے انھیں پھیرتا رہتا ہے۔‘‘[1]

نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’تم یہ نہ کہو کہ جو اللہ اور فلاں شخص چاہے، بلکہ یوں کہو: جو صرف اللہ چاہے۔‘‘[2]

نیز نبی ﷺ نے فرمایا:

’’جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔‘‘[3]

اور ارشادِ الٰہی ہے:

[1] صحيح مسلم، كتاب القدر (٨/ ٥٠) صحيح سنن الترمذي (٤/ ٤٤٨)

[2] حديث صحيح. سنن الترمذي، باب العلم، رقم الحديث (٢٦٧٢)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠٣٧)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ [البقرة: ١٨٥]

''اللہ تعالیٰ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔''

## بندے پر تقدیر کے متعلق واجبات:

بندے پر تقدیر کے بارے میں دو واجب ہیں:

① حسبِ مقدور واجبات وفرائض پر عمل کرے۔

② محرمات سے اجتناب کرے۔

یعنی جن کاموں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، ان سے بچنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے اور اس سے دعا کرے کہ وہ اس کے لیے خیر وبھلائی کے اعمال میسر فرمادے، صرف اور صرف اسی پر توکل کرے، اسی کی پناہ طلب کرے اور بھلائی کے حصول اور برائی کے ترک کرنے پر اسی کا محتاج رہے، کیونکہ اس کے بغیر انسان نیکی کرسکتا ہے نہ برائی سے بچ سکتا ہے، جیسا کہ ﴿ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ کا معنی بھی یہی ہے۔ لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ وہ تقدیر میں لکھی ہوئی چیز پر جزع وفزع نہ کرے، بلکہ صبر کا مظاہرہ کرے اور وہ اس بات پر یقین کر لے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جس پر اسے راضی ہی رہنا چاہیے اور اسے تسلیم کرنا چاہیے۔ نیز اسے اس بات پر بھی یقین ہونا چاہیے کہ جو چیز اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے وہ اس سے چوکنے والی نہیں، بلکہ اسے مل کر رہے گی اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں نہیں لکھی، وہ اسے ملنے والی نہیں، چاہے وہ جتنی مرضی محنت کر لے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

''اس بات کا اچھی طرح سے یقین کر لو کہ جو چیز اللہ تعالیٰ تجھ سے روک لے وہ تجھے ہرگز نہیں مل سکتی اور جو چیز اللہ تعالیٰ تجھے عطا کرنا چاہے، اسے کوئی بھی تجھ سے روک نہیں سکتا۔''[1]

[1] مسند أحمد، سنن الترمذي، صحيح الجامع للألباني، رقم الحديث (٧٩٥٧)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## مسئلہ تقدیر اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق میں ایک راز ہے:

تقدیر اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق میں ایک راز ہے، جسے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، جیسے اللہ تعالیٰ کا کسی کو گمراہ کرنا، کسی کو ہدایت دینا، کسی کو مارنا، کسی کو زندہ کرنا، کسی کو محروم کرنا اور کسی کو نوازنا وغیرہ ہے۔ ان تمام امور اور ان کی حکمتوں سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَأَمْسِكُوا» (1)

''جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو (بحث کرنے سے) رُک جاؤ۔''

## دنیوی اسباب کا استعمال:

دنیوی اسباب کو اختیار کرنا تقدیر اور توکّل کے منافی نہیں، بلکہ یہ اسی کا ایک جزو ہے۔ اگر کسی انسان پر کوئی مصیبت یا آزمائش آجائے تو اسے کہنا چاہیے:

«قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ»

''اللہ تعالیٰ ہی نے تقدیر بنائی ہے اور وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ، فرشتوں، رسولوں، آسمانی کتابوں، یومِ آخرت اور تقدیر پر ایمان لانے سے انسان حقیقی اور کامل مومن بنتا ہے اور ان میں سے کسی بھی ایک چیز کو تسلیم نہ کرنے سے انسان دائرہ ایمان واسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ نیک اعمال اور ایمان آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ دونوں میں سے ایک نہ ہو تو دوسرے کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''ایمان کے ستّر سے زائد درجے ہیں اور سب سے اعلیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور سب سے ادنا، راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا اور شرم وحیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔'' (2)

(1) المعجم الكبير وحسنه العراقي في تخريج الإحياء (١/ ٥٠) والحافظ ابن حجر في الفتح (١١/ ٤٧٦) والألباني في الصحيحة، رقم الحديث (٣٤)

(2) مختصر صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٠) صحيح الجامع، رقم الحديث (٢٨٠٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایمان باللہ کے سلسلے میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ایمان قول اور عمل کے مجموعے کا نام ہے جو اطاعت وفرمانبرداری سے بڑھتا اور گناہ ومعصیت سے گھٹتا ہے۔ کفر و شرک کے علاوہ کسی گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کی تکفیر جائز نہیں ہے، مثلاً: زنا، چوری، سود خوری، شراب نوشی، نشہ بازی، والدین کی نافرمانی اور ان کے علاوہ دوسرے کبیرہ گناہ جب تک کہ وہ اس کو حلال نہ سمجھ لے۔

ایمان باللہ میں یہ بات بھی داخل ہے کہ محض اللہ کے لیے محبت کی جائے اور اسی کے لیے کسی سے بغض رکھا جائے اور دوستی و دشمنی صرف اسی کے لیے ہو، کیونکہ ایک سچا مومن اہلِ ایمان کو ہی دوست رکھتا ہے اور ان ہی سے محبت بھی کرتا ہے۔ اس امت کے تمام مومنوں کی صفِ اول میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ اہلِ ایمان ان سے محبت رکھتے ہیں، ان کو دل سے چاہتے ہیں اور ان پر اعتماد رکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد وہ بہترین انسان ہیں، اس لیے کہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”تمام زمانوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد جو لوگ ہوں گے، پھر اس کے بعد جو لوگ ہوں گے۔“ [1]

اسی طرح مومن اہلِ بیت سے بھی محبت رکھتے ہیں اور ان سے انتہائی اپنائیت محسوس کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی بھی تعظیم و احترام کا جذبہ ہے، وہ ان کو تمام اہلِ ایمان کی مائیں سمجھتے ہیں اور ان سب کے لیے اللہ سے رضا طلبی کی دعائیں طلب کرتے ہیں۔ اس امت کے آخر میں آنے والوں کی اصلاح اسی چیز سے ممکن ہے جس سے اس امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی اور وہ ہے کتاب اللہ وسنتِ رسول ﷺ کا اتباع اور جو کچھ اس کے خلاف ہو اس کا ترک کرنا۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی منکر ہے تو وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم الحدیث (۳۳۱۷)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جہاں ایمان کا ذکر کیا ہے، ساتھ ہی نیک اعمال کا بھی ذکر کیا ہے، جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ نیک اعمال، ایمان کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ نیک عمل کے بغیر ایمان ایک ایسی چابی ہے جس کے دندانے نہ ہوں، جس طرح دندانے والی چابی کے بغیر تالا نہیں کھلتا، اسی طرح ایسا ایمان جو نیک عمل سے خالی ہو، اس کے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا۔

لہٰذا اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ایمان کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ جمع کرنا ضروری ہے۔ وہ ایمان جو صرف زبان تک محدود رہتا ہے اور اس کا اثر انسانی زندگی پر کچھ نہیں ہوتا، یعنی اعضائے انسانی: آنکھ، کان، ناک اور دل و دماغ سے اگر اس کا اظہار نہ ہو تو وہ ایک بے معنی سا لفظ بن کر رہ جاتا ہے جس کی اللہ کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے۔ یعنی نیک اعمال کے بغیر ایمان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ یہاں علامہ اقبال کا شعر موقع و محل کے عین مطابق ہے:

زبان سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

لہٰذا زبان کے اقرار کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔

## دو نقصان دہ چیزیں:

دو چیزیں عام طور پر انسان کو ایمان اور عملِ صالح سے روکتی ہیں:

1. شبہات: یعنی اس کو ایمان اور نیک عمل میں کچھ نظری اور فکری شبہات پیدا ہوجائیں جن کی وجہ سے عقائد خراب ہوجائیں اور عقائد کی خرابی سے نیک اعمال کا برباد ہونا واضح ہے۔
2. شہوات: یعنی نفسانی خواہشات جو انسان کو بعض اوقات نیک عمل سے روک دیتی ہیں اور بعض اوقات بُرے اعمال میں مبتلا کردیتی ہیں، اگرچہ وہ نظری اور اعتقادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طور پر نیکی پر عمل اور بُرائی سے بچنے کو ضروری سمجھتا ہو، مگر نفسانی خواہشات اس کے خلاف ہوں اور وہ ان خواہشات سے مغلوب ہو کر سیدھا راستہ چھوڑ بیٹھے۔

## دو مفید چیزیں:

دو چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے انسان خسارے سے محفوظ رہے گا:

1. حق کی تلقین کرنا: یعنی ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرنا۔ کسی شخص کو تاکید کے ساتھ موثر انداز میں نصیحت کرنے اور نیک کام کی ہدایت کرنے کا نام وصیت ہے۔ مطلب یہ کہ انسان خود ہی راست بازی اور حقوق ادا کرنے پر اکتفا نہ کرے، بلکہ دوسرے کو حق اختیار کرنے، حق پر قائم رہنے اور حقوق ادا کرنے کی تاکید بھی کرتا رہے، ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لیے کافی نہ ہوگا۔ خصوصاً اپنے اہل و عیال، احباب و اقارب اور متعلقین کے بُرے اعمال سے غفلت برتنا، نجات کا راستہ بند کرنا ہے، اگرچہ وہ خود کیسے ہی نیک اعمال کا پابند کیوں نہ ہو۔ اسی لیے قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ میں ہر مسلمان پر اپنی قدرت و طاقت کے مطابق نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے کا فریضہ عائد کیا گیا ہے، مگر اس معاملے میں مسلمان غفلت میں مبتلا ہیں۔ خود عمل کرنے کو کافی سمجھے بیٹھے ہیں، اولاد اور گھر والے کچھ بھی کرتے رہیں، اُس کی کوئی فکر نہیں کرتے۔

2. صبر کرنا: دوسری چیز جو انسان کو خسارے سے بچاتی ہے وہ ہے: ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔ مطلب یہ کہ اسلام یا حق کو غالب کرنے کے راستے میں جتنی بھی مشکلات حائل ہوں یا مصائب سے دوچار ہونا پڑے تو وہ صرف خود ہی صبر اور برداشت سے کام نہ لے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے۔ صبر کی تلقین بھی اگرچہ حق کی تلقین میں شامل ہے، لیکن اس کی اہمیت اور شرف و فضل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے الگ بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ جن لوگوں میں یہ چار چیزیں (ایمان و عمل اور حق و صبر کی وصیت) پائی جائیں، ان کے متعلق یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ انھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے اپنی زندگی کے لمحات کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور وہ آخرت میں خسارے سے محفوظ رہیں گے، لہٰذا زمانے کے اوقات سال، مہینے، دن، رات گھنٹے اور منٹ انسانی زندگی کا سرمایہ ہیں۔ ان کا صحیح استعمال کر کے انسان دنیاوی و اخروی منافع حاصل کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اپنے آپ کو آخرت کے خسارے سے بچا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا اور سنت نبویہ کے مطابق نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، کیونکہ رضائے الٰہی اور سنتِ نبویہ کے اتباع کے بغیر کوئی عمل صالح و قبول نہیں ہوسکتا، چاہے اس میں جتنا بھی عجز و انکساری ہو اور کتنا ہی وقت اور سرمایہ اس کے لیے خرچ کیوں نہ کیا گیا ہو، وہ سب بے معنی ہو جائے گا، یعنی آخرت میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقے سے ارکانِ ایمان و اسلام کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

## مراجعِ درس

1. تفسیر ابن کثیر
2. تفسیر احسن البیان۔ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف۔
3. صحیح اسلامی عقیدہ۔ تالیف: علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ۔
   ترجمہ: مشتاق احمد کریمی
4. حراستِ توحید۔ تالیف: الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
5. حقیقتِ توحید۔ تالیف: ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان۔
   اردو ترجمہ: ڈاکٹر سمیر عبدالحمید و ڈاکٹر فضل الٰہی
6. ارکانِ ایمان، ایک تعارف۔ تالیف: ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد۔
   مراجعہ و تقدیم: ابو عدنان مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# اقسامِ توحید اور ازالہ شبہات ①

حمد و ثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

سورۃ البقرہ (آیت: ۲۱) میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

''اے لوگو! اپنے مالک کی بندگی کرو، جس نے بنایا تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو، تم پرہیزگار ہو جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی دعوت تمام انسانوں کو دی جا رہی ہے۔ فرمایا: اگر تم عذابِ الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کو ایک مانو اور صرف اس کی عبادت کرو، جانتے بوجھتے شرک کا ارتکاب مت کرو۔ عبادت کرنے اور عذابِ الٰہی و شرک سے بچنے کے لیے توحید کا جاننا ضروری ہے کہ توحید کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

## توحید کی قسمیں:

توحید کی تین اقسام ہیں:

① توحیدِ ربوبیت۔ ② توحیدِ الوہیت۔ ③ توحیدِ اسما و صفات

## ① توحیدِ ربوبیت:

توحیدِ ربوبیت کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کریں کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی ساری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مخلوق کا بنانے والا، اس کا نظم ونسق چلانے والا، زندگی اور موت دینے والا، خیر لانے والا اور شر روکنے والا ایک ہی اللہ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک و رازق ہے۔ توحید کی اس قسم میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا، حتیٰ کہ مشرکین نے بھی اپنے شرک کے باوجود اس کا اقرار کیا ہے اور انکار کی جرأت نہیں کی، جیسا کہ سورت یونس (آیت: ۳۱) میں اللہ تعالیٰ نے مشرکینِ مکہ کے اعتراف کے متعلق فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾

’’کہہ دیجیے: کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ وہ کون ہے جو (تمھارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے؟ اور کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے:’’اللہ‘‘ (یعنی یہ سب کام کرنے والا اللہ ہے) تو ان سے کہہ دیجیے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟‘‘

اسی طرح کا سوال سورۃ الزمر (آیت: ۳۸) میں ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾

’’اور (اے پیغمبر!) اگر تو ان کافروں سے پوچھے: آسمان اور زمین کو کس نے بنایا؟ تو بے شک وہ یہی کہیں گے: اللہ نے بنایا۔ اب ان سے کہہ: بھلا بتلاؤ تو سہی، اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو،

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com



وہ اس کی بھیجی ہوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں؟ یا اللہ اگر مجھ پر فضل کرنا چاہے تو یہ (جھوٹے دیوتا) اس کے فضل کو روک سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، اے پیغمبر! کہہ دے کہ اللہ مجھ کو کافی ہے، اسی پر بھروسا کرنے والے بھروسا کرتے ہیں۔''

توحیدِ ربوبیت کا اقرار انسانی فطرت میں داخل ہے، کوئی مشرک بھی اس میں اختلاف نہیں کرتا۔ دنیا کے سارے گروہوں میں سے دہریوں کے سوا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ دہریے خالق کائنات کا انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ نظامِ کائنات کسی مدبرو منتظم کے بغیر خود بخود چل رہا ہے، جیسا کہ سورۃ الجاثیہ (آیت: ۲۴) میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بیان کیا ہے:

﴿ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ﴾

''اور انھوں نے کہا: ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے، (اسی دنیا میں) ہم مرتے ہیں اور (یہیں) جیتے رہتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کرتا ہے۔''

پھر ان کی تردید ان الفاظ میں فرمائی:

﴿ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴾ [الجاثية: ٢٤]

''(دراصل) انھیں اس بارے میں کچھ علم نہیں، وہ تو صرف قیاس اور اندازوں ہی سے کام لے رہے ہیں۔''

جبکہ ان کے سامنے اللہ کی طرف سے واضح اور روشن دلیل پہنچ گئی تھی۔ دہریوں کا انکار کسی دلیل پر مبنی نہیں تھا، ان کے پاس صرف ظن تھا اور ظن تو حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا، کیونکہ خیال اور حقیقت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اُس بات کا بھی کوئی جواب نہ دے سکے جو سورۃ الطّور (آیت: ۳۵، ۳۶) میں ہے:

﴿ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''کیا وہ آپ ہی (کسی بنانے والے کے بغیر) بن گئے ہیں یا انھوں نے خود (اپنے آپ کو) بنایا ہے؟ کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے؟ بلکہ وہ یقین نہیں لاتے۔''

نہ وہ اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان کا جواب دے سکے جو سورت لقمان (آیت:۱۱) میں ہے:

﴿ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ﴾

''اللہ کی بنائی ہوئی تو یہ چیزیں ہیں، تم مجھے دکھلاؤ کہ اللہ کے سوا دوسرے لوگوں نے کیا بنایا ہے؟''

اسی طرح سورۃ الاحقاف (آیت:۴) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ﴾

''کہہ دیجیے: بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے دکھاؤ تو سہی انھوں نے زمین میں کیا بنایا ہے اور آسمانوں میں ان کی شراکت کیا ہے؟''

بہ ظاہر جو کوئی توحید کی اس قسم کا انکار کرتا ہے جیسا کہ فرعون، وہ بھی دل سے اسے درست سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی فرعون کے متعلق سورت بنی اسرائیل (آیت:۱۰۲) میں فرمایا ہے:

﴿ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ﴾

''تو خوب جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے اتارا ہے۔''

پھر سورۃ النمل (آیت:۱۴) میں اس کے اور اس کی قوم کے متعلق فرمایا:

﴿ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ﴾

''ان کے دلوں میں ان نشانیوں کا یقین آ گیا تھا، لیکن انھوں نے ظلم اور تکبر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وجہ سے ان کا انکار کیا۔‘‘

سورۃ العنکبوت (آیت: ۳۸) میں پہلی امتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۗ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾

’’اور عاد اور ثمود کو بھی (ہلاک کیا) اور ان کے گھر تمھارے لیے ظاہر ہیں، شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے زینت دی اور ان کو (سچی) راہ سے دور کر دیا اور وہ سب کچھ دیکھنے والے اور ہوشیار تھے۔‘‘

یعنی وہ عقل مند اور ہوشیار تھے، لیکن دین کے معاملے میں انھوں نے اپنی عقل و بصیرت سے کچھ کام نہیں لیا، اس لیے یہ عقل اور سمجھ ان کے کام نہ آئی۔ یعنی دلائل و معجزات کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ بدستور منکر بنے رہے۔ یعنی انھوں نے ایمان و تقوی اختیار کرنے سے گریز کیا۔

جس طرح انسانوں کے کسی معروف گروہ نے توحید کی اس قسم کا انکار نہیں کیا، اسی طرح ان امور میں شرک کا ارتکاب بھی نہیں کیا، سب ہی اس بات کا اقرار کرتے رہے ہیں کہ اللہ ہی تنہا تخلیق کرنے والے اور کائنات کا نظم ونسق چلانے والے ہیں۔ دنیا کے گروہوں میں سے کسی سے بھی یہ کہنا ثابت نہیں کہ تخلیق کرنے والے دو ہیں، جو صفات اور افعال میں برابر ہیں۔ مجوسیوں میں سے ثانویہ جو کائنات کے دو خالقوں کا عقیدہ رکھتے ہیں، ان کے نزدیک ایک خالقِ خیر ہے جو خیر ونور کا خالق ہے اور دوسرا خالقِ شر ہے جو شر و تاریکی کا خالق ہے، مگر وہ بھی نور وظلمت کو برابر نہیں سمجھتے، نور ان کے نزدیک اصل ہے اور ظلمت ایک وقتی شے ہے، ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روشنی تاریکی سے بہتر ہے۔

اسی طرح نصاریٰ جو تثلیث کے قائل ہیں، انھوں نے بھی جہان کے تین الگ الگ خدا نہیں بنائے، بلکہ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ جہان کا تخلیق کرنے والا ایک ہی ہے، کیو

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com



نہ وہ کہتے ہیں کہ باپ سب سے بڑا الٰہ (معبود) ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحیدِ ربوبیت کا اثبات ایک ایسی بات ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور اس میں شرک کم ہی ہوا ہے، لیکن مسلمان بننے کے لیے یہ کافی نہیں، کیوں کہ اس کے لیے توحیدِ الوہیت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ کافر قومیں اور خصوصاً عرب کے مشرک جن میں خاتم المرسلین ﷺ معبوث کیے گئے تھے، توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن توحیدِ الوہیت کا اقرار نہ کرنے کی وجہ سے وہ مسلمان نہ بن سکے۔

قرآنِ کریم کی آیات پر غور وفکر کرنے والے کے لیے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وہ توحیدِ ربوبیت سے استدلال کرتے ہوئے توحیدِ الوہیت کا مطالبہ کرتی ہیں، جس بات کا مشرکوں نے انکار کیا، ان آیات میں اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور جس بات کو وہ مانتے ہیں، اس سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں توحیدِ عبادت کا حکم ہے اور اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ وہ توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں۔

اس بارے میں قرآنِ کریم میں جو پہلا حکم ہے، وہ سورۃ البقرہ (آیت: ۲۱،۲۲) میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾

''اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، جس نے تمھیں اور تم سے پہلے لوگوں کو تخلیق کیا، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمھارے کھانے کے لیے پھلوں کو نکالا، پس تم اللہ کے لیے شریک نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس قسم کی بہت سی آیات ہیں جن میں واضح طور پر اس بات کا بیان ہے کہ مشرک لوگ توحید کی اس قسم کے قائل تھے۔

## ② توحیدِ الوہیت:

توحید کی جس دوسری قسم کا وہ انکار کرتے ہیں، وہ توحیدِ عبادت ہے۔توحیدِ الوہیت کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔عبادت ہر وہ کام ہے جو کسی مخصوص ہستی کی رضا یا اس کی ناراضی کے خوف سے ادا کیا جائے، اس لیے نماز، روزہ، حج اور زکات وغیرہ صرف یہی عبادات نہیں، بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دعا والتجا کرنا، اس کے نام کی نذر و نیاز دینا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہونا، اس سے طمع اور خوف رکھنا وغیرہ بھی عبادات ہیں۔توحیدِ الوہیت سے مراد ہے بندے کی تمام ظاہری وباطنی اور قولی وعملی عبادتوں کوصرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنا اور اس کے علاوہ ہر چیز کی عبادت کی نفی کرنا، خواہ وہ ملائکہ ورسول ہی کیوں نہ ہوں، جیسا کہ سورت بنی اسرائیل (آیت:۲۳) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾

''آپ کے رب نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو۔''

نیز سورۃ النساء (آیت:۳۶) میں فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ''، وہ کلمہ ہے جو ہر قسم کی عبادت کوصرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ثابت کرتا ہے اور غیر اللہ سے اس کی نفی کرتا ہے۔ جو بھی قرآنِ کریم، حدیث یا سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کرنے والا ہے، وہ اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ اُس وقت عرب کے اندر مختلف مذاہب کے لوگ تھے، ان میں یہودی، عیسائی، مجوسی، صابی اور مکہ والے مشرکین بھی تھے اور ان کی عبادت کا طریقہ بھی الگ الگ تھا، لہٰذا کوئی درخت کی اور کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آگ کی اور کوئی چاند سورج کی پوجا کرتا تھا اور کسی نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشی ہوئی پتھر یا لکڑی کی مورتیاں بنائی ہوئی تھیں، یعنی ہر کسی نے اپنی اپنی عبادت کے لیے اپنا اپنا معبود بنایا ہوا تھا۔ نبیِ رحمت ﷺ نے ان سب کو ایک اللہ کی عبادت کرنے کے لیے کہا اور لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کا مطلب بتایا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو یہ کلمہ پڑھنے کے لیے کہا تو انھوں نے انکار کیا اور کہنے لگے:

﴿ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴾ [صٓ: ۵]

”کیا اس (نبی) نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا ہے یہ تو بڑی انوکھی بات ہے۔“

کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا، اس نے غیر اللہ کے لیے ہر قسم کی عبادت کے باطل ہونے کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر قسم کی عبادت کا اثبات کیا، اور عبادت نام ہے ان ظاہری اور باطنی اقوال واعمال کا جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، لہٰذا جس کسی نے کلمہ پڑھنے کے بعد غیر اللہ کو پکارا، اس نے اپنے ہی قول کی خلاف ورزی کی۔

توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الوہیت لازم وملزوم ہیں۔ توحیدِ ربوبیت کا اقرار اس بات کو واجب ٹھہراتا ہے کہ توحیدِ الوہیت کا اقرار کیا جائے اور اس کے تقاضوں کو ظاہری وباطنی طور پر ادا کیا جائے، اسی لیے سارے رسول اپنی امتوں سے اس بات کا مطالبہ کرتے رہے ہیں اور ان کے توحیدِ ربوبیت کے اعتراف سے توحیدِ الوہیت کی دلیل پکڑتے رہے ہیں، جیسا کہ سورۃ الانعام (آیت: ۱۰۲) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴾

”وہی اللہ تعالیٰ تمھارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبودِ (برحق) نہیں، وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے، اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے۔“

قرآنِ کریم میں کتنی ہی دفعہ توحیدِ عبادت کی طرف دعوت، اس کے بارے میں حکم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اور اس کے متعلق اٹھائے گئے شبہات کا رد کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم کی ہر سورت بلکہ ہر آیت اسی توحید کی طرف دعوت دیتی ہے، کیونکہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے اسما و صفات وافعال کے متعلق خبر ہے اور یہی توحیدِ ربوبیت ہے، اس میں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت اور غیر اللہ کی عبادت سے روکا گیا ہے اور یہی توحیدِ الوہیت ہے، اس میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ توحید اور اپنے اطاعت گزاروں کو کس طرح دنیا وآخرت میں نوازا ہے اور یہی نوازنا توحید کا بدلہ ہے۔

قرآنِ کریم میں مشرکوں اور دنیا وآخرت میں ان کی سزا کے متعلق بتلایا گیا ہے اور یہی اصل میں توحید سے بغاوت کرنے والوں کے سزا ہے، اور یہ توحید کے حقوق میں سے ہے کیونکہ شریعت سازی کا حق صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ایک کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' توحید کو اپنی تمام قسموں کے ساتھ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، کیونکہ اس میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی (غیر اللہ سے الوہیتِ حقہ کی نفی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا اثبات ہے) اسی کلمہ میں ''ولاء'' اور ''براء'' بھی ہے (ولاء دوستی اللہ تعالیٰ کے لیے اور براءت اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے) اور دینِ توحید کی بنیاد ان ہی دو باتوں پر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق بتایا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴾

[الزخرف: ٢٦، ٢٧]

''جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو میں اس سے بے زار ہوں، مگر اس سے جس نے مجھے پیدا کیا، وہ عنقریب میری راہ نمائی کرے گا۔''

یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کردہ ہر رسول کا دستور ہے۔ سورۃ النحل (آیت: ٣٦) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



''ہم تو ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیج چکے ہیں (یہ حکم دے کر) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

سورۃ البقرۃ (آیت: ۲۵۶) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾

''دین میں زبردستی نہیں ہے، نیک راہی اور گمراہی کھل گئی ہے، پھر جو کوئی طاغوت (جھوٹے خدا) کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے، اس نے مضبوط کنڈا تھام لیا، جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ خوب سنتا خوب جانتا ہے۔''

جس کسی نے لا الٰہ الا اللہ کہا، اس نے غیر اللہ کی عبادت سے اظہارِ براءت کیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اپنے کو پابند کیا، یہ وہ عہد ہے جس کی پابندی کی ذمے داری انسان خود قبول کرتا ہے، جیسا کہ سورۃ الفتح (آیت: ۱۰) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾

''پس جو کوئی عہد توڑے، اس کے عہد توڑنے کا نقصان اسی کی جان کو ہے اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑا ثواب دیں گے۔''

''لا الٰہ الا اللہ'' توحیدِ عبادت کا اعلان ہے، کیونکہ ''الٰہ'' کے معنی معبود کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اس کلمے کے معنی کو جانتے ہوئے اسے پڑھنے والا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شرک کی نفی اور توحید کا اقرار کرنے والا اور اس پر اعتقاد رکھنے والا صحیح معنوں میں مسلمان ہے، جس نے یہ کلمہ پڑھا اور دل کے اعتقاد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بغیر ظاہری طور پر اس کے تقاضوں کو پورا کیا، وہ منافق ہے اور جو کوئی زبان سے تو اس کلمے کو پڑھے، لیکن اس کے منافی مشرکانہ اعمال کا ارتکاب کرے وہ کافر ہے، اگر چہ وہ اس کلمے کو بار بار دہرائے، جیسا کہ آج کل کے قبر پرست ہیں، جو یہ کلمہ اپنی زبانوں سے پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنی کو بالکل نہیں سمجھتے، ان کی عادات واطوار اور اعمال کے بدلنے میں بھی اس کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا، وہ لا الٰہ الا اللہ بھی کہتے ہیں اور مدد یا عبدالقادر، یا علی، یا فلاں بھی پکارتے ہیں۔ وہ مُردوں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں اور مصائب میں ان سے فریاد کرتے ہیں، پہلے مشرکوں نے کلمے کے معنی کو ان سے بہتر سمجھا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے لا الٰہ الا اللہ کہنے کا مطالبہ کیا تو انھوں نے سمجھ لیا کہ ان سے بتوں کی عبادت چھوڑنے اور ایک اللہ کی عبادت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اسی لیے انھوں نے کہا:

﴿ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ﴾ [صٓ: ٥]

''کیا اس نے کئی معبودوں کو ایک معبود کر دیا ہے؟''

سورۃ الاعراف (آیت: ۷۰) میں ہے کہ قومِ ہود علیہ السلام نے کہا:

﴿ أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ﴾

''کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے، ان کو چھوڑ دیں؟''

قومِ صالح علیہ السلام نے جواب دیا:

﴿ أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ﴾ [هود: ٦٢]

''کیا تو ہمیں ان چیزوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے ہیں؟''

کافروں نے لا الٰہ الا اللہ کے معنی یہ سمجھے کہ بتوں کی عبادت کو چھوڑا جائے اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے، اسی لیے انھوں نے یہ کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تھا، کیونکہ اس کے پڑھنے کے بعد لات و منات اور عزّیٰ کی عبادت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیونکہ لات ومنات اورعزیٰ وہ بت تھے جنھیں مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے اسما دے ڈالے تھے، اس طرح کہ انھوں نے ''الٰہ'' سے ''لات'' بنایا، ''عزیز'' سے ''عُزّیٰ'' اور ''منّان'' سے ''منات'' بنا دیا اور اپنے بتوں کے نام رکھ دیے۔ اُنھوں نے تو مخلوق کو رب العالمین کے برابر بنایا اور اِنھوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے اجسام کے درجے میں اتار دیا اور اللہ جو ہر قسم کی تشبیہ سے پاک ہے، اس کو مخلوق کے مشابہ قرار دے دیا۔

## ③ توحیدِ اسما وصفات:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی مثیل وشریک سے بہت بلند اور پاک ہے، جیسا کہ سورۃ الشوریٰ (آیت:۱۱) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ [الشوریٰ:۱۱]

''اس کے مثل کوئی چیز نہیں، وہ سمیع وبصیر ہے۔''

سورت طٰہٰ (آیت:۱۱۰) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴾

''وہ ان کی اگلی اور پچھلی باتوں کو جانتا ہے اور ان کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔''

آج کے قبر پرست اس تناقض کو نہیں سمجھ پائے، وہ اس کلمے کو بھی پڑھتے ہیں اور مُردوں کی پوجا بھی کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ الٰہ سے مراد اختراع وتخلیق اور ایجاد پر قدرت رکھنے والا بیان کرتے ہیں، اس طرح اس کلمے کے معنی ہوں گے: نئے سرے سے تخلیق پر اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی قدرت نہیں رکھتا، لیکن یہ انتہائی فاش غلطی ہے، اتنی بات کا اقرار تو مشرکین بھی کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بیان کیا ہے کہ اختراع وتخلیق اور زندگی وموت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، لیکن اس اقرار کے باوجود وہ مسلمان نہ بن پائے، اگرچہ یہ باتیں لا الٰہ الا اللہ کے معنی میں شامل ہیں، لیکن وہ اس کلمے کا اصل مقصود نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## توحیدِ عبادت میں شرک:

توحید کی تمام قسمیں آپس میں لازم وملزوم ہیں، اس لیے جو کسی ایک قسم میں شرک کرے گا وہ باقی قسموں میں بھی مشرک ٹھہرے گا، مثلاً: غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے ایسی چیز کا سوال کرنا جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ یاد رکھیے کہ اللہ سے دعا مانگنا عین عبادت ہے، اس لیے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے دعا مانگنا ''عبادت والوہیت'' میں شرک ہے۔ غیر اللہ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ بھلائی پہنچاتا ہے، ہر طرح کی برائی دور کرتا ہے اور وہ سب باتوں پر قادر ہے، یہ ''ربوبیت میں شرک'' ہے، کیونکہ اس عقیدے کے مطابق اس نے اللہ کے ساتھ اس کی بادشاہت میں غیر اللہ کو تصرف کا حق دے دیا، پھر اس نے غیر اللہ سے اس اعتقاد کے ساتھ دعا مانگی کہ وہ دور ونزدیک، ہر وقت اور ہر جگہ اس کی دعا سن رہا ہے، اس لیے اس کا غیر اللہ سے دعا مانگنا، اللہ کے اسما و صفات میں شرک ہے، کیونکہ اس نے غیر اللہ کے لیے ایسے ''سمع'' کا اثبات کیا جو تمام چیزوں کو محیط ہے اور قرب ونزدیک اس کے سننے سے مانع نہیں ہے، اس طرح غیر اللہ کو پکارنے میں شرک فی الالوہیت، شرک فی الربوبیت اور شرک فی الاسماء و الصفات سب شامل ہوگئے اور تینوں قسموں کے اعتبار سے وہ مشرک ٹھہرا۔

روے زمین پر قومِ نوح علیہ السلام میں شرک کی ابتدا ہوئی اور یہ آج تک مخلوق میں جاری ہے سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا ہے۔

## عبادت میں شرک کی دو قسمیں:

① ایک شرکِ اکبر جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے، جیسے غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا، غیر اللہ سے دعا کرنا یا اسی طرح کی کوئی اور عبادت غیر اللہ کے لیے ادا کرنا۔

② دوسری قسم شرکِ اصغر ہے جو ملت سے خارج تو نہیں کرتا، البتہ اس سے توحید میں نقص واقع ہوتا ہے اور بسا اوقات انسان شرکِ اکبر تک پہنچ جاتا ہے، جیسے غیر اللہ کی قسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کھانا، یا ریا کاری کرنا، یا یہ کہنا کہ جیسے اللہ چاہیں اور آپ چاہیں، یا یہ کہنا کہ اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے اور اسی طرح کے دوسرے جملے، جو زبان سے ادا تو کیے جاتے ہیں، لیکن ان کے معانی مقصود نہیں ہوتے۔

اس امت میں شرک بڑا رواج پا چکا ہے، جس کے پھیلنے کے اسباب بہت سے ہیں، مثلاً بہت سے لوگوں کی کتاب وسنت سے دوری، آبا و اجداد کی اندھی تقلید، مُردوں کی تعظیم میں مبالغہ، ان کی قبروں پر عمارتوں کا بنانا اور اس دین کی حقیقت سے بے خبری جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب اسلام میں وہ لوگ پروان چڑھیں گے جنھوں نے جاہلیت کو نہیں پہچانا تو اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گی۔“

## بعض شبہات و اعتراضات اور ان کا ازالہ:

شرک کے عام ہونے کے اسباب میں سے ان شبہات اور حکایات کی شہرت بھی ہے جن کی وجہ سے بہت سے لوگ بھٹک گئے ہیں اور جن کو وہ اپنے مشرکانہ اعمال کی درستی کے لیے سند قرار دیتے ہیں، ان میں سے کچھ شبہات ایسے ہیں جو گزشتہ امتوں کے مشرکین نے پیش کیے اور کچھ ایسے ہیں جو اِس امت کے مشرکین نے پیش کیے ہیں، ان شبہات میں سے چند ایک یہ ہیں:

### پہلا شبہہ:

یہ شبہہ مشرکوں کے نئے اور پرانے تقریباً تمام گروہوں میں موجود ہے، اس کی اساس آبا و اجداد کے طرزِ عمل کو حجت ٹھہرانا ہے اور یہ کہ انھیں یہ عقیدہ اپنے آبا و اجداد سے ورثے میں ملا ہے، جیسا کہ سورۃ الزخرف (آیت: ۲۳) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾

''اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے جب کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے مالدار لوگ یہی کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔''

اس دلیل کا سہارا وہ لوگ لیتے ہیں جو اپنے دعوے کے اثبات کے لیے کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے، لیکن میدانِ مناظرہ میں اس بودی دلیل کی کوئی وقعت و قیمت نہیں ہے، کیونکہ ان کے آبا و اجداد ہدایت پر نہیں تھے اور جو ہدایت پر نہ ہو، اس کی پیروی اور اتباع کرنا ناجائز ہے۔ سورۃ المائدہ (آیت:۱۰۴) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾

''کیا اگر ان کے آبا و اجداد نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پانے والے ہوں (تب بھی یہ ان کی پیروی کریں گے)۔''

سورۃ البقرہ (آیت:۱۷۰) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾

'' اور جب ان (مشرکوں یا یہود) سے کہو: اللہ نے جو (حکم) اتارا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں: نہیں ہم تو اس طریق پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو چلتے ہوئے پایا، بھلا اگرچہ ان کے بزرگ (باپ دادے) بے عقل اور گمراہ ہوں۔''

آبا و اجداد کی پیروی قابلِ تعریف اُس وقت ہے جب وہ حق پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴾ [یوسف: ۳۸]

''میں نے اپنے آبا و اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی، ہمارے لیے یہ روا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کریں، یہ ہم اور تمام لوگوں پر اللہ کا فضل ہے، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔''

دوسری جگہ سورۃ الطّور (آیت: ۲۱) میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيْمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے ساتھ ان کی راہ پر چلی، تو ہم ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ان کے ساتھ کر دیں گے۔''

یہ شبہ مشرکین کے دلوں میں ایسا بیٹھ چکا ہے کہ وہ اس کو انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے مقابلے میں ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں، جیسا کہ سورت ہود (آیت: ۶۲) میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

﴿ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ أَتَنْهٰنَآ أَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ إِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴾

''کہنے لگے: صالح! تُو تو اس (پیغمبری کے دعوے) سے پہلے ہونہار سمجھا جاتا تھا، بھلا (یہ کیا بات ہے) تو ہمیں ان چیزوں کو پوجنے سے منع کرتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے اور ہمیں تو اس راستے (توحید) میں شک ہے، جدھر تو بلاتا ہے، اس پر دل نہیں جمتا۔''

اسی سورت (آیت: ۸۷) میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

﴿ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا أَوْ أَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ أَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



’’وہ کہنے لگے: اے شعیب! کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھلایا ہے کہ ہم ان (بتوں) کو چھوڑ بیٹھیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے یا اپنے مال میں جو ہم چاہیں (جس طرح تصرف ہم کو منظور ہو) وہ نہ کریں؟ تُو تو بڑا بردبار اور نیک چلن تھا۔‘‘

سورۃ الشعراء (آیت: ۷۰ تا ۷۴) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دلیل سے اپنی قوم کو خاموش کر دیا تو انھوں نے یہی بات کہی:

﴿ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ۝ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴾

’’ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: تم کس کو پوجتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم بت پوجتے ہیں اور انھیں کے سامنے پڑے رہتے ہیں۔ (ابراہیم نے کہا:) جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ سنتے ہیں؟ یا تمھیں نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم نے اپنے آبا و اجداد کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا ہے۔‘‘

## دوسرا شبہہ:

یہ شبہہ مشرکینِ قریش او دیگر لوگوں نے پیش کیا، ان کا کہنا تھا کہ جس شرک کا وہ ارتکاب کر رہے ہیں وہ درست ہے، کیونکہ وہ تقدیرِ الٰہی سے ہے۔ سورۃ الانعام (آیت: ۱۴۸) میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ﴾

’’عنقریب مشرکین کہیں گے: ہمارا کیا قصور ہے، اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے۔‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com



سورۃ الزخرف (آیت: ۲۰) میں ہے:

﴿ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ﴾

’’اور انھوں نے کہا: اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے۔‘‘

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورۃ الانعام کی مذکورہ بالا آیت (۴۸) کی تفسیر میں لکھا ہے:

’’مشرک اپنے شرک اور اپنی طرف سے حرام کردہ چیزوں کی حرمت ثابت کرنے کے لیے جو شبہہ پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے بیان کیا ہے کہ ان کے شرک اور ان کے چیزوں کو حرام کرنے کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان ڈال دے، ہمیں کفر سے روک دے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال و تصرفات اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے سے ہیں اور وہ ہمارے ان اعمال کی وجہ سے ہم سے راضی ہے۔‘‘

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس پر لکھا ہے کہ یہ کچی اور باطل دلیل ہے، اگر ان کی یہ بات درست ہوتی تو انھیں اللہ تعالیٰ کیوں عذاب چکھاتے اور کیوں انھیں تباہ و برباد کرتے اور ان سے شدید انتقام لیتے؟

﴿ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ ﴾ [الأنعام: ۱۴۸]

’’(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے کیا تمھارے پاس اس بارے میں کوئی علم ہے (کہ اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہیں)؟‘‘

﴿ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ﴾ ’’پس تم اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔‘‘

﴿ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ﴾ ’’تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو۔‘‘

یعنی یہ تو محض ان کا وہم اور خیال ہے جس کی بنا پر وہ یہ بات کہہ رہے ہیں۔

﴿ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



''تم اپنے دعوے میں اللہ پر جھوٹ وافترا باندھ رہے ہو۔''[1]

ان کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو ناپسند کرتے ہوتے تو ہمیں ان کی سزا دیتے اور ہمیں ان اعمال کی طاقت وقدرت ہی نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہے کے تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾ [النحل: ٣٥]

''رسولوں کی ذمے داری تو صرف واضح طور پر (پیغام) پہنچانا ہے۔''

جیسا کہ سورۃ النحل (آیت: ۳۵) میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾

''اور مشرک کہتے ہیں (ہمارا کیا قصور ہے؟) اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا اور کسی چیز کو نہ پوجتے اور نہ ہم اللہ کے حرام کیے بغیر (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہراتے، ان سے پہلے جو (کافر) گزرے ہیں، انھوں ے بھی ایسا ہی (حیلہ اور حوالہ) کیا (پیغمبروں سے کج بحثی کی) تو پیغمبروں کے ذمے اس کے سوا کچھ کام نہیں کہ صرف کھول کر (اللہ کا حکم) پہنچا دیں۔''

یعنی صورتِ حال اس طرح نہیں جس طرح تم نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری مذمت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو انتہائی شدید انداز میں تمھاری مذمت کی ہے اور انتہائی سخت انداز میں شرک سے منع کیا ہے، ہر زمانے اور لوگوں کے ہر گروہ میں رسول مبعوث کیا اور سب رسول ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے اور غیر اللہ کی بندگی سے منع

[1] تفسیر ابن کثیر (۲/ ۱۸٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کرتے رہے۔ اس کے بعد کسی مشرک کا یہ کہنا کس طرح درست ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے؟

اللہ تعالیٰ کی مشیتِ شرعیہ ان کے شامل حال نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے رسولوں کے ذریعے روکا ہے۔ لہٰذا ان کے اس شبہے کو پیش کرنے سے مشرکوں کا مقصد اپنے برے اعمال کی معذرت کرنا نہیں، کیونکہ وہ اپنے اعمال کو برا سمجھتے ہی نہیں، وہ تو سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں، جیسا کہ سورۃ الکہف (آیت:۱۰۴) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴾

''اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔''

سورۃ الزمر (آیت:۳) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ﴾

یعنی وہ بتوں کی اس لیے پوجا کر رہے ہیں کہ وہ انھیں مقام و مرتبے میں اللہ سے اچھی طرح قریب کر دیں۔

ان کے اس شبہے کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے اعمال جائز و درست اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر حقیقت وہی ہوتی جو یہ پیش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مذمت کے لیے رسولوں کو معبوث کرتے نہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو سزا دیتے۔

## تیسرا شبہہ:

ان کے شبہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کا صرف زبان سے کہہ لینا جنت میں داخلے کے لیے کافی ہے، خواہ اس کے بعد انسان کیسے ہی شرکیہ یا کفریہ اعمال کرے۔ اس سلسلے میں وہ ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے دلیل لیتے ہیں جن میں آیا ہے کہ جس نے اپنی زبان سے شہادتین (اللہ تعالیٰ کی توحید کی شہادت اور حضرت محمد ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رسالت کی گواہی) کا اقرار کیا، اس پر جہنم کی آگ حرام ہوگئی۔ جبکہ ان احادیث سے مراد تو وہ شخص ہے جس نے لا الہٰ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کو موت آئی، شرک کر کے اس نے اس کلمے کی نفی نہیں کی، بلکہ خلوصِ دل سے اس کلمے کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا جن کی عبادت کی جاتی ہے، ان کا انکار کیا اور اسی پر اس کی موت آئی، جیسا کہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ پر اس شخص کو حرام کر دیا ہے جس نے لا الہٰ الا اللہ، اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لیے کہا۔''[1]

نیز صحیح مسلم ہی میں مروی ہے:

''اللہ تعالیٰ کے سوا جس کسی کی بھی عبادت کی جاتی ہو، اس سے کفر کیا تو اس کا مال اور خون محفوظ ہوگیا (کسی کو اس کے مال پر ہاتھ ڈالنے اور اس کا خون بہانے کی اجازت نہیں) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔''[2]

اس حدیثِ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال وخون کی حفاظت وحرمت کو دو باتوں سے مشروط کیا ہے، پہلی بات: لا الہ الا اللہ اور دوسری بات: اللہ تعالیٰ کے سوا جن (طاغوتوں) کی عبادت کی جاتی ہے، ان سے کفر کرنا۔ اس طرح معنی کے بغیر لا الہٰ الا اللہ کے الفاظ کہنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس کا کہنا بھی ضروری ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

لا الہٰ الا اللہ کہنا جنت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات پانے کا سبب ہے، لیکن کوئی سبب اُسی وقت کارآمد ومفید ہوتا ہے جب اس کی شرائط بھی پائی جائیں اور اس کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں موجود نہ ہوں۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا گیا: کچھ

[1] صحیح مسلم (۱/ ٤٥٦)

[2] صحیح مسلم (۱/ ٥٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لوگ کہتے ہیں کہ ''جس نے لاالٰہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوگیا؟'' فرمانے لگے: ''جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے حقوق وفرائض کو ادا کیا جنت میں داخل ہو گیا۔'' حضرت وہب بن منبہ نے اس شخص کو جس نے آپ سے سوال کیا کہ کیا لاالٰہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں؟ جواب دیتے ہوئے کہا: کیوں نہیں، لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں، اگر تو ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے ہوں تو وہ تیرے لیے تالا کھول دے گی ورنہ نہ کھول سکے گی، لہٰذا کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا جنت میں جانے کے لیے کافی ہے، خواہ اس کا کہنے والا مُردوں سے دعائیں کرتا ہو، مشکلات میں ان سے فریاد کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا جن کی پوجا کی جاتی ہے، ان سے کفر بھی کرنے والا نہ ہو! یہ تو کھلا ہوا مغالطہ ہے۔

## چوتھا شبہہ:

ایک غلط خیال یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ جب تک لوگ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے رہیں گے، تب تک امتِ محمد یہ میں شرک داخل نہیں ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اولیا و صالحین کی قبروں کے پاس جو کچھ کیا جاتا ہے، کیا وہ شرک نہیں ہے؟ جبکہ نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ اس امت میں یہود و نصاریٰ کے مشابہ اعمال پائے جائیں گے۔ ان کے اعمال میں سے ایک عمل یہ تھا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علما اور راہبوں کو رب بنایا تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہر ہر بات میں پیروی کرو گے، اگر وہ لوگ کسی سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہود و نصاریٰ (مراد ہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہے؟''[1]

[1] صحيح البخاري مع فتح الباري (١٣/ ٣٠٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ یہ امت وہ سب کچھ کرے گی جو پہلی امتوں نے کیا، خواہ اس کا تعلق دینی امور سے ہو یا عادات اور سیاست سے، اور جس طرح سے پہلی امتوں میں شرک تھا اسی طرح اس امت میں بھی شرک پایا جائے گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر بھی دے دی کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک ان کی امت میں ایک قبیلہ مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائے گا اور جب تک ان کی امت میں سے کچھ گروہ بتوں کو نہ پوجیں گے۔[1]

نبی کریم ﷺ نے جس بات کی خبر دی ہے وہ بات واقع ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ کے بجائے ان قبروں کی کتنی ہی صورتوں میں پرستش کی جاتی ہے اور ان پر نذریں پیش کی جاتی ہیں؟ اس امت میں شرک، تباہ کن باتیں اور گمراہ فرقے ظاہر ہو چکے ہیں، جن کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔

## پانچواں شبہہ:

مشرکین کے شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ ہم اولیا و صالحین سے یہ نہیں چاہتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بجائے ہماری ضروریات کو پورا کریں، بلکہ ہم ان سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت و سفارش کریں، کیونکہ وہ صالحین اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہیں اور شفاعت کا ثبوت تو کتاب وسنت میں موجود ہے۔ اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ بالکل یہی بات عرب کے مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق سے اپنے تعلق کی درستی کو ثابت کرنے کے لیے کہی تھی، جیسا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ

[1] سنن أبي داود، باب الفتن، رقم الحديث (٤٢٥٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



يَخْتَلِفُوْنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ [الزمر: ۳]

''سن لے، خالص اللہ ہی کی بندگی کرنا چاہیے اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو (اپنا) حمایتی بنایا ہے (وہ کہتے ہیں: ہم ان کو اللہ سمجھ کر نہیں پوجتے) ہم تو ان کو بس اس لیے پوجتے ہیں تاکہ وہ ہم کو اللہ کے نزدیک کر دیں، بے شک یہ لوگ جن باتوں میں اختلاف کر رہے ہیں اللہ (قیامت کے دن) ان کا فیصلہ کر دے گا، بے شک جو شخص جھوٹا ناشکرا ہے اللہ اس کو راہِ ہدایت پر نہیں لگاتا۔''

ایک دوسرے مقام پر سورت یونس (آیت: ۱۸) میں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

''وہ اللہ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہیں کہ نہ وہ ان کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ ان کو نفع دے سکتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے اللہ کے ہاں سفارشی ہوں گے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴾ [النجم: ۲٦]

''آسمان کے فرشتے تو کتنے ایسے ہیں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آ سکتی مگر ہاں اللہ جس کے لیے چاہے حکم دے اور اس کی مرضی ہو (تو یہ اور بات ہیں)۔''

دوسری بات یہ ہے کہ شفاعت برحق ہے لیکن وہ صرف اللہ ہی کی ملکیت ہے، جیسا کہ سورۃ الزمر (آیت: ۴۴) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”کہہ دیجیے سفارش تو ساری اللہ کے اختیار میں ہے، آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے۔“

## حصولِ شفاعت کی شرائط:

شفاعت اللہ تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے نہ کہ مُردوں سے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ اس کے حصول کے لیے دو شرطیں ہیں:

① پہلی شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کی اجازت میسر ہو، جیسا کہ سورۃ البقرہ (آیت: ۲۵۵) میں فرمایا گیا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾

”کون ہے جو اس کے ہاں اس (اللہ) کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے؟“

② دوسری شرط یہ ہے کہ جس کی شفاعت کی جائے اللہ اس کے قول اور عمل سے راضی ہو اور وہ مومن موحد ہی ہو سکتا ہے، جیسا کہ سورۃ الانبیاء (آیت: ۲۸) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی﴾

”اور وہ (فرشتے) سفارش نہیں کرتے مگر اس شخص کے لیے جس کو وہ (اللہ تعالیٰ) پسند کرے۔“

اسی طرح سورت طٰہٰ (آیت: ۱۰۹) میں فرمایا:

﴿یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا﴾

”اس دن کسی کی شفاعت کام نہ آئے گی مگر جس کو رحمٰن (سفارش کرنے کی) اجازت دے اور اس کی بات پسند کرے۔“

قرآنِ کریم کی ان آیات سے پتا چلتا ہے کہ اللہ شفاعت کرنے والے کو شفاعت کی اجازت بخشتا ہے، اگر وہ اجازت نہ دے تو کوئی اس کے دربار میں شفاعت کی جراَت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نہیں کر سکتا۔ شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلص لوگوں پر عنایت فرماتے ہوئے انھیں ان لوگوں کی دعا کی وجہ سے معاف فرما دیتے ہیں جن کو انھوں نے از راہِ تکریم شفاعت کی اجازت عطا فرمائی ہوتی ہے۔

## چھٹا شبہہ:

ایک شبہہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اولیا و صالحین کا اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص مقام ہے، ان کی محبت و تعظیم میں یہ بات شامل ہے کہ ان کے ساتھ رابطہ رکھا جائے، ان کے آثار سے تبرک حاصل کیا جائے اور ان کے طفیل اور ان کے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سب مومن لوگ اولیاء اللہ ہیں، البتہ اپنے ایمان اور اعمال کے مطابق ان کی ولایت کے درجات ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن کسی ایک کے بارے میں قطعی طور یہ کہنا کہ وہ اللہ کا ولی ہے، اس کے لیے کتاب وسنت سے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ جس کی ولایت کی شہادت کتاب وسنت دیں، ہم بھی اس کی ولایت کی شہادت دیتے ہیں اور جس کی شہادت کتاب وسنت نہ دیں تو ہم حتمی طور پر اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ مومن کے لیے خیر کی امید رکھتے ہیں۔

جن لوگوں کے بارے میں کتاب وسنت سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں، ان کے بارے میں بھی غلو کرنا، ان سے تبرک حاصل کرنا، ان کے طفیل اور حق کے ساتھ اللہ سے سوال کرنا جائز نہیں۔ یہ سب باتیں شرک اور بدعاتِ محرمہ کے وسائل میں سے ہیں۔ ہم بھی نیک لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور اچھے اعمال اور بھلی عادات میں ان کی پیروی کرتے ہیں لیکن ان کے بارے میں غلو کرتے ہیں نہ ان کو ان کے مقام و مرتبے سے اونچا کرتے ہیں۔ شرک کی ابتدا نیک لوگوں کے بارے میں غلو ہی سے ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوا۔ انھوں نے نیک لوگوں کے بارے میں غلو کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور پھر یہ غلو یہاں تک پہنچا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی پوجا کی۔ اسی طرح اس امت میں نیک لوگوں کے بارے میں غلو کی وجہ سے ''شرک فی العبادہ'' (عبادت میں شرک) شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ نے غلو سے باز رہنے کی بارہا تلقین کی ہے۔ سورۃ المائدہ (آیت: ۷۷) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ﴾

''کہہ دیجیے: اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے مت بڑھو۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری تعریف میں اس طرح حد سے تجاوز نہ کرو جس طرح نصاریٰ نے مریم کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی تعریف کرتے ہوئے حد سے تجاوز کیا۔ درحقیقت میں تو بندہ ہوں، تم (میرے بارے میں) صرف یہ کہو: ''اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کسی ولی وغیرہ کے واسطے کے بغیر صرف اسی سے دعا کریں اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہماری فریاد کو سنے گا، یقیناً وہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، جیسا کہ سورت غافر (آیت: ۶۰) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

''اور تمھارے رب نے کہا ہے: مجھ سے دعا کرو میں تمھاری فریاد سنوں گا۔''

سورۃ البقرۃ (آیت: ۱۸۶) میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

''اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو (کہہ دیجیے:) بے شک میں قریب ہوں، جب مجھ سے دعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں اس کی پکار کو سنتا ہوں۔''

[1] صحيح البخاري مع فتح الباري (٦/ ٤٧٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفسرینِ کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جب کوئی شخص مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار یا دعا کو صرف سنتا ہی نہیں بلکہ شرفِ قبولیت بھی بخشتا ہوں۔''

لہٰذا لوگوں کا یہ کہنا اور سمجھ لینا ٹھیک نہیں کہ اللہ ہم گنہگاروں کی دعا کب سنتا اور قبول کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو قرآنِ کریم کی اُس آیت پر غور کرنا چاہیے جس میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی سنتا ہے، ویسے ہی وہ گنہگاروں کی بھی سنتا اور اسے شرفِ قبولیت بخشتا ہے، لہٰذا دعا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیے، وہی ہماری التجائیں سنتا ہے اور ہماری مصیبتوں کو ٹالتا بھی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم کسی وسیلے کے بغیر براہِ راست اپنے رب سے مانگیں، جو ہمارا خالق و مالک ہے اور وہی ہماری امیدوں کا مرکز ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس چیز کو اللہ تعالیٰ عطا کرے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس چیز کو وہ روک لے، اس کو کوئی دینے والا نہیں۔''[1]

سورۃ الاعراف (آیت: ۵۵) میں بھی ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ﴾

''اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔''

اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری اور خفیہ طریقے سے دعا کی جائے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''لوگو! اپنے نفس کے ساتھ نرمی کرو (اور اپنی آوازوں کو پست رکھو) تم جس کو پکار رہے ہو، وہ بہرا ہے نہ غائب، وہ اچھی طرح تمھاری دعائیں سننے والا اور بڑا قریب ہے۔''[2]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٤٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٣٨٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک اور مقام پر سورت غافر (آیت: ۶۵) میں فرمایا:

﴿ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾

''اسی کو پکارو خالص اس کی بندگی کر کے۔''

اسی طرح جن آیات میں دعا کرنے کا حکم دیا ہے، ان میں یہی کہا گیا ہے کہ براہِ راست کسی کے واسطے کے بغیر دعا کرو۔ اولیا و صالحین تو خود اللہ تعالیٰ کے محتاج اور دست نگر بندے ہیں، جیسا کہ سورت بنی اسرائیل (آیت: ۵۷) میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴾

''یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں، وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ کے زیادہ قریب ہے اور وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ بات بھی یہی سچ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ڈرانے کی چیز ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مشرک لوگ کہا کرتے تھے:

''ہم فرشتوں اور مسیح و عزیر کی عبادت کرتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ ... ﴾ یعنی یہ فرشتے جن کو تم پوجتے ہو، وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے کوشاں ہیں، وہ اللہ کی رحمت پانے کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہیں اور جس کی خود یہ کیفیت ہو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے فریاد نہیں کی جاسکتی۔''[1]

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا واحد ذریعہ اعمالِ صالحہ ہیں اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ بھی یہی ہے، لہٰذا اصل چیز ایمان اور عملِ صالح ہی ہے، جو پہلے صالحین کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



بھی سرمایہ تھا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی نجات کا بھی واحد ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مسئلہ توحید، احکامِ شریعت اور اصولِ دین سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے اللہ! قرآنِ کریم اور حدیثِ رسول ﷺ کے ذریعے ہمیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی عطا فرمایئے۔

اے ہمارے رب! ہم آپ سے شک، شرک، کفر، نفاق اور برے اخلاق سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما دے اور ہمیں باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

## مراجعِ درس


1. تفسیر ابن کثیر۔
2. تفسیر احسن البیان۔ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف۔
3. حقیقتِ توحید۔ تالیف: شیخ صالح الفوزان، ترجمہ: ڈاکٹر فضل الٰہی، ڈاکٹر سمیر عبدالحمید
4. صحیح اسلامی عقیدہ۔ تالیف: علامہ حافظ بن احمد الحکمی۔ ترجمہ: مشتاق احمد کریمی
5. مزاروں اور درباروں کی شرعی حیثیت۔ تالیف: حافظ مقصود احمد


” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# توحید سے متعلق شبہات کا ازالہ ②

حمد وثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [المائدۃ: ۳۵]

''مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اور اس تک (پہنچنے کا) وسیلہ ڈھونڈو اور (دین کے دشمنوں سے) اس کی راہ میں (اس کی رضامندی کے لیے) لڑو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔''

سابقہ درس میں اقسامِ توحید کے تذکرے کے بعد بعض لوگوں کے چند شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں اسی سلسلے میں بعض دیگر شبہات کا زالہ پیش خدمت ہے۔

## ساتواں شبہہ:

ایک شبہے کی بنیاد مندرجہ ذیل دو آیات سے استدلال پر ہے۔ چنانچہ سورۃ المائدہ (آیت: ۳۵) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

دوسری آیت سورت بنی اسرائیل (آیت: ۵۷) میں ہے، جس میں فرمایا ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”یہ لوگ جنھیں پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں
کہ کون اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔“

انھوں نے ان دو آیات سے یہ سمجھا کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان انبیا و صالحین کی شخصیتوں، ان کے حقوق اور مقام و مرتبے کا وسیلہ پکڑنا جائز و درست ہے۔ ان دونوں آیتوں میں وسیلے سے مراد وہ کچھ نہیں جو یہ سمجھتے ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ نیک اعمال سے قربِ الٰہی کا حصول کیا جائے۔

## وسیلہ کی اقسام:

وسیلے کی دو قسمیں ہیں: ایک جائز وسیلہ ہے اور دوسرا نا جائز۔ جائز وسیلے کی کئی اقسام ہیں:

### ① اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات کا وسیلہ:

سورۃ الاعراف (آیت: ۱۸۰) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾

”اور اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں ان ہی کے ساتھ اللہ سے دعا کرو۔“

جیسا کہ مسلمان یہ کہے: ”یَا اَللّٰہُ“ اے اللہ! ”یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ“ اے زندۂ جاوید! اسی طرح ”یَا رَزَّاقُ“ اے رزق دینے والے! ”یَا حَنَّانُ“ اے شفقت فرمانے والے! ”یَا مَنَّانُ“ اے احسان فرمانے والے! ”یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِکْرَامِ“ اے جلالت واکرام والے!

”یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ“ اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

میں آپ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں۔ غرض اللہ کے اسما و صفات کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے اللہ سے ہر قسم کی مدد طلب کرے، مثلاً:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



«يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ»

''اے زندہ جاوید! اے قائم و دائم! میں تیری رحمت کے ذریعے سے مدد طلب کرتا ہوں، تو میرا ہر کام سنوار دے۔''

حدیثِ رسول ﷺ میں ہے:

''یہ دعا مشکلات اور مصیبتوں میں کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے آسانی کے راستے کھول دیتا ہے۔''[1]

## ② فقر و حاجت کے اظہار کا وسیلہ:

جیسا کہ سورۃ الانبیاء (آیت: ۸۳) میں حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا:

﴿وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾

''ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری پہنچی ہے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہیں۔''

## ③ نیک اعمال کا وسیلہ:

اس ''وسیلے'' سے مراد وہ اعمالِ صالحہ ہیں جن کے ذریعے اللہ کی رضا مندی اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے، اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، ابو وائل، حسن، عبد اللہ بن کثیر، امام سعدی، ابن زید اور دیگر ائمہ تفسیر رحمہم اللہ نے وسیلے کے معنیٰ ہی قربت کے کیے ہیں، یعنی اللہ کی اطاعت اور اس کے پسندیدہ عملوں کے ذریعے سے اس کا قرب حاصل کرنا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان ائمہ نے جو کچھ کہا ہے، اس کی بابت مفسرین کے مابین کوئی اختلاف نہیں، وسیلہ ایسی ہی چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے مقصود تک پہنچا جا سکے۔''[2]

[1] المستدرك للحاكم، رقم الحديث (٢٠٠٠)

[2] تفسير ابن كثير (٢/ ٧٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ظاہر بات ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا واحد ذریعہ اعمالِ صالحہ ہیں، اس لیے اعمالِ صالحہ ہی اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں، جیسا کہ بنی اسرائیل کے اُن تین اشخاص کے قصے میں آیا ہے کہ غار کے منہ پر پتھر آپڑا اور انھوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مصیبت دور کر دی۔[1]

یہی وسیلہ ہے جس کا ذکر ان دونوں آیات میں ہے، جن سے شبہہ پیش کرنے والوں نے دلیل لی ہے، حالانکہ یہ وسیلہ نیک اعمال کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔

## ④ زندہ نیک لوگوں کی دعا کا وسیلہ:

اسی طرح ایک جائز وسیلہ یہ بھی ہے کہ کسی زندہ نیک شخص جو صحیح عقیدے والا ہو، اس سے دعا کروائی جائے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قحط سالی دور کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا، یعنی ان سے بارش کی دعا کروائی اور یہ فرمایا:

> ''اے اللہ! پہلے ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کرواتے تھے (جبکہ وہ زندہ تھے) تو تُو ہم پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرما دیتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو تیری بارگاہ میں بطورِ وسیلہ (دعا کے لیے) پیش کر رہے ہیں، پس اے اللہ! (ان کی دعا قبول فرما کر) ہم پر بارش نازل فرما۔ (راوی کہتا ہے) کہ اس پر بارش ہو جاتی۔''[2]

اگر فوت شدہ بزرگوں سے وسیلے کے طور پر دعا کروانی جائز ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قحط سالی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک پر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست ضرور

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٢٠٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٤٣)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٠١٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرتے، لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی تعلیم نہیں ہے کہ کسی کی وفات کے بعد اس کی قبر پر جا کر اس کی ذات کے وسیلے سے اللہ کو پکارا جائے، بلکہ ان لوگوں نے زندہ بزرگ شخصیت رسول اللہ ﷺ کے عمِ محترم کو وسیلہ بنایا، یعنی ان سے دعا کروائی اور یہ وسیلہ جائز ہے۔

میری مسلمان بہنو اور بھائیو! وسیلے کی جائز اور درست اقسام میں نے آپ کے سامنے بیان کر دی ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## آٹھواں شبہہ:

ان لوگوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ بعض قبروں کے پاس ان کی بعض حاجتیں پوری ہوگئیں، جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں قبر پر حاضر ہو کر دعا کی، یا فلاں شخص یا ولی کا نام پکارا تو اس کی مراد پوری ہوگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک کی کسی حاجت کا پورا ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ وہ جس شرک کا ارتکاب کر رہا ہے وہ جائز اور درست ہے، بلکہ اس مقام پر اس کی حاجت کا پورا ہونا تقدیرِ الٰہی سے تھا اور مشرک یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ کسی شیخ یا ولی سے اس کے فریاد کرنے کی وجہ سے ہوا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی کسی مراد کے یوں پورا ہونے میں اس کے لیے آزمائش ہو۔ خلاصہ یہ کہ کسی وقت کسی مشرک کی حاجت پورا ہونے سے اس بات کی دلیل نہیں لی جاسکتی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرنا درست ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے:

﴿ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴾ [النحل:۲۱]

''وہ مردے ہیں زندہ نہیں وہ خود نہیں جانتے کہ انھیں کب ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا۔''

صالحین کو پکارنے اور ان کی قبروں کو عبادت گاہ بنانے والوں کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس مرض میں نبی اکرم ﷺ نے وفات پائی، اس وقت اپنے چہرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پر کبھی کپڑا ڈالتے، کبھی ہٹا لیتے اور فرماتے:

’’اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنھوں نے انبیا اور نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا دیا۔‘‘[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: دراصل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو بیان کر کے ان کے اس گندے فعل سے اپنی امت کو خبردار کرنا چاہتے تھے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لوگوں کو کہا: خبردار ہو جاؤ! تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں وہ اپنے انبیا اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا، میں تمھیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔ اسی طرح صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ام سلیم اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما جب ہجرت کر کے حبشہ کی طرف گئیں تو وہاں انھوں نے عیسائیوں کا ایک گرجا گھر دیکھا، اس میں کچھ تصویریں لٹک رہی تھیں، اس بات کا ذکر انھوں نے واپسی پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک آدمی مرجاتا تو یہ ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے اور اس کی تصویر لٹکا لیتے۔‘‘ پھر فرمایا: ’’اس قسم کے لوگ اللہ رب العزت کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔‘‘[2]

میری مسلمان بہنو (اور بھائیو!) اس بات پر غور کریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اور ان کی تصوریں یا مجسمے بنا لیتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

اس حدیث میں تصویر کا ذکر آ ہی گیا ہے تو کیوں نہ اس کے متعلق بھی کچھ باتیں ہو جائیں، کیونکہ بہت سے مذہب کے لوگوں نے اپنے گھروں میں تصویریں سجائی ہوئی ہیں،

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٣٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٢٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٣٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جن کی وہ صبح اٹھ کر عبادت کرتے ہیں جیسا کہ سکھوں نے اپنے گھروں میں گورو نانک کی تصویر رکھی ہے، صبح اٹھ کر وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اس کی عبادت کرتے اور اس پر پھو لوں کا ہار ڈالتے اور اگر بتی جلاتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں نے بھی اپنے گھروں میں مورتیاں بنائی ہوئی ہیں جن کی وہ صبح اٹھ کر عبادت کرتے ہیں، اب آپ ایک کلمہ گو کو دیکھیں جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والا ہے، اس کی عبادت کا طریقہ بھی آپ دیکھ لیں، اس مسلمان نے بھی اپنے پیر کی تصویر کو اپنے گھر میں سجایا ہوا ہے اور یہ مسلمان روزانہ اٹھ کر اپنے پیر کی تصویر کے سامنے اگر بتیاں جلاتا ہے، اس پر پھولوں کا ہار ڈالتا ہے، اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کیجیے اور بتائیے کہ کیا فرق ہے سکھوں کے کفر اور شرک میں اور اس مسلمان کی بدعقیدگی میں؟!

صحیح بخاری کی حدیث میں نبی اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ ”رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر یا کتا ہو۔“[1] اب آپ غور کریں کہ ہم نے کن کن لوگوں کی تصویریں تبرک کے طور پر اپنے گھروں میں سجائی ہوئی ہیں؟ کیا یہ نبی اکرم ﷺ کی کھلے عام نافرمانی نہیں ہے؟ یہ وہ کفر اور شرک تھا جو مکے کے مشرکین کے حوالے سے اور کچھ اقوامِ سابقہ، یہودیوں اور عیسایوں کے تعلق سے میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔

## کیا مسلمان بھی شرک کرتے ہیں؟

اب آپ یہ جاننا چاہیں گے کہ کیا مسلمان بھی شرک کرتے ہیں؟ کیونکہ بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان شرک نہیں کرتے تو دیکھتے ہیں کہ ان کے متعلق اللہ کا قرآن کیا کہتا ہے؟

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سورت یوسف (آیت: ۱۰٦) میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾

''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

یہ وہ حقیقت ہے جسے قرآن نے بڑی وضاحت کے ساتھ متعدد جگہ بیان فرمایا ہے کہ مشرکین یہ تو مانتے ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس کے باوجود عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہرا لیتے ہیں اور یوں اکثر لوگ مشرک ہیں، یعنی ہر دور میں لوگ توحیدِ ربوبیت کے تو قائل رہے ہیں لیکن توحیدِ الوہیت ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

آج کے قبر پرستوں کا شرک بھی یہی ہے کہ وہ قبروں میں مدفون بزرگوں کو صفاتِ الوہیت کا حامل سمجھ کر انھیں مدد کے لیے پکارتے ہیں اور عبادت کے کئی مراسم بھی ان کے لیے بجا لاتے ہیں۔ یوں بہت سارے لوگ اللہ پر ایمان رکھنے کے بعد بھی شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور وہ مشرک ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنے سے پہلوں کے نقشِ قدم پر چلو گے جس طرح اقوامِ سابقہ قبر پرستی کے شرک میں مبتلا تھیں۔ یعنی ان کے ہر ہر طریقے کی پیروی کرو گے، خواہ اس کا تعلق عبادت سے ہو یا عادت سے، جس طرح سے پہلی امتوں میں شرک تھا، اسی طرح اس امت میں بھی شرک پایا جائے گا، لہٰذا مشرکینِ مکہ اور سابقہ قوموں کی طرح ہی آج مسلمانوں میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو صالحین کی قبروں پر عبادت کر رہے ہیں، فرق صرف ناموں کا ہے، اُنھوں نے کچھ اور نام رکھے تھے اور اِنھوں نے کچھ اور رکھ لیے ہیں، لیکن مسلمان ان کاموں کو شرک نہیں سمجھتے، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اقوام سابقہ کے شرک اور ان کی ہلاکت کو مدنظر رکھ کر بار بار ان حرکتوں سے خبردار کیا کہ تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تم کو ایسا کرنے سے منع کر رہا ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## قبروں کی زیارت کا مقصد:

ابتدائے اسلام میں نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، کیونکہ دورِ جاہلیت میں لوگوں کے عقائد غلط تھے اور قبروں پر خرافات کا ارتکاب کیا جاتا تھا، کیونکہ جو چیز پہلے شرک کا سبب بنی وہ قبریں ہی تھیں، اس بنا پر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلامی تربیت فرمائی اور کچھ عرصہ بعد جب لوگوں کے ایمان مضبوط ہو گئے اور عقائد میں توحید کی خوشبو رچ بس گئی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب تم جا سکتے ہو، کیونکہ یہ تمھیں آخرت کی یاد دلائے گی۔''[1]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ عوام الناس جو مقصد لے کر قبروں اور مزاروں پر جاتے ہیں اور جن خرافات کا وہاں ارتکاب کرتے ہیں، اسے بھی سامنے رکھیں اور پیارے پیغمبر امامِ کائنات ﷺ نے قبرستان جانے کا جو مقصد بیان فرمایا ہے، اسے بھی مدِنظر رکھیں، تو ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ قبرستان جانا تو باعثِ عبرت ہے، جہاں پہنچ کر انسان کو یہ تصور کرنا چاہیے کہ اس شہرِ خموشاں کے مکین بھی کسی وقت ہماری طرح زمین پر چلتے پھرتے، نرم و نازک بستروں پر آرام کرتے، اپنے بیوی بچوں اور اعزا و اقارب میں خوشیوں اور مسرتوں کی زندگی بسر کیا کرتے تھے، مگر موت نے آج انھیں دنیا وما فیہا سے کاٹ کر رکھ دیا ہے اور ایسی بستی میں انھوں نے ڈیرے ڈال لیے ہیں جہاں چاروں طرف مٹی ہے، اندھیرا ہی اندھیرا ہے، نہ کچھ سنتے ہیں، نہ سنا سکتے ہیں، نہ اپنے عزیزوں کی غمی و خوشی میں شریک ہو سکتے ہیں اور نہ اپنے گھروں کی طرف کبھی واپس لوٹ کر آ سکتے ہیں۔ جب آدمی قبرستان میں کھڑے ہو کر ان حقائق پر نظر ڈالے گا تو دنیا کی حقیقت اس پر عیاں ہو جائے گی اور وہ آخرت کی تیاری

[1] مسند أحمد (١/ ١٤٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ضرور مصروف ہو جائے گا۔ حدیث میں جس قبرستان کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے وہ اپنے ہی شہر یا گاؤں کا مقامی قبرستان ہے جس میں آپ کے شہر کے لوگ، آپ کے دوست، آپ کے اپنے دفن کیے گئے ہیں، جن کی قبروں کو دیکھ کر آپ کو اپنی آخرت یاد آئے گی اور قبرستان کی زیارت کا یہ مقصد اسی وقت پورا ہوگا جب قبریں کچی اور سادہ ہوں گی، اگر انھیں سنگِ مرمر سے پختہ بنا دیا گیا ہو، مختلف رنگوں کے پھولوں سے انھیں سجا دیا گیا ہو، ان پر بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کر دی گئی ہوں، عرقِ گلاب سے انھیں دھویا جا رہا ہو اور پھر انھیں مشکل کشا و حاجت روا سمجھ کر ربِ کائنات کے اختیارات میں حصہ دار بنا دیا گیا ہو، تو پھر قبروں کی زیارت سے وہ مقصد جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے، کیسے حاصل ہوگا؟

کتاب وسنت کی رو سے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارت کھڑی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ امامِ کائنات ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں کچی مٹی سے بنائی تھیں۔ جنگِ احد میں تقریباً ستر (۷۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، جن میں سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، امامِ کائنات ﷺ نے ان کی تدفین اپنے سامنے کروائی، مگر کسی قبر پر پکی اینٹوں کو استعمال کیا نہ کسی قبر پر قبہ تعمیر کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سادہ ہو اور پاکستان، ہندستان، بنگلہ دیش، افغانستان، ایران اور دیگر کئی ایک مما لک کے چھوٹے بزرگوں کی قبریں بڑی اونچی اونچی اور قبہ نما ہوں، کیا یہ بے انصافی نہیں؟ کیا ان بزرگوں کا مقام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مقام سے اونچا ہے؟ کیا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (نعوذ باللہ) بھول گئے کہ انھوں نے شہدائے اُحد (جن کی فضیلت قرآن مجید میں بھی بیان کی گئی ہے) کی قبروں پر قبے تعمیر نہیں کیے؟

اگر خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی کی قبر پر قبہ اور مزار تعمیر نہیں کیا، تو ان بزرگوں کی قبروں پر تعمیر کیے گئے قبوں اور مزاروں کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ صحابہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرام رضی اللہ عنہم سے بڑے ہیں؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے شریعت اور تھی اور ان بزرگوں کے لیے اور شریعت ہے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قبے بنانے کا طریقہ نہ آتا تھا جو ہم نے سیکھ لیا؟ ﴿ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾

لہٰذا جو لوگ بڑے بڑے آستانوں، مزاروں اور درگاہوں کی طرف ثواب کی نیت سے جاتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں، انھیں اللہ سے ڈرنا چاہیے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قبرستان کی زیارت کی اجازت دی ہے وہ آپ کے اپنے علاقہ کا ہونا چاہیے جہاں جانے سے آپ کو دنیا کی بے ثباتی پر غور وفکر کا موقع ملتا ہے، دوسروں کی قبریں دیکھ کر اپنی قبر کا خیال آتا ہے۔ عارضی دنیا کی خاطر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر پشیمانی اور ندامت کا احساس پیدا ہوتا ہے، اپنے گناہوں پر توبہ واستغفار کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور انسان دنیا کو بھول کر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی ایسی قبر پر جا رہے ہیں جس پر مزار بنا ہوا ہے اور وہاں قوالی ہو رہی ہو اور ساتھ ہی بے پردہ عورتیں گھوم رہی ہیں تو آپ ایمان کے ساتھ بتائیں! کیا وہاں آپ کو آخرت کی یاد آئے گی؟ ہرگز نہیں۔ اس بات کو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ آج دینِ اسلام کی جتنی رسوائی، جتنی توہین ان آستانوں، درگاہوں اور مزاروں پر ہو رہی ہے، شاید غیر مسلم مندروں، گرجوں اور گُردواروں پر بھی اسلام کی ایسی توہین نہ ہوتی ہوگی۔

اسی طرح صالحین کی قبروں پر قُبے تعمیر کرنا، انھیں خوبصورت بنانا، ان پر چراغ جلانا، ان پر پھول چڑھانا، انھیں غسل دینا، ان پر مجاوری کرنا، نذر و نیاز چڑھانا، وہاں کھانا اور شرینیاں تقسیم کرنا، جانور ذبح کرنا، رکوع وسجود کرنا، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، ان سے مرادیں مانگنا، ان کے نام کی چوٹی رکھنا اور ان کے نام کے کنگن اور چھلے پہننا، دکھ یا مصیبت میں انھیں پکارنا، مزاروں کی دیواروں کو بوسہ دینا، وہاں سے خاک لا کر کھانا ننگے پاؤں مزاروں پر چل کر پیدل جانا اور وہاں سے اُلٹے پاؤں واپس پلٹنا، یہ شرک نہیں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور کیا ہے؟ یہ سارے کام تو وہ ہیں جو ہر چھوٹے بڑے مزار پر روزمرہ کا معمول ہیں۔

لیکن جو مشہور اولیائے کرام کے مزار ہیں، ان میں سے ہر مزار کا کوئی نہ کوئی الگ امتیازی وصف ہے، مثلاً: بعض خانقاہیں ایسی ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ کی جنت کے مقابلے میں ایک دروازے کا نام ''بہشتی درازہ'' رکھا ہوا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جو یہاں سے گزر جائے گا وہ بہشتی ہوگا۔ اس دروازے کے سامنے سارا سال قوالی اور موسیقی کا دور چلتا ہے۔ یقیناً یہ ان لوگوں کی بہشت ہے، جنھیں شیطان نے گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کر دیا ہے، ہم تو اللہ تعالیٰ سے اس جنت کا سوال کرتے ہیں، جس کے دروازے پر سب سے پہلے امامِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ دستک دیں گے، جیسا حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا تو فرشتہ پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ فرمائیں گے: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ فرشتہ کہے گا: جب سے اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی ہے اور مجھے اس کے دروازے پر کھڑا کیا ہے، یہ حکم دے کر کھڑا کیا ہے کہ اگر محمد (ﷺ) دستک دیں تو دروازہ کھولا جائے، کسی دوسرے کی دستک پر دروازہ نہ کھولا جائے۔''[1]

جبکہ پاکپتن کا بہشتی دروازہ تو کسی ڈپٹی کمشنر یا وزیراعلیٰ کے آنے پر کھولا جاتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور وزیراعلیٰ کوئی شرابی، زانی، کرپٹ اور غیر مسلم بھی ہوسکتا ہے، ایسے دروازے کو بہشتی دروازہ کہنا جنت کی توہین، نبی اکرم ﷺ کی توہین، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی توہین اور اللہ تعالیٰ کا براہِ راست مقابلہ کرنا ہے۔

یاد رہے اس بہشتی دروازے کے دیر سے کھلنے پر ۲۰۰۱ء میں رش کی وجہ سے کم ازکم ۶۰ ؍ افراد ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوئے۔ دنیا بھر کے ذرائعِ ابلاغ سے اس سانحے کی خبر نشر ہوئی اور اندرون و بیرون ملک پاکستان کی بڑی بدنامی ہوئی۔ مرکز دعوۃ التوحید اسلام آباد

[1] مسند أحمد (۳/ ۱٤٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے اس حادثے کے بعد جامعہ سلفیہ اسلام آباد، جامعہ فریدیہ، جامعہ فرقانیہ، جامعہ رحمانیہ لاہور اور مفتی اعظم سعودی عرب سے اس جعلی بہشتی دروازے کے متعلق فتویٰ حاصل کیا، تو تمام مفتیانِ کرام نے بالاتفاق اس کا نام ''بہشتی دروازہ'' رکھنے کو ناجائز اور اس سے گزرنے کو شرک قرار دیا اور لکھا کہ ایسا دروازہ گرا دینا چاہیے، کیونکہ یہ شرک کا سبب ہے۔[1]

لیکن پھر بھی وہاں پر گدی نشین لوگوں سے نذرانے وصول کرتے اور جنت کی ٹکٹیں تقسیم کرتے ہیں، ہمارے حکمران اور بڑے بڑے عہدے دار وہاں دنیا کے مال و دولت کے بل بوتے پر جنت کو خریدنے جاتے ہیں۔ عقل کے اندھے یہ نہیں جانتے کہ جنت دنیا کے مال سے نہیں ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔

قبر پرستی کا شرک آخرت میں انسانوں کی ہلاکت اور بربادی کا باعث تو ہے ہی، دنیا میں اس کے معاشرتی مفاسد، اخلاقی بگاڑ اور دیگر زہریلے ثمرات کا اندازہ بھی درجِ ذیل اخباری خبروں سے لگایا جا سکتا ہے:

① ضلع بہاولپور میں خواجہ محکم الدین میرائی کے سالانہ عرس پر آنے والی بہاولپور یونیورسٹی کی دو طالبات کو سجادہ نشین کے بیٹے نے اغوا کر لیا، جبکہ ملزم کا باپ سجادہ نشین منشیات فروخت کرتے ہوئے پکڑا گیا۔[2]

② رائے ونڈ میں بابا رحمت شاہ کے مزار پر عرس میں ورائٹی پروگرام کے نام پر لگائے گئے سات کیمپوں میں محافل مجرا جاری ہیں۔ درجنوں نوعمر لڑکیاں فحش ڈانس کر کے تماش بینوں سے دادِ عیش حاصل کر رہی ہیں۔ تماش بین نئے نوٹوں کی گٹھیاں لے کر یہاں پہنچ جاتے ہیں اور رات دو بجے تک گھنگروؤں کی جھنکار پر شرابیوں کا شور سنائی دیتا رہتا ہے۔ سائیکل شوز پروگرام میں نوعمر لڑکے لڑکیوں کے روپ میں ڈانس کر کے

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مجلّہ الدعوۃ (صفر ۱۴۲۲ھ، مئی ۲۰۰۱ء لاہور، پاکستان)
[2] روزنامہ ''خبریں'' لاہور (۱۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہم جنس پرستی کی دعوت دے رہے ہیں۔ عرس میں جوا، شراب نوشی اور اسلحے کی نمائش سر عام ہے۔ شہریوں کے احتجاج کے باوجود کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔[1]

③ داتا دربار میلے کی آڑ میں مجرے، فحش گانوں پر گرما گرم ڈانس، پولیس اور انتظامیہ کے تعاون سے درجنوں طوائفوں کا مجرا زور و شور سے جاری ہے۔ فحش گانوں پر ہیجان انگیز رقص دیکھنے کے لیے ۱۰ سالہ بچے سے لے کر ۷۰ سالہ بابے تک سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں۔ رقص کرتے کرتے ایک موقع پر طوائفیں کمر کے بل زمین پر لیٹ گئیں تو تماشائی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس ہنگامے میں سیکڑوں کرسیاں ٹوٹ گئیں۔[2]

④ ڈبا پیروں نے غیر ملکی ایجنٹوں کا کاروبار بھی سنبھال لیا ہے۔ سرکاری حلقوں سے گہرے تعلقات، پولیس بیشتر جرائم پیشہ افراد کو پیروں کے سیاسی اور سرکاری اثر و رسوخ کی بنا پر پکڑنے سے خائف رہتی ہے جو پیری مریدی کی آڑ میں منشیات فروشی اور بدکاری کے اڈوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ داتا دربار میں پھرنے والے درویش سیاسی جلسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔[3]

⑤ عورتوں کے برہنہ جسموں پر تعویذ لکھنے والا راسپوٹین پکڑا گیا۔ ملزم زنا، قتل، ڈکیتی اور ہیرا پھیری کی وارداتوں میں کئی اضلاع کی پولیس کو مطلوب تھا۔ ملتان کے بعد شیخو پورہ کے نواح میں ''پیر خانہ'' کھول کر دھندا کرتا رہا۔[4]

اسی طرح کچھ درگاہیں ایسی بھی ہیں جہاں پر معصوم بچوں کا چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے۔ گجرات شہر میں ایک خانقاہ شاہ دولا ولی کے نام کی ہے، جہاں پر مسلمان معصوم بچوں کا

---

[1] روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور (٦ اگست ۲۰۰۱ء)

[2] خبریں رپورٹ، بحوالہ شاہراہِ بہشت پر، از مولانا امیر حمزہ (ص: ۷۹)

[3] حوالہ سابقہ۔

[4] حوالہ سابقہ (ص: ٦٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ بدعقیدگی ہے کہ جو بچہ شاہ دولا ولی کی قبر پر چڑھاوا مانا جائے وہ چوہے کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم کی سورت آل عمران (آیت: ۶) میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

''وہ ماں کے پیٹ میں تمھاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔''

یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ خوبصورت ہے یا بدصورت، مذکر ہے یا مؤنث، نیک بخت ہے یا بدبخت، ناقص الخلق ہے یا تام الخلق ہوگا، جب رحمِ مادر میں یہ سارے تصرفات صرف اللہ تعالیٰ ہی کرنے والا ہے تو پھر بابا جی کی تخلیق کس طرح ہوسکتی ہے، جو خود بھی اسی مرحلہ تخلیق سے گزر کر اس دنیا میں آئے ہیں، جس کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے رحمِ مادر میں قائم فرمایا ہے، لیکن مسلمان یہ غلط عقیدہ رکھتے ہیں کہ باباجی کی مرضی سے تخلیق ہوئی ہے۔ پھر یہ بات تو مشہور ہی ہے کہ جب سات بار اجمیر چلا جائے اس کا ایک حج ہوجائے گا۔ (والعیاذ باللہ) بلکہ ایک دیوانے نے یہاں تک کفر بک ڈالا ہے ؎

خواجہ کی گلی کا ایک چکر سو حج کے برابر ہوتا ہے

میری مسلمان بہنو (اور بھائیو!) اسی طرح بعض درگاہیں ایسی ہیں جہاں پر نوجوان لڑکیاں خدمت کے لیے وقف کردی جاتی ہیں اور بعض درگاہیں ایسی بھی ہیں جہاں پر اولاد سے محروم عورتیں نو راتیں بسر کرنے کے لیے جاتی ہیں، وہاں جا کر مجاوروں اور گدی نشینوں کی خدمت کرتی ہیں اور کثرت سے خانقاہیں منشیات، ہیروئن، چرس، فحاشی، بدکاری اور جوے کے اڈے بنی ہوئی ہیں۔ انھیں خانقاہوں کے گدی نشینوں اور مجاوروں کے حجروں میں جنم لینے والی بے حیائی پر مبنی داستانیں سنیں تو واللہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



انھیں خانقاہوں پر منعقد ہونے والے سالانہ عرسوں میں مردوں عورتوں کا کھلے عام اختلاط، عاشقی معشوقی اور شرکیہ مضامین پر مشتمل قوالیوں کی مجلس لگی ہو تو وہاں آخرت کی یاد کیسے آئے گی؟ جہاں ڈھول ڈھمکوں کے ساتھ نو جوان ملنگوں اور ملنگنیوں کی دھمالیں ہو رہی ہوں، وہاں منکر ونکیر کا خیال کیسے آئے گا؟ جہاں پر کھلے بالوں کے ساتھ رقص عام نظر آتے ہیں، وہاں قبر کا ذکر کہاں؟

انہی رنگ رلیوں اور عیاشیوں کی باعث گلی گلی، محلے محلے، گاؤں گاؤں، شہر شہر مزار تعمیر ہو رہے ہیں اور لوگ جوق در جوق آستانوں اور درگاہوں مزاروں پر جا رہے ہیں۔ یہ لوگ کھلے عام اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کر رہے ہیں، لیکن مسلمان پھر بھی ان باتوں کو شرک نہیں سمجھتے۔

اسی کا نام شرک ہے جو بدقسمتی سے محبتِ اولیا کے نام پر مسلمانوں میں عام ہے۔میلوں اور عرسوں کے موقع پر بے پردہ عورتوں کا کثرت سے آنا جانا شرم و حیا کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے۔ پردے کے وہ احکام جو اللہ رب العزت نے سورۃ الاحزاب اور سورت نور میں نازل فرمائے ہیں، کیا مزاروں پر ان کی کھلم کھلا مخالفت نہیں کی جاتی؟ امامِ کائنات ﷺ معصوم بھی ہیں، امت کے باپ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں، اس کے باوجود آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عورتوں سے بیعت لیتے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا، البتہ آپ ﷺ نے کلام کے ساتھ عورتوں سے بیعت لی۔''[1]

لیکن ان گدی نشینوں کے سامنے کوئی عورت پردہ کر کے نہیں آ سکتی کیونکہ یہ اسے ان کی گستاخی پر محمول کرتے ہیں۔ یہ ایک مختصر سا تعارف ہے مزاروں، خانقاہوں اور

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٩٨٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٨٦٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آستانوں کی دنیا کا جو ہماری دنیا سے کہیں زیادہ رنگین، کہیں زیادہ دلفریب اور کہیں زیادہ پرکشش ہے، ایسی قبروں اور مزاروں پر جا کر موت کسے یاد آئے گی؟ آخرت کا خیال کسے آئے گا؟ عذاب یا ثواب کی فکر کسے ہوگی؟ اللہ کا خوف کس کے دل میں پیدا ہوگا؟ دنیا سے بے رغبتی کیوں کر پیدا ہوگی؟ جن علمائے کرام کے مسلک میں یہ تمام امور جائز ہیں، ان کی خدمت میں خلوصِ دل سے درخواست ہے:

① براہ کرم! غور فرمائیں کہ چڑھاوے چڑھانے، عرس منانے، نذر و نیاز دینے، منتیں ماننے، صدقہ خیرات کرنے اور مراد مانگنے کے بہانے مزاروں، خانقاہوں اور آستانوں پر تشریف لانے والے مرد اور عورتیں معاشرے میں جس بے حیائی، فحاشی، بدکاری اور دیگر جرائم کے حیا سوز کلچر کو جنم دے رہے ہیں، اس کا ذمے دار کون ہے؟ قیامت کے روز اس کی جواب دہی اور مسئولیت کس کے ذمے ہوگی؟

② اگر مزاروں اور خانقاہوں پر نیازیں دینا، چڑھاوے چڑھانا، مرادیں مانگنا، عرس اور میلے لگانا؛ واقعی شریعتِ اسلامیہ میں جائز اور نیکی کا کام ہے تو پھر اس خیر اور نیکی کے کام سے فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور جرائم کا کلچر کیوں جنم لے رہا ہے؟

میری بہنو (اور بھائیو!) ایسا کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے کوئی سند نازل کی ہے نہ نبی مکرم ﷺ نے کوئی تعلیم اپنی امت کو دی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو جب کوئی قرآن و حدیث کو ماننے والا سمجھاتا ہے کہ یہ حرام ہے، شرک ہے تو بگڑ جاتے ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ اس سے باز رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن اعلان فرما رہا ہے:

﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ [یونس: ۱۸]

”اور یہ (مشرک) اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو (بتوں) پوجتے ہیں جو نہ ان کا نقصان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کر سکتے ہیں نہ فائدہ اور کہتے ہیں: اللہ کے پاس یہ ہمارے سفارشی ہوں گے (اے پیغمبر!) کہہ دے: کیا تم اللہ کو وہ بات بتلاتے ہو جس کو نہ وہ آسمانوں میں پہچانتا ہے نہ زمین میں، وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔''

جب وہ انھیں کہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ شرک کرنے والے کا ٹھکانا جہنم ہے، تو یہ مسلمان اللہ کا کلام اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان سننے کے بعد بھی احسان ماننے کے بجائے اُس کے دشمن بن جاتے ہیں اور کہتے کیا ہیں کہ تم تو ہو ہی وہابی۔ تمھیں کیا پتا، تم بے دین ہو بلکہ مرتد ہو، تمھیں انبیا و صالحین سے محبت ہی نہیں، ہم ان سے محبت کرتے ہیں، یہ اللہ کے بڑے پیارے ہیں، انھوں نے بڑی محنتیں کی ہیں، یہ بہت ہی اللہ کے قریب پہنچے ہوئے ہیں، ہماری ان کی آگے، ان کی اللہ کے آگے، لہٰذا ہم ان کی عبادت نہیں کرتے یہ تو اولیاء اللہ کی محبت اور ان کی تعظیم ہے، یہ صالحین ہمارے اور اللہ کے درمیان وسیلہ ہیں۔ نہیں، ہرگز یہ ان کا وسیلہ نہیں بنیں گے، یہ محض ان کی آرزوئیں ہیں، جن کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ان لوگوں کے متعلق اللہ کا قرآن اعلان فرما رہا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴾ [الأعراف: ۱۹۷]

''اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمھاری کچھ مدد نہیں کر سکتے، وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔''

جو اپنی مدد آپ کرنے پر قادر نہ ہو، وہ بھلا دوسروں کی مدد کیا کریں گے؟ جو خود محتاج ہو دوسرے کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا؟ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے بہت محنتیں کی ہیں، ایسے لوگوں سے میرا سوال ہے کہ کیا یہ محنتیں انھوں نے آپ کے لیے کی ہیں؟ کیا قیامت کے دن صالحین آپ کو اپنی عبادت سے کچھ حصہ دیں گے؟ کیا اللہ کے سامنے حساب و کتاب کے وقت آپ کی مدد کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کتاب قرآنِ کریم نے اس بات کو واضح کر دیا ہے۔

سورۃ البقرۃ (آیت: ۱۳۴) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ﴾

''جو انھوں نے کیا وہ ان کے لیے ہے اور جو تم نے کیا وہ تمھارے لیے۔''

اس آیتِ کریمہ میں کسب و عمل کی اہمیت بیان فرما کر بزرگوں کی طرف انتساب یا ان پر اعتماد کو بے فائدہ قرار دیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ انھوں نے جو کچھ کیا ہے، اس کا صلہ انھیں ہی ملے گا، تمھیں تو وہی ملے گا جو تم کماؤ گے، اس سے معلوم ہوا کہ صالحین جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں، ان کی نیکیوں یا ان کی محنتوں کا آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ ان کے عملوں کے متعلق تم سے یا تمھارے عملوں کی بابت ان سے نہیں پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ﴾ [الفاطر: ۱۸]

''کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

سورۃ النجم (آیت: ۳۹) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴾

''انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی۔''

یعنی بات واضح ہوگئی کہ نیک صالحین جو گزر گئے ہیں، ان کی نیکیوں کا سہارا ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا، بلکہ وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے۔ قبر کے ان پجاریوں کو صالحین کہیں گے: اے اللہ! ہم ان کو جانتے ہیں نہ ہم نے ان کو کہا تھا کہ ہماری قبروں کو عبادت گاہ بنانا، کیونکہ یہ ہماری شایانِ شان نہیں۔ پھر وہاں یہ لوگ کیا کہیں گے؟ سنیے!

﴿ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ﴾ [البقرۃ: ۱٦۷]

''کاش! ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بے زار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں۔"

آخرت میں پیروں اور گدی نشینوں کی بے بسی اور بے وفائی پر مشرکین حسرت کریں گے لیکن وہاں اس حسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کاش! یہ لوگ دنیا ہی میں شرک سے توبہ کرلیں۔

آج اگر کسی بھی اہلِ بدعت کو سمجھایا جائے کہ ان بدعات کی دین میں کوئی اصل نہیں تو وہ یہی جواب دیتے ہیں کہ یہ رسمیں تو ہمارے آبا و اجداد سے چلی آ رہی ہے، لیکن شریعت کے مقابلے میں آبا پرستی یا اپنے ائمہ وعلما کی پیروی غلط ہے۔

جن لوگوں نے تقلیدِ آبا و اجداد میں اپنی عقل وفہم کو معطل کر رکھا ہے، ان کی مثال اُن جانوروں کی طرح ہے جن کا ذکر اسی سورت (آیت: ۱۷۱) میں آیا ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ انھیں کیوں بلایا اور پکارا جا رہا ہے؟ اسی طرح یہ اندھے مقلدین بھی بے عقل ہیں کہ دعوتِ حق اور دعوتِ توحید وسنت کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شرک اور بدعات کی دلدل سے نکالے، آمین۔ لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہو، ان کے کان حق بات سننے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے ہیں، کیونکہ پیٹ کے کچھ پجاریوں نے انھیں مغالطے میں ڈال دیا ہے اور کہتے ہیں کہ دیکھو! جب ہم بیمار ہوجاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں، بیوی سے مدد چاہتے ہیں، دوست، رشتے داروں سے روپے سے مدد حاصل کرتے ہیں، ڈرائیوروں اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں، اس طرح یہ باور کرواتے ہیں کہ اللہ کے سوا دوسروں سے مدد مانگنا بھی جائز ہے۔ حالانکہ اسباب کے ما تحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے، جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے مطابق ہی ہوتے ہیں اور یہ کام کرنے والا ان پر قادر ہے، حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی امت کے لوگوں سے مدد حاصل کرتے تھے، جیسا کہ سورۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الصّف (آیت:۱۴) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اللہ (کے دین) کے لیے کون میرا مددگار ہے؟''

اسی طرح سورۃ المائدہ (آیت:۲) میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو فرمایا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾

''نیکی اور تقوے کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔''

ظاہر بات ہے یہ تعاون ممنوع ہے نہ شرک کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ شرک تو یہ ہے کہ کسی ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کی لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو، جیسا کہ کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لیے پکارنا، اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا اور اسی کو نافع اور نقصان دہ باور کرنا، اسی طرح اسے دور اور نزدیک سے ہر کسی کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا، ایسے ہی مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا شرک ہے، جو توحیدِ الوہیت میں بدقسمتی سے محبتِ اولیا کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔

بداعتقادی اس وقت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے جب بعض ماہرین ولیوں اور مزاروں کے اختیارات اور امتیازات بانٹ دیتے ہیں، مثلاً شادی سے مایوس عورتوں کی شادی کرانے کی خاطر فلاں خاتون کے آستانے کا رخ کیا جائے، اگر بے روزگاری ختم کرنا ہو تو فلاں ولی کے مزار کا قصد کیا جائے۔

پوری پلاننگ اور محکم سازش جس کے جال میں صرف عوام اور جاہل طبقہ ہی نہیں پھنسا، بلکہ تکلیف کی بات تو یہ ہے کہ شہرت یافتہ اور بلند پایہ یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم طلبا اور طالبات پر بھی اس کا گہرا اثر ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ خرافات ایسے لوگوں کے دلوں میں سرایت کر جاتی ہیں جن کو ان بدترین اور خطرناک مشرکانہ افعال سے دور رکھنے والے صحیح عقیدے کی حمایت حاصل نہیں ہوتی اور یہ وہی لوگ ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیم سے دور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ ان لوگوں نے قرآنِ کریم کی اس آیت کو پڑھا ہی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شیطان نے کہا:

﴿ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾ [الأعراف: ١٧]

''پھر اُن کے پاس ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے آؤں گا اور ان کی دائیں طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے اور تو اکثر آدمیوں کو شکر گزار (موحد) نہ پائے گا۔''

خلاصہ کلام یہ کہ جو شخص اللہ پر پورے اعتماد و یقین سے ایمان رکھتا ہے، اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ ہی ہر چیز کا مالک اور پالنہار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ کسی وسیلے کا محتاج نہیں، یقیناً ایسا شخص اپنی ایمانی قوت اور ٹھوس عقیدے کے سائے میں زندگی بسر کرے گا، خرابیاں اس تک ہرگز نہیں پہنچ سکتیں، بلکہ ساری کی ساری برائیاں اس کی ایمانی چٹانوں سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، کیونکہ وہ اپنا سب کچھ اللہ کے حوالے کر چکا ہے، اس کے نزدیک اب اس معاملے میں تبادلہ خیال کی بھی گنجائش باقی نہیں۔ اس طرح ایمان و عقیدہ ایسی چیزیں ہیں جن کی دست یابی یونیورسٹیوں کی چار دیواری اور کتابوں کی سیاہ سطروں میں ضروری نہیں، بلکہ اس سے کہیں زیادہ آسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر کس و ناکس کے لائق بنایا، تاکہ نادار اپنی محتاجی کے باعث محروم نہ رہ سکے اور صاحبِ ثروت اپنی دولت سے اسے خرید نہ سکے۔

## بزرگوں کا احترام:

میری مسلمان بہنو (اور بھائیو!) بزرگوں کے احترام کے سلسلے میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں ان صالحین کے ساتھ بہت پیار ہے، کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں، ان کا احترام ہم سب مسلمانوں پر واجب ہے، چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی رکھی، میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔“ [1]

اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ اولیاء اللہ کی محبت اور ان کی تعظیم نہایت ضروری ہے اور ان سے بغض وعناد اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے خلاف اعلانِ جنگ فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں اور اللہ کے ولیوں کے ساتھ بہت پیار اور محبت کرتے ہیں، وہ بزرگانِ دین جو علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں ہم سے بہت آگے ہیں، ان کا احترام واجب ہے، اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کرتے ہوئے ”رضي اللہ عنهم“ اور ان کے بعد والے بزرگوں کا نام لیتے ہوئے ”رحمة اللہ علیهم“ کہنا ان کے ادب واحترام کا تقاضا ہے، لیکن اولیا وصالحین کی محبت، احترام یا تعظیم کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے نام پر بدعات وخرافات کرنا شروع کردیں، ان کی قبروں پر گنبد اور قُبے بنائے جائیں، ان کی قبروں پر سالانہ عرسوں کے نام پر میلوں کا اہتمام کیا جائے، ان کی قبروں کو غسل دیا جائے، ان پر چادریں چڑھائی جائیں اور ان کی چوکھٹوں پر سجدہ کیا جائے، جیسا کہ بدقسمتی سے اولیاء اللہ کی محبت کے نام پر ہمارے ہاں یہ سب کچھ ہو رہا ہے، حالانکہ یہ محبت نہیں بلکہ یہ ان کی عبادت ہے، جو شرک اور ظلمِ عظیم ہے۔ جیسا کہ سورۃ المائدہ (آیت: ۷۲) میں اللہ رب العزت نے بڑے شدید لہجے میں مشرک کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴾

”جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کرچکا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں (مشرکوں) کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔“

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٦٥٠٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



موطا امام مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی:

''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے۔ ان لوگوں پر اللہ کا بڑا شدید غیظ وغضب نازل ہو جنھوں نے انبیا کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا دیا۔''[1]

ایسے لوگوں کے متعلق قرآنِ کریم کی سورۃ الشوریٰ (آیت: ۲۱) میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان کو دین کا وہ راستہ بتلاتے ہیں جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا اور اگر ہو چکی ہوئی بات نہ ہوتی تو (اب تک کب کا) ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور گناہگاروں (نافرمانوں) کو بے شک تکلیف کا عذاب (ایک دن ضرور) ہونا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے تو کسی کو حکم نہیں دیا کہ تم قبر والوں کے وسیلے سے مجھے پکارو اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا کوئی راستہ اپنی امت کو بتایا ہے، بلکہ اللہ رب العزت نے تو اپنے بندوں کو اس بات کی تعلیم دی ہے، جیسا کہ مسلمان نماز کی حالت میں براہِ راست اپنے رب کو پکارتے ہیں:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ [الفاتحہ: ٤]

''ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

یعنی کسی قبر والے کے وسیلے کے بغیر سے اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عبادتِ قبور کے اس فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین

اسی طرح ایک اور خاص بات وسیلے کے حوالے سے میں اپنی بہنوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں

[1] الموطأ (١/ ١٧٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے جنت سے نکال دیا تھا تو اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے عرشِ الٰہی پر ''لا الہ الا اللہ'' محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا، تو انھوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے دعا مانگی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرما دیا۔ جبکہ یہ روایات موضوع و من گھڑت ہیں۔[1]

یہ قرآنِ کریم کے بھی معارض ہیں، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے بھی خلاف ہیں، تمام انبیا علیہم السلام نے ہمیشہ براہِ راست اللہ سے دعائیں کیں، کسی نبی، ولی اور بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیا علیہم السلام کا طریقۂ دعا یہی رہا ہے کہ کسی واسطے اور وسیلے کے بغیر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے، لہٰذا عمل کے بغیر کوئی وسیلہ یا سفارش قبول نہیں ہوگی اور نہ کوئی مددگار آگے آئے گا، جیسا کہ قرآنِ کریم کی سورۃ البقرۃ (آیت: ۴۸) میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾

''اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ کام آئے گا، نہ اس کی سفارش سنی جائے گی، نہ بدلہ (روپیہ وغیرہ بطورِ فدیے کے) منظور ہوگا اور نہ مدد ملے گی۔''

اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ وہاں اللہ کے نافرمانوں کو کوئی سہارا نہیں دے سکے گا، لیکن امتِ محمدیہ کے کچھ لوگ اس فریب میں مبتلا ہیں کہ ہماری شفاعت ہوگی۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اجازت سے یقیناً شفاعت فرمائیں گے اور اللہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا، لیکن یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ اِحْدَاث فِي الدِّين کے مرتکب اس سے محروم ہی رہیں گے، نیز بہت سے گناہ گاروں کو جہنم میں سزا دینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] السلسلة الضعيفة للألباني، رقم الحديث (٢٥)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



شفاعت پر جہنم سے نکالا جائے گا، کیا جہنم کی یہ چند روزہ سزا قابلِ برداشت ہے کہ ہم شفاعت پر تکیہ کر کے معصیت کا ارتکاب کرتے رہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں، کیونکہ ہمیں تو خیر الامت کے لقب سے نوازا گیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس انعامِ الٰہی کو یہودیوں کی طرح اپنی بدعملیوں اور شرک و بدعات کا ارتکاب کر کے کھو دیں اور خیر الامت کے بجائے شر الامت بن جائیں۔ هَدَانَا اللّٰهُ تَعَالٰى

حقیقت تو یہ ہے کہ مشرکوں کے پاس اپنے مشرکانہ اعمال کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایک بھی ٹھوس اور پختہ دلیل نہیں، ان کی کیفیت تو وہی ہے جو سورۃ المومنون (آیت: ۱۱۷) میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:

﴿ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ ﴾

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں۔''

شرک کی اساس کسی برہان و دلیل پر نہیں، جبکہ توحید کی بنیاد قطعی براہین اور واضح دلائل پر ہے، جیسا کہ سورت ابراہیم (آیت: ۱۰) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾

''کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔''

سورۃ البقرہ (آیت: ۲۲) میں بھی فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''خبردار! باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مت مقرر کرو۔''

ظلم کی تمام اقسام میں سب سے سنگین قسم شرک ہے، چنانچہ سورت لقمان (آیت: ۱۳) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ ''بے شک شرک ظلمِ عظیم ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جس کی موت شرک پر ہوئی اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی نہیں، جیسا کہ سورۃ النساء (آیت: ۴۸) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ وہ جس کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔''

مشرک پر جنت ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ مشرک پلید ہے اس کا مسجدِ حرام میں داخلہ جائز نہیں، جیسا کہ سورۃ التوبہ (آیت: ۲۸) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ﴾

''اے ایمان والو! بے شک مشرک پلید ہیں، لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجدِ حرام کے قریب نہ آئیں۔''

مشرک واضح طور پر سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور اس نے شرک کر کے بہت بڑا بہتان باندھا ہے، اور وہ توحید کی بلندی سے دور جا گرا، جیسا کہ سورۃ الحج (آیت: ۳۱) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾

''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے (تو اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ آسمان سے گر پڑا، پھر پرندے اس کو اچک لیں یا آندھی اس کو کہیں دور پھینک دے۔''

مشرک کا کوئی عمل قبول کیا جاتا ہے نہ اس کی عبادت ہی، جیسا کہ سورۃ الانعام میں اٹھارہ انبیا کے اسمائے گرامی ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر یہ حضرات بھی شرک کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ارتکاب کر لیتے تو ان کے سارے اعمال برباد ہو جاتے:

﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ [الأنعام: ۸۸]

''اور اگر (فرضاً) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال جو وہ کرتے تھے، یقیناً برباد ہوجاتے۔''

اسی طرح سورۃ الزمر (آیت: ۶۵) میں نبی اکرم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ [الزمر: ٦٥]

''اے میرے نبی! اگر تو نے بھی شرک کیا تو تیرے سارے اعمال برباد ہوجائیں گے اور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائے گا۔''

تاہم پیغمبر شرک سے محفوظ ہوتے ہیں، اس کا مقصد صرف امتوں کو شرک کی خطرناکی اور ہلاکت خیزی سے آگاہ کرنا ہے۔

## ریا کاری اور دکھلاوے:

اسی طرح میری پیاری بہنو (اور بھائیو!) آپ کے سامنے ایک چیز اور بھی ذکر کرنا ضروری ہے جو شرکیہ امور میں سے ہے۔ وہ ہے عبادت میں ریا کاری، جبکہ مسلمان کی ہر قسم کی عبادت خالص اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے، کیونکہ اخلاص کا یہ آئینہ تو اتنا زیادہ نازک ہے کہ غیر کا سایہ پڑتے ہی چور چور ہوجاتا ہے، چنانچہ ریا کاری اور دکھلاوے تک کو برداشت نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ اس عمل کو رسول اللہ ﷺ نے شرکِ اصغر سے تعبیر فرمایا ہے:

« إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ» [1]

[1] مسند أحمد (٥/ ١٤٢٩) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھیں: سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث (٩٥١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”بلاشبہہ میں تمھارے سلسلے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف محسوس کرتا ہوں، وہ شرکِ اصغر ہے، لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا: وہ ریا ہے۔“

ایک حدیث قدسی میں ہے:

«أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَ شِرْكَهُ»[1]

”میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں، لہٰذا جس نے بھی کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔“

یہاں تک کہ ریا کاری کا بڑا بھیانک انجام بتایا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”روزِ قیامت سب سے پہلے جن کا فیصلہ کیا جائے گا، ان میں سے ایک شہید ہوگا۔ اسے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمت کی معرفت کرائے گا، چنانچہ وہ اسے پہچان لے گا، اللہ کہے گا کہ تو نے اس نعمت کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: (اللہ!) میں نے تیرے لیے قتال (جہاد) کیا، یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا۔ اللہ کہے گا: تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو نے قتال تو اس لیے کیا تاکہ تجھے بہادر (غازی) کہا جائے، چنانچہ تجھے بہادر کہا جاچکا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک ایسا آدمی بھی پیش کیا جائے گا جس نے علمِ دین سیکھا ہوگا، اس کی تعلیم دی ہوگی اور قرآن پڑھا ہوگا، اسے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمت کی معرفت کرائے گا،

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٨٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ وہ اسے پہچان لے گا، اللہ کہے گا کہ تو نے اس علم پر کتنا عمل کیا؟ وہ کہے گا: (اللہ!) میں نے علم حاصل کیا اور اس کی تعلیم دی اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا، اللہ کہے گا: تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو نے تو اس لیے علم حاصل کیا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا تاکہ کہا جائے: فلاں قاری ہے، چنانچہ کہا جاچکا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایسا شخص بھی پیش کیا جائے گا، جسے اللہ نے (ہر چیز میں) کشادگی دی ہوگی اور اسے ہر طرح کے مال سے نوازا ہوگا، اسے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمت کی معرفت کرائے گا، چنانچہ وہ اسے پہچان لے گا، اللہ کہے گا کہ تو نے اس مال کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: (اللہ!) میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا، مگر میں نے اس راستے میں تیرے لیے ضرور خرچ کیا۔ اللہ کہے گا: تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو نے تو اس لیے ایسا کیا تاکہ کہا جائے فلاں سخی ہے، چنانچہ (تجھے سخی) کہا جاچکا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“[1]

معلوم ہوا کہ اخلاص ہر عمل کے لیے نہایت ضروری ہے، چنانچہ جو عبادت بھی اخلاص سے خالی ہوگی وہ صحیح نہ ہوگی، ایسے ہی اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا﴾ [الفرقان: ٢٣]

”اور ہم نے بڑھ کر ان کے تمام اعمال کو برباد کر دیا، (کیونکہ ان کے اعمال اخلاص اور متابعت سے خالی ہوں گے)۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٩٠٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



”یہ معاملہ روزِ قیامت پیش آئے گا، جبکہ اللہ رب العزت بندوں کے خیر وشر کا امتحان لے گا، چنانچہ اللہ مشرکوں کو باخبر کر رہا ہے کہ وہ جن اعمال کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں آخرت میں انھیں حاصل نہ کر سکیں گے، کیونکہ ان میں اعمال کی قبولیت وصحت کے شرائط، اخلاص یا شریعتِ الٰہیہ کی متابعت مفقود ہوں گے، چنانچہ ہر وہ عمل جو اخلاص اور شرعی موافقت سے خالی ہوگا، باطل ہوگا۔“[1]

اللہ رب العزت ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے، کیونکہ آج یہ فتنہ مسلمانوں کے اندر عام ہو چکا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس ریا کاری کے فتنے کو فتنۂ دجال سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا ہے۔ لیکن بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ بڑے بڑے دین دار لوگ اس ریا کاری کے فتنے میں مبتلا ہیں، بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو اس فتنے سے محفوظ ہیں۔ اب ریا کاری کی کچھ نشان دہی بھی آپ کے سامنے کر دیں تاکہ اس فتنے سے آپ محفوظ رہیں۔

مثلاً کچھ لوگ ایسے ہیں جب وہ کوئی نیک عمل کر لیں تو ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے اس عمل کی خبر لوگوں کو ہو جائے، ہمیں شہرت حاصل ہو اور لوگ ہماری تعریف کریں کہ یہ کتنا عبادت گزار ہے، اسی طرح کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جب لوگوں کی موجودگی میں قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو اپنی آواز کو بڑا خوبصورت بنانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ کہیں کہ کیا خوب آواز ہے!

اسی طرح کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب وہ قرآن وحدیث کا درس دیتے ہیں تو اپنے الفاظ کو بڑا بنا کر سنوار ادا کرتے ہیں تاکہ سننے والے یہ کہیں کہ واہ! کیا خوب اندازِ بیاں ہے!

اسی طرح کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو بازاروں، مجلسوں اور پارٹیوں میں اپنے ہاتھوں میں تسبیحیں لیے ہوتے ہیں، یہ بھی ریا کاری کے نمونوں میں سے ہے، اس لیے ان کاموں سے اجتناب کریں۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر (٦/ ١١١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مختصر بات یہ ہے کہ ریا کاری کے لیے کیا ہوا کوئی بھی عمل جب اس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود نہ ہو بلکہ لوگوں میں شہرت مقصود ہو تو وہ عمل اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ریا کاری کے فتنہ کو شرکِ خفی قرار دیا ہے، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرے اور اللہ رب العزت سے دعا کیا کریں کہ وہ ہمیں ریا کاری کے عمل بلکہ ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائیں اور ہمیں حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جو اللہ کی ملاقات کا منتظر ہو اسے چاہیے کہ اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے کیونکہ وہ مالک و معبود خالص عبادت ہی قبول کرتا ہے، ملاوٹ والی عبادت اس کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ ساری نعمتیں اسی کی طرف سے آتی ہیں حتی کہ توفیق کی نعمت بھی وہی عطا کرتا ہے اور پھر فضل و احسان کے ساتھ نیک عمل کو قبول بھی وہی فرماتا ہے۔

اے ہمارے رب! ہمیں ہر قسم کے شرک و بدعات سے محفوظ فرما اور ہمارے ملک کو شرک کا سبب بننے والے مزارات سے پاک صاف کر کے اپنی توحید اور کتاب وسنت کی نشر واشاعت کا گہوارا بنا دے۔

اے میرے خالق و مالک! ہمیں ایمان کی راہ، صراطِ مستقیم پر گامزن رکھیے۔ آمین

﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الصافات: ١٨٠ تا ١٨٢]

”(اے پیغمبر!) تیرا مالک جو عزت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بناتے ہیں اور سلام ہے پیغمبروں پر، اور ساری تعریف اسی اللہ کی ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔“

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



## مراجعِ درس

1. تفسیر ابن کثیر
2. تفسیر احسن البیان۔ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف۔
3. حقیقتِ توحید۔ تالیف: شیخ صالح الفوزان۔ترجمہ: ڈاکٹر فضل الٰہی و ڈاکٹر سمیر عبدالحمید۔
4. صحیح اسلامی عقیدہ۔ تالیف: علامہ حافظ بن احمد الحکمی ۔ترجمہ: مشتاق احمد کریمی
5. مزاروں اور درباروں کی شرعی حیثیت۔ تالیف: حافظ مقصود احمد
6. میں قبر پرست تھا۔ تالیف: عبدالمنعم الجداوی۔ترجمہ: کفایت اللہ سلفی
7. عبادت۔ تالیف: مولانا تمیم مدنی
8. شاہراہِ بہشت پر۔ تالیف: مولانا امیر حمزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# عبادت کی قسمیں

حمد و ثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الحشر: ١٨]

''مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے کیا (سامان) آگے بھیجا ہے اور خدا کا خوف رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ کو تمھارے (سب) کاموں کی خبر ہے۔''

## عبادت کی اقسام:

صرف نماز، روزہ اور حج و زکات پر ہی بس نہیں اور نہ بات فقرا و مساکین کی اشک شوئی اور بیمار کی مزاج پرسی پر آ کر ختم ہو جاتی ہے، بلکہ عبادت کے آفاق اتنے وسیع اور اس کا دائرہ اتنا کھلا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص نیک نیتی اور رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر راستے میں پڑی کسی تکلیف دہ چیز یا رکاوٹ کو ہٹا دے تو یہ بھی باعثِ اجر و ثواب ہے، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''ایک آدمی کا گزر راستے میں پڑی [کانٹے دار] شاخ کے پاس سے ہوا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس ٹہنی کو ضرور مسلمانوں کے راستے سے ہٹاؤں گا تاکہ انھیں اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اس بنا پر وہ شخص جنت میں داخل کر دیا گیا۔''[1]

[1] مختصر صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٧٩٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح صحیح مسلم میں نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”میرے سامنے میری امت اور اس کے اچھے برے تمام اعمال پیش کیے گئے تو میں نے ان کے اعمالِ حسنہ میں راستے میں پڑی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی دیکھا اور ان کے برے اعمال میں یہ بھی دیکھا کہ کوئی شخص مسجد میں [بلغمی] تھوک پھینک دے اور اسے دفن [یا صاف] نہ کرے۔“[1]

آپ اندازہ کریں کہ اتنے چھوٹے کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو دکھا دیا۔ جس کی ہم پروا ہی نہیں کرتے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ہر وہ کام کریں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔

ایسے ہی صحیح بخاری و مسلم اور مسند احمد کی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”انسان کے جسم کے ہر جوڑ کے بدلے اس پر روزانہ صدقہ لازم ہے، جبکہ دو آدمیوں کے مابین عدل و انصاف کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ کسی کو اس کی سواری پر بٹھانے میں یا اس کا سامان اس پر رکھوانے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ نماز ادا کرنے کے لیے جاتے وقت جتنے قدم اٹھائے گا، یہ ہر قدم صدقہ ہے، کسی کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔“

پھر آخر میں فرمایا:

”تمھارا راستے میں پڑی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔“[2]

اسی سے ملتی جلتی ایک حدیث الادب المفرد امام بخاری، سنن ابی داود اور مسند احمد میں مروی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ بیان فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٠٠٣)

[2] صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٥٢٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



"انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر جوڑ کے عوض روزانہ صدقہ کرے۔"

مسند احمد میں ہے:

"صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اتنی طاقت کس میں ہے؟" گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ شاید مالی صدقہ مراد ہے، جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر مسجد میں کسی نے تھوک دیا تو اسے دفن [یا صاف] کرنا بھی صدقہ ہے، راستے میں پڑی چیز کو ہٹا دو [تو یہ بھی] صدقہ ہے۔ اگر یہ سب کرنے کی طاقت نہ ہو تو نمازِ چاشت کی دو رکعتیں بھی تمھارے لیے کفایت کر جائیں گی۔"[1]

صحیح بخاری و مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد کی ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حاجت مند کی ضرورت کو پورا کرنے، خیر و بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے خود اپنے آپ کو روک کر رکھنے کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔[2]

جبکہ سنن نسائی، صحیح ابن حبان اور مسند احمد کی ایک قدرے طویل حدیث میں کثرت سے کئی افعال کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ قرار دیا ہے، جن میں سے "الله أكبر، سبحان الله، الحمد لله، لا إلٰه إلّا الله اور أستغفر الله" کہنا، نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا اور "لوگوں کے راستے سے کانٹے، ہڈی اور پتھر ہٹانا" بھی شامل ہے۔ نیز اندھے کو سیدھا راستہ دکھانا، گونگے بہرے کو توجہ سے آواز بلند بتانا، یہاں تک کہ وہ بات کو سمجھ جائے، کسی کو اس کی مطلوبہ جگہ کا پتا بتانا یہاں تک کہ وہ اپنی مطلوبہ جگہ کو سمجھ جائے، کسی فریاد کرنے والے کے ساتھ تعاون کرنا اور ضعیف و کمزور کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔ اسی حدیث میں ہے:

---

[1] صحيح الترغيب، رقم الحديث (٦٦٤) مشكاة المصابيح، رقم الحديث (١٣١٥)

[2] صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٠٣٧) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٥٧٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''تمھارا اپنی بیوی سے جماع [ہمبستری] کرنا بھی تمھارے لیے اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔''[1]

صحیح بخاری، سنن ترمذی اور صحیح ابن حبان کی ایک حدیث کے آخر میں: ''اپنے ڈول سے پانی نکال کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینے'' کو بھی نبی اکرم ﷺ نے صدقہ قرار دیا ہے۔ نیز فرمایا کہ ''تمھارا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔''[2]

غرض اسلام ان اعمالِ حسنہ کی صرف تعریف ہی نہیں کرتا بلکہ وہ ان کی طرف دعوت دیتا ہے، ان پر آمادہ کرتا ہے، ان کا حکم دیتا ہے اور انھیں مسلمان کے شب و روز کے اُن واجبات میں سے قرار دیتا ہے جو اسے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردیں، تاہم وہ کبھی تو انھیں صدقے کا نام دیتا ہے، کبھی درود و نماز سے تعبیر کرتا ہے جو بہر حال عبادت اور تقرب الیٰ اللہ کا ذریعہ ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ سماجی و معاشرتی خدمات بھی ہیں۔

اسلام نے ان عبادات و خدمات کو کسی زمان و مکان یا وقت و جگہ کے ساتھ پابند نہیں کیا، نہ یہ اعمال صرف مالی ہیں کہ صرف مالدار لوگ ہی سرانجام دے سکیں اور غریب محروم ہوجائیں اور نہ یہ اعمال ایسے قوت طلب ہیں کہ صرف قوی و طاقتور ہی ثواب کمائیں اور کمزور دیکھتے رہ جائیں اور نہ کوئی ایسے کام ہیں جنھیں صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ ( Well Cultured) لوگ ہی کر پائیں اور کم پڑھے لکھے اور ان پڑھ حرماں نصیب رہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ وہ اعمالِ صالحہ اور وہ کارہائے خیر ہیں جنھیں ہر امیر و فقیر، ہر طاقتور و کمزور اور ہر عالم و عامی ہر جگہ اور ہر وقت سرانجام دے کر اجر و ثواب کما سکتا ہے۔

اس طرح مسلمان اپنے معاشرے میں خیر و بھلائی اور شفقت و رحمت کا سرچشمہ بنا رہتا ہے، اس سے دوسروں کو نفع پہنچانے کا فیضان جاری رہتا ہے، وہ نیک کام کرتا ہے اور

---

[1] صحيح الجامع، رقم الحديث (٤٠٣٨) الصحيحة، رقم الحديث (٥٧٥)

[2] صحيح الجامع، رقم الحديث (٢٩٠٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دوسروں کو بھی نیک کام کرنے کی دعوت دیتا اور ترغیب دلاتا ہے۔ وہ خود معروف کو سرانجام دیتا ہے اور دوسروں کی اس طرف راہنمائی کرتا ہے، وہ ہر خیر کا دروازہ کھولنے والی چابی بنتا ہے اور شر کے دروازے بند کرتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''لوگوں میں سے بعض خیر و بھلائی کی چابیاں ہوتے ہیں اور شر و برائی کے دروازے بند کرنے والے ہوتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس لوگوں میں سے بعض شر و برائی کی چابیاں ہوتے ہیں اور خیر و بھلائی کے راستے بند کرنے والے ہوتے ہیں۔ خوشخبری ہے ان لوگوں کے لیے جن کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کی چابیاں رکھ دے اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ شر و برائی کی چابیاں تھما دے۔''[1]

مسلمان خیر و بھلائی اور نیکی و احسان کے جن آفاق میں زندگی بسر کرتا ہے، ان کا دائرہ صرف انسان کی ذات تک ہی محدود نہیں، بلکہ اُس میں اس کائنات کی ہر چیز: کیڑے مکوڑے، پرندے اور حیوانات سبھی شامل ہیں۔ آپ کسی بھی چیز کے ساتھ نیکی و احسان اور شفقت کا سلوک کریں، نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی رو سے اس پر اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں مروی ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں کنویں سے پانی نکال کر حوض میں ڈالتا ہوں، تاکہ اپنے اونٹوں کو پلاؤں، اتنے میں کسی کا اونٹ ادھر آجاتا ہے اور میں اسے بھی پانی پلا دیتا ہوں: (( فَهَلْ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟ )) ''کیا اس میں بھی اجر و ثواب ہے؟''

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٣٧) شعب الإيمان (١/ ٣٧٩) صحيح الجامع، رقم الحديث (٢٢٢٣) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (١٣٣٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ہر جاندار [کی خدمت وشفقت] میں اجر وثواب ہے۔''[1]

اسی طرح صحیح بخاری ومسلم میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''ایک آدمی سفر کر رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی تو وہ ایک کنویں پر پہنچا، پھر اس میں اترا اور پانی پیا۔ جب پانی پی کر کنویں سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدّت کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح شدید پیاس لگی ہوئی ہے جیسا کہ مجھے پیاس کی شدت نے ستا رکھا تھا۔ وہ کنویں میں اترا، اپنے موزے میں پانی بھرا اور باہر آ کر کتے کو پلایا۔''

یہ ایک رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں رکھی ہوئی ہے جسے ہم رحم و شفقت اور پیار کے نام سے پکارتے ہیں۔بس یہی رحم اس کے دل میں آ گیا تو اس نے یہ نہیں سوچا کہ یہ جانور تو حلال نہیں، میں اس کو پانی کیوں پلاؤں؟ نہیں، اس کے دل میں پیار اور رحم آ گیا اور اس کو پانی پلا دیا اور اس کی پیاس کی شدّت کو کم کیا جس کی وجہ سے وہ پریشان تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(( فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ، فَغَفَرَ لَهٗ ))

''اللہ نے اس کے اس عمل کو اتنا پسند فرمایا کہ اسے بخش دیا۔''

جبکہ صحیح بخاری و ابن حبان میں ہے:

(( فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ، فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ))

''اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کے بدلے اسے جنت میں داخل کر دیا۔''

اس آدمی نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کیا، عرش والے کو اس پر رحم آ گیا اور بدلے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٧٣، ٢٣٦٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں کیا ملا؟ جنت کا داخلہ۔ اللہ اکبر!

یہ واقعہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے از راہِ تعجب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسا کیا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جانور کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے میں بھی ہمیں اجر ملتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ»

''ہر جاندار [کی خدمت وشفقت] میں اجر وثواب ہے۔''

صرف اسی پر بس نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ چیونٹی، پرندہ، بھیڑ بکری، گائے، اونٹ: ہر جانور کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ضروری ہے اور مسلمان تو مسلمان کافر بھی اگر متحارب نہ ہو بلکہ ذمی ہو تو اس کے بھی حقوق ہیں اور دورانِ جنگ بھی کافروں کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، ان میں سے ہر ہر بات کا ثبوت کتبِ حدیث میں موجود ہے

جن کی تفصیل ذکر کرنے سے بات طویل ہوجائے گی۔[1]

آپ صرف اسی بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حلال جانور تو حلال ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہر جانور بلکہ ہر جاندار کے ساتھ حسنِ سلوک کو اجر وثواب کا باعث قرار دیا ہے حتیٰ کہ کتے کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور جنت میں داخل فرما دیا۔ اس کے برعکس دوسرا پہلو بھی بیان فرما دیا کہ بلاوجہ کسی جاندار کو مارنے، پیٹنے، ستانے اور بھوکا پیاسا مار دینے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، حتیٰ کہ ایک عورت کو صرف بلی کو بھوکا پیاسا مار دینے پر اللہ تعالیٰ نے جہنم میں جھونک دیا۔ صحیح بخاری میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اسے بھوکا پیاسا باندھے رکھا، یہاں تک کہ وہ مرگئی، اسی کے نتیجے میں وہ عورت جہنم میں چلی گئی، نہ اس

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: سوئے حرم (ص: ۶۱۶ تا ۶۲۱ طبع دوم) حقوقِ مصطفیٰ علیہ السلام (ص: ۳۴ تا ۵۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



نے اسے کچھ کھلایا نہ پلایا بلکہ باندھے رکھا اور نہ اسے کھولا کہ وہ اللہ کی زمین ہی سے کچھ کھا پی سکے۔"[1]

جبکہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بلی کو دیکھا کہ جہنم میں اُس عورت کو اپنے ناخنوں سے نوچ رہی ہے، جب آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو یہ بات بتائی گئی۔ کہ یہ وہ عورت ہے جو اس کو باندھے رکھتی تھی۔[2]

اللہ اکبر! جانوروں کی وجہ سے ایک کو جنت میں داخل کر دیا گیا اور دوسری طرف ایک کو جہنم میں جھونک دیا گیا۔ آپ اندازہ کریں کہ جاندار حقداروں کے کتنے حقوق ہیں جس کا ہم خیال ہی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

## مراجعِ درس

1. اسکرپٹ ریڈیو پروگرام۔ — مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
2. سوئے حرم۔ — مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
3. حقوق مصطفیٰ ﷺ۔ — مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٣٦٥، ٣٤٨٢)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٣٦٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# عبادت میں شرک

حمد وثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل (آیت: ۳۶) میں فرمایا ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴾

''اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو اور اُن میں بعض ایسے ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوئی، سو زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں (جس نے بھی انکار کیا) کا انجام کیسا ہوا؟''

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک مقصد کے تحت پیدا فرمایا ہے۔ اگر آپ نظامِ کائنات میں غور و تدبر سے کام لیں تو آپ کو ہر چیز کے وجود میں ایک خاص مقصد پوشیدہ نظر آئے گا، ان میں سے چند ایک کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی دفعہ ان باتوں کا ذکر کیا ہے کہ اے لوگو! ہم نے سورج اور چاند کو پیدا کیا، اس لیے کہ انسان ان سے دنوں اور مہینوں کا اندازہ لگا سکیں اور پھر آسمان سے بارش نازل کی، اس مردہ زمین کو زندہ کیا، تاکہ زمین سے اناج اور سبزی اُگائے۔ اس لیے کہ انسان اور جانور اپنی بھوک مٹا سکیں، پانی کو پیاس بجھانے کے لیے اور جانوروں کو پیدا کیا جن میں سے کچھ ہمارے کھانے کے کام آتے ہیں اور کچھ سواری کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور بار برداری کے لیے، یہ ساری چیزیں کھیل تماشہ نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتابِ حکیم میں سورۃ الدخان (آیت: ۳۸) میں فرمایا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴾

''اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے ان کو کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔''

بلکہ ایک خاص مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تخلیق فرمائی اور پھر ایک خاص مقصد کے لیے اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اکثر مخلوقات پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو فضیلت بھی عطا فرمائی ہے۔ اس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں سورۃ الاسراء (آیت: ۷۰) میں ذکر فرمایا ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴾

''اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔''

اتنے سارے انعامات اور اعزازات اولادِ آدم کو دیے گئے۔ ان بلندیوں کا آپ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ آج انسان نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم سے کتنی چیزیں ایجاد کیں اور کرتا ہی چلا آ رہا ہے۔

اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے انھیں استعمال کرتا ہے۔ ان تمام احسانات میں سے سب سے بڑا احسان اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ زمین و آسمان اور ساری مخلوقات کی پیدائش تو اس کے ''كُنْ فَيَكُوْنُ'' سے ہوئی، لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا اور پھر اعزاز و تکریم کی بلندیوں کی انتہا فرمادی کہ ملائکہ جو اللہ تعالیٰ کی مقرب اور فرمانبردار مخلوق ہے اور ابلیس جو اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتے ہوئے بھی نافرمان ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گیا، ان تمام کو حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سجدے کا حکم دیا۔ اللہ اکبر! اللہ نے اتنا مقام عطا فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کو، مگر ابلیس نے انکار کر دیا اور وہ نافرمانوں میں سے ہو گیا۔ سورت ص (آیت: ۷۵) میں اللہ تعالیٰ نے اس کا یوں ذکر کیا ہے:

﴿قَالَ يَٰٓإِبۡلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَيَّۖ أَسۡتَكۡبَرۡتَ أَمۡ كُنتَ مِنَ ٱلۡعَالِينَ﴾

''(اللہ نے) فرمایا کہ اے ابلیس! جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا ہے؟ کیا تم غرور میں آ گئے یا تم اونچے درجے والوں میں سے تھا؟''

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے کتنا بلند مقام عطا کیا، یہ مقام و مرتبہ کسی اور مخلوق کو حاصل نہ ہو سکا۔

اب سوال یہ ہے کہ اتنے انعامات عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے اس کے عوض میں کیا طلب کیا؟ غور کرنے کی بات ہے کہ ضرور کوئی مقصد پوشیدہ ہے، کوئی خاص بات ہوگی یا کوئی بہت بڑا مطالبہ ہوگا، لیکن ایسا کچھ نہیں، اللہ نے ہمیں اتنا کچھ عطا کیا اور اس کے بدلے صرف ایک ہی بات کہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الذاریات (آیت: ٦٥) میں یوں بیان کیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقۡتُ ٱلۡجِنَّ وَٱلۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِ﴾

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔''

جب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انسانوں اور جنات کو پیدا کرنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عبادت کیسے کی جائے؟ نیز کون کون سے کام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عبادت قرار دے کر خاص اپنی ذات کے لیے کرنے کا حکم دیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے کسی بات کو تشنہ نہیں چھوڑا، ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے انبیا اور رسول بھیجے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کے لیے بنی نوعِ انسان کی راہنمائی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے تو اپنے عرش پر مستوی ہوتے ہوئے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے وحی کے ذریعے احکامات نازل فرما دیے، تاکہ اس کے بندے اس کی مرضی کے مطابق اس کی عبادت و بندگی کریں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں ایک خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بھیجا، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے آداب سکھائیں اور اس کی فرمانبرداری کرنے کے سبب سے جو انعامات (جنت) دیے جائیں گے ان کی خوشخبری دیں اور اس کی نافرمانی کرنے کے جرم میں جو سزائیں دی جائیں گی، ان سے ڈرائیں۔

انھیں رسولوں میں سے ہمارے پیارے نبی ﷺ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے باعثِ ہدایت بنا دیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے واقعات قرآن میں موجود ہیں، جبکہ ہمارے نبی سارے انبیا اور رسولوں کے امام ہیں، اولادِ آدم میں سب سے افضل ہیں، ان کو آخری امت کے لیے راہنما اور ہادی بنا کر مبعوث کیا اور تمام آسمانی کتابوں میں سے قیامت تک باقی رہنے والی کتاب قرآنِ کریم کو نازل فرمایا جو ساری انسانیت اور بالخصوص پرہیز گاروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفصل اور اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے ٹھیک طور پر راہنمائی کرنے والی کتابِ کریم ہے۔ آگے سورۃ النحل (آیت: ۸۹) میں فرمایا:

﴿ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴾

”اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر اُمت میں سے خود اُن پر گواہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کھڑے کریں گے اور (اے پیغمبر!) تمھیں ان لوگوں پر گواہ لائیں گے اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔"

اس آیتِ کریمہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآنِ مجید مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے۔ یہی نہیں کہ قرآن ہدایت اور رحمت اور شفا ہے، بلکہ فرمایا: یہ حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔ یہ ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ یہ کلامِ الٰہی ہے۔ اگر یہ کسی اور کا کلام ہوتا تو ضرور اس میں خامیاں اور غلطیاں پائی جاتیں، لیکن قرآنِ کریم ان تمام عیوب سے پاک اور صاف ہے اور یہ قیامت تک ہر قسم کے عیب سے پاک ہی رہے گا۔

اس نے اپنی کتابِ مبین میں حق اور باطل کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اللہ کے معبودِ برحق ہونے کی نشانیاں بھی واضح ہیں اور اسلام کے پانچ رکن نبی کریم ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمائے ہیں۔ جن میں سب سے پہلا رکن اسلام قبول کرنا، یعنی کلمہ طیبہ پڑھنا ہے اور اس کلمہ کا پہلا حصہ ہے: "لا إلٰه إلا الله" یعنی "اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں" اور ہر قسم کی عبادت اس کی ذات کے لیے ہے، دوسرا حصہ ہے: "محمد رسول الله" "محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔"

دوسرا رکن نماز پڑھنا اور پھر تیسرا رکن رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور چوتھا رکن زکات جبکہ پانچواں اور آخری رکن بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔ ان پانچوں کو پورا کرنے کے لیے عقیدے کا ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ ان میں پہلا رکن "لا إلٰه إلا الله" کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سچے اور صدقِ دل سے ایمان لائیں کہ وہ ہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے، یہی نہیں بلکہ غالب اور علیم ہونے کا بھی اقرار کرنا ہے اور ہماری ہر قسم کی عبادت نماز، روزہ، حج، عمرہ اور زکات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہو۔ اس میں قربانی اور ہر قسم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صدقہ اور خیرات بھی شامل ہے، جن میں سے کچھ فرض ہیں اور کچھ نوافل اور ان کے لیے رزق کا حلال ہونا ضروری ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ان تمام پاکیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی تاکید ہے۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ کی حلال کردہ چیزیں ہی پاک اور طاہر ہیں، حرام کردہ اشیا پاک نہیں ہوسکتیں۔ چاہے وہ نفس کو کتنی ہی مرغوب ہوں، جیسے اہلِ یورپ کو سور کا گوشت بہت مرغوب ہے۔ یعنی کوئی چیز اچھی لگنے سے حلال نہیں ہو جاتی۔

جیسا کہ سورۃ النحل (آیت: ۱۱۴) میں فرمایا ہے:

﴿ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾

''پس اللہ نے جو تم کو حلال وطیب رزق دیا ہے اُسے کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اگر اُسی کی عبادت کرتے ہو۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا ذکر کیا ہے، ایک یہ کہ حلال وطیب چیزوں سے تجاوز کر کے حرام وخبیث چیزوں کا استعمال کرنا اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا، یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔

سورۃ المائدہ (آیت: ۳) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ ﴾

''حرام ہے تم پر مردار (جو اپنی موت سے مر جائے) اور بہتا ہوا خون اور سور کا گوشت اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے۔''

قرآن کریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ چار محرمات سے مسلمانوں کو نہایت تاکید کے ساتھ بچانا چاہتا ہے اور وہ چار چیزیں یہ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



① مردار۔ ② بہتا ہوا خون۔ ③ سور کا گوشت۔ ④ اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا جائے۔ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر حرام کردی ہیں۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ غیر اللہ کے تقرّب اور اس کی خوشنودی کے لیے جانور ذبح کیا گیا اور ذبح کرتے وقت نام بھی اسی بزرگ کا لیا جائے جس کو راضی کرنا مقصود ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نیت وہ ہی ہے لیکن ذبح کرتے وقت اللہ کے نام پر ہی ذبح کیا جاتا ہے جس طرح قبر پرستوں میں یہ سلسلہ عام ہے۔ وہ جانوروں کو بزرگوں کے لیے نامزد کردیتے ہیں اور اس کو وہ بسم اللہ پڑھ کر ہی ذبح کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو حرام نہیں بلکہ جائز ہے کیونکہ یہ غیر اللہ کے نام نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس پر تو اللہ کا نام پڑھا گیا ہے، یوں شرک کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔ اللہ کے کلام قرآن کریم میں کئی مقامات پر آیا ہے:

﴿وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ یعنی ''وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔'' وہ حرام ہے، اگرچہ ذبح کے وقت اس پر اللہ ہی کا نام لیا جائے، کیونکہ اس کی نیت کچھ اور ہے۔ اس طرح نیکی کا کوئی بھی کام کیا جائے جس میں صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا مقصود ہو تو وہ صدقہ ہو یا نذر و نیاز ہر قسم کا عمل صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لیے ہی ہو، کسی اور کا اس میں کوئی حصہ نہ ہو، تو ان شاء اللہ اس کا اجر و ثواب ہوگا ورنہ نہیں، کیونکہ یہ سارے کام تو مکے کے مشرکین بھی کیا کرتے تھے، لیکن ان کے عمل قبول نہ ہوئے، کیوں؟

وہ لوگ نماز بھی پڑھتے تھے اور روزہ بھی رکھا کرتے تھے، حج بھی کرتے اور بیت اللہ کا طواف بھی کرتے تھے، لیکن وہ پھر بھی کافر اور مشرکین کیوں ہیں؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کام تو وہ سب مسلمانوں والے کرتے تھے، پھر اُن کی نماز، روزہ، حج، طواف کیوں قبول نہیں ہوئے؟ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو بھی حصہ دار بناتے تھے، جس کو وہ دین کا کام سمجھ کر اپنی مرضی سے کرتے تھے، مگر دین کے کام اپنی مرضی سے نہیں ہوتے، عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وہ ہی قبول ہوگا جو نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو اور جس پر نبی اکرم ﷺ کی مہر ہو، یعنی جس کے کرنے کا حکم نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے، ورنہ کوئی عبادت قابلِ قبول نہیں ہوگی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''جو شخص ایسا عمل کرے جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔''[1]

مشرکینِ مکہ نماز بھی پڑھا کرتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے، بلکہ دس محرم یا عاشورا کا روزہ بھی رکھتے تھے۔ کئی قومیں اور بھی ایسی ہیں جو آج بھی روزہ رکھتی ہیں اور اپنے اپنے طریقے سے عبادت بھی کرتی ہیں تو کیا یہ روزے اور ان کی عبادات اور ان کی نمازیں ان کو کوئی نفع دے سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں، کیونکہ جب تک یہ دینِ اسلام قبول نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا نہ چھوڑ دیں گے اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل نہ کریں گے، تب تک کوئی عمل قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ کیونکہ عقیدہ سب سے اہم ہے، اسی لیے اسلام کے پانچ ارکان میں اہم رکن عقیدہ ہے۔ اگر عقیدہ صحیح ہے، اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں ہے اور نیت بھی نیک ہے، یعنی اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے ہو، تو پھر آپ کا کیا ہوا ہر عمل ان شاء اللہ قابلِ قبول ہوگا، ورنہ نہیں۔

سب سے پہلے ہم اپنے عقیدے کی اصلاح کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکینِ مکہ کی طرح آپ کی بھی عبادت قبول نہ ہو، یعنی عمرہ، حج، صدقہ وغیرہ، کیونکہ بنیاد صحیح ہے تو دیواریں کھڑی ہونگی ورنہ عمارت گر جائے گی۔ صدقہ وخیرات مشرکینِ مکہ بھی اللہ کے نام پر دیتے تھے، لیکن اپنے معبودانِ باطلہ کے نام پر بھی کچھ حصہ مقرر کرتے تھے اور آج کا مسلمان کیا کرتا ہے: یہ بکرا قربانی کے نام ہے اور یہ گیارہویں کا، یہ بکرہ عقیقے کا اور یہ پیروں کی نیاز کا۔ تو پھر ان میں اور آج کے مسلمانوں میں کیا فرق رہ گیا ہے؟ کیونکہ وہ بھی

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٧١٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جب تقسیم کرتے تھے تو ایک حصہ اللہ کا اور ایک حصہ اپنے باطل معبودوں کے نام کرتے تھے، اگر اللہ کے حصے میں چیز زیادہ آجاتی تو اس سے نکال لیتے، اگر دوسری طرف چلی جاتی تو اسے رہنے دیتے۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ [الأنعام: ١٣٦]

''کتنا بُرا ہے ان کا یہ فیصلہ جو یہ کرتے ہیں۔''

آج کا مسلمان بھی نیاز، گیارھویں، فاتحہ ضرور کرے گا، چاہے اس کے لیے اُسے سود پر قرض ہی کیوں نے لینا پڑے۔ اگر انھیں کہیں کہ یہ غلط ہے۔ میرے بھائی اگر دینا ہے تو اللہ کے نام پر دیں، تو کہتے ہیں کہ اگر پیر کے نام کی نیاز بر وقت پر نہ دی تو پیر کی مار پڑتی ہے اور کاروبار میں سے خیر و برکت ختم ہوجاتی ہے اور کہتے ہیں کہ پیر کو پیٹھ بھی نہیں کرنا چاہیے، یوں انھوں نے دینِ اسلام کا مذاق بنا دیا ہے، کیونکہ یہ سب کام وہ دین ہی کے نام پر تو کرتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ایسے پیر کے پاس کیوں جانا جو رشوت کے بغیر کسی کے کام نہیں آتے؟ دوسری بات یہ ہے کہ ان سے کوئی برکت نہیں ملتی، بلکہ پہلی بھی ختم ہوجاتی ہے، اس قسم کے پیروں کی وجہ سے گھروں میں برکتیں ختم ہوجاتی ہیں، ان کو چھوڑ دیں، ایک ہی پیر کی اتباع کریں جو پیروں کے پیر حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان کی اتباع میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہیں، لہٰذا وہ جو بات کہتے ہیں اس پر عمل کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ کسی پیر کی مار نہیں پڑے گی، بلکہ ہر طرف ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی، برکت ختم ہی نہ ہوگی۔

ماں باپ کا بہت بڑا مقام ہے، کیونکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ذکر آیا ہے وہاں ہی ماں باپ کی فرمانبرداری کا حکم آیا ہے۔ مگر کچھ لوگ زندگی میں کبھی ایک دن بھی مکمل والدین کی فرمانبرداری نہیں کرتے لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں کو پختہ ہی نہیں بلکہ سنگِ مرمر کی بناتے اور اس پر لوہے کی جالی لگاتے ہیں۔ پھر لاکھوں روپیہ لگا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فاتحہ کرتے اور اس بات کا جھوٹا ثبوت دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے ماں باپ سے بہت پیار تھا اور دیکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ دیکھو اس نے اپنے ماں باپ کی برسی کتنی دھوم دھام سے کی ہے۔ نہیں میری بہنو اور بھائیو! بلکہ ان سے یہ پوچھیے کہ اس کا اُن کو کوئی فائدہ ہوا ہے، یعنی کوئی ثواب پہنچا ہے مرنے والے کو جس کے لیے اس نے اتنا خرچہ کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ نہ اس کو نہ اس کے والدین کو کوئی ثواب ملا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''انسان جب مرجاتا ہے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے، ان میں سے: ① نیک اولاد ہے جو اپنے ماں باپ کے لیے دعا مغفرت کرے (جو بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتی ہے) ② صدقہ جاریہ۔ ③ کوئی علمی کام جس سے لوگوں کو (اس کے مرنے کے بعد بھی) فائدہ پہنچتا رہے۔''[1]

مگر آج لوگ اس کے بدلے میں قبر پر پھولوں کی چادر چڑھا دیتے ہیں جبکہ اس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، نہ قبر کے اندر والے کو اور نہ چادر چڑھانے والے کو، بلکہ چادر کی ضرورت اس کے گھر والوں کو ہے۔

اب پانچواں اور اسلام کا آخری رکن جو بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنا ہے، یہ مشرکینِ مکہ بھی کیا کرتے تھے، جب وہ لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تو وہ تلبیہ بھی پڑھا کرتے تھے، لیکن ان کا تلبیہ کچھ اس طرح ہے:

« لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ إِلَّا شَرِيْكاً هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ »

''اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے کہ اس کا اور اس کی ہر ملکیت کا بھی تو ہی مالک ہے۔''

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٧٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی جن کو ہم وسیلہ بناتے ہیں اپنے اور تیرے درمیان ان کا بھی تو ہی مالک ہے۔

کیا خیال ہے! اگر ہم ان کے اس تلبیے کی روشنی میں اپنے اعتقاد کا جائزہ لیں تو فرق کیا ہے؟ آج کا مسلمان بھی تو یہی کہتا ہے کہ یہ اولیاء اللہ دراصل اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں، یعنی اللہ کے قریب ہیں، اس نے ان اولیا کو فطرت سے بالاتر قوت عطا کی ہے۔ اسی لیے تو ہم کسی کو گنج بخش (خزانوں کا مالک) کسی کو داتا (دینے والا) اور کسی کو غوثِ اعظم کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان اولیاء اللہ سے مانگنا دراصل اللہ ہی سے مانگنا ہے تو پھر ہمارے اور مشرکین کے اعتقادات میں کیا فرق ہے؟ ہم کریں تو ہم مسلمان ہیں، وہ کرتے تھے تو وہ مشرک ... کیوں؟ یہاں انصاف کرنے کے لیے فرق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

مشرکین اور مسلمانوں میں فرق کیا ہونا چاہیے؟ فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لیے ہو اور اس کا طریقہ بھی وہی ہو جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں بتایا ہے اور جس کام کو نبی کریم ﷺ نے کیا ہو، اگر وہ ہی طریقہ ہم نے اپنالیا تو ہم مسلمان ہیں اور ان شاء اللہ ہمارا ہر عمل قبول ہوگا اور اس میں ہمارے لیے خیر وبرکت ہے۔ لیکن اگر ہم نے بھی وہ طریقہ اپنایا جس سے نبی اکرم ﷺ نے منع کیا ہے تو وہ کام کبھی ہمارے لیے خیر اور بھلائی کا نہیں ہوسکتا اور جس کام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہو ہم اس کو دین سمجھ کر کریں گے تو ایسا کوئی کام قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ اگر قبول نہیں تو اجر وثواب کی امید بھی نہ رکھیں۔ بلکہ آپ کا شمار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمانوں میں سے ہوگا۔ سورۃ الکوثر (آیت:۲) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

''تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔''

مشرکین بتوں کی عبادت کرتے اور انہی کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اے میرے نبی ﷺ! آپ ان کی مخالفت کرتے ہوئے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے طریقے سے انحراف کریں اور اللہ ہی کے لیے اخلاصِ نیت اپنا کرلیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدِ قربان کے دن دو مینڈھوں کی قربانی دی اور انھیں ذبح کرتے ہوئے یہ پڑھا:

﴿ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ [الأنعام: ٧٩]

''میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے آپ کو اُسی ذات کی طرف متوجہ کیا (یعنی اپنا رُخ اس کی طرف کیا) جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔''[1]

اس میں ہر قسم کی عبادت آجاتی ہے۔ صدقہ و خیرات بھی، یعنی ہمارا ہر کام اللہ کے لیے ہو۔ یہی فرق ہونا چاہیے مشرکین اور مسلمانوں میں، کیونکہ صدقہ و خیرات مشرکینِ مکہ بھی بہت کیا کرتے تھے، ان میں سے ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن جدعان تھا، حج کے مہینے میں وہ سینکڑوں اُونٹ ذبح کر کے حجاج کی ضیافت کیا کرتا تھا۔ اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اس کے اس عمل کا اس کو کیا صلہ ملے گا؟ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم ہی میں ہوگا اس لیے کہ وہ مشرک تھا۔

مشرکینِ مکہ اجتماعی طور پر حجاج کو کھلاتے پلاتے، منیٰ اور مزدلفہ بھیجتے، مسجدِ حرام کی تعمیر بھی کرتے اور وہاں کی صفائی بھی کیا کرتے تھے، لیکن ان کے اس کام کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں ذکر کیا ہے:

﴿ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا

[1] مسند أحمد (١/ ٢٣٦) تفسير ابن أبي حاتم (٥/ ١٤٣٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴾ [التوبة: ١٩]

''کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے (یعنی اپنے آپ کو ان کے برابر سمجھتے ہو) جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو قبول نہیں کیا، کیوں؟ یہ لوگ اللہ کے گھر کے خادم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ظالم کہا ہے۔ کیوں؟

جو کسی چیز کو اصلی جگہ سے ہٹا کر کہیں اور رکھ دے، اس کو ظالم کہا جاتا ہے۔ مشرکین کیا کرتے تھے؟ یہی نہ کہ جو عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے، وہ اپنے بنائے ہوئے معبودانِ باطلہ کے لیے بھی کیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو ظالم کہا ہے اور شرک کو ظلمِ عظیم ''سب سے بڑا گناہ'' قرار دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے خاندان والے بنو ہاشم یا ہاشمی کہلاتے ہیں تو کیا وہ سب کے سب جنت میں جائیں گے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ وہاں بھی عمل کے حساب سے جنت ملے گی۔ اگر کام نیک کیے ہیں، اپنی زندگی کو نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گزار رہے ہیں اور آپ کے ہر کام میں رضاے الٰہی شامل ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ جس جنت کا اللہ نے مومنوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے، آپ اس کے وارث ہیں۔ اگر عمل میں مشرکوں کی مخالفت نہ کی، نیت میں اخلاص للہ نہیں ہے تو پھر کوئی عبادت قبول نہیں ہے، کیونکہ جو بھی شرک و کفر کی حالت میں مرا، وہ دائمی جہنمی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم کی سورۃ المائدہ (آیت: ٢٧) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ ابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَـقِّ‌ۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴾

''(اے نبی!) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات جو (بالکل) سچے ہیں پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے (اللہ کی راہ میں) قربانی دی تو ایک کی قربانی تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل نے ہابیل سے) کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اُس وقت اس (ہابیل) نے کہا کہ اللہ صرف پرہیز گاروں ہی کی (نیاز) قبول فرماتا ہے۔''

ہابیل بہت پرہیز گار اور صبر والا تھا۔ اس کا اللہ پر ایمان اور توکل تھا، اسی تقوے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانی کو قبول فرمالیا تھا۔

مشرکینِ مکہ مسجدِ حرام [خانہ کعبہ] کی تعمیر بھی کرتے تھے اور ہر قسم کی نیکی کا کام بھی کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کو جو دعوت دی، وہ کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے کس کام کا حکم دیا تھا آپ ﷺ کو؟ یہی نہ کہ اے میرے نبی ﷺ! ان کو کہہ دیں کہ ایک اللہ کو اپنا خالق و مالک مانو، اس کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کیا سچ کہا ہے کہ ملتِ ابراہیمی کی پیروی کرو، کیونکہ وہ مشرکین میں سے نہیں تھے، بلکہ خالص ایک اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ دراصل نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث ہی اس لیے کیا تھا کہ آپ ﷺ ملتِ ابراہیمی کی تجدید کریں اور جو گندگی [شرک و بدعات اور خرافات] کا انبار ان مشرکینِ مکہ نے دینِ ابراہیمی کے نام پر لگایا ہے، اس کو نکال پھینکیں اور جو اللہ کا گھر [کعبۃ اللہ] دونوں باپ اور بیٹے خلیل و ذبیح علیہما السلام نے مل کر بنایا ہے، اس کو آباد کریں اور اپنا دعوتِ دین کا کام یہیں سے شروع کریں۔ وہ دعوتِ حق کیا تھی؟ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، صرف ایک اللہ کو مانو، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کرو، بتوں کی پوجا چھوڑ دو، خالص اللہ کو پکارو، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں۔

جب نبی کریم ﷺ نے اس بات کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ! یہ تو کون سا دین لے کر آیا ہے؟ تیرے باپ اور دادا نے تو ایسا دین نہیں مانا تھا اور جس دینِ ابراہیمی کی تم بات کر رہے ہو، اس پر تو ہم ہیں، ہم لوگ خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے اور اس کی صفائی کرنے والے، حاجیوں کو کھانا کھلانے اور زم زم پلانے والے اور ان کی ضیافت کرنے والے ہیں، لہٰذا دینِ ابراھیمی پر تو ہم ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے کہا: یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام تمھاری طرح مشرک نہیں تھے، بلکہ وہ تو یک سو ہو کر اپنے اللہ کی عبادت کرنے والے تھے، جیسا کہ قرآنِ کریم کی سورت آل عمران (آیت: ۹۵) میں فرمایا ہے:

﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

”کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرما دیا پس دینِ ابراہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک (اللہ ہی) کے ہو گئے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔“

مشرکینِ مکہ کو آج کے ان کلمہ پڑھنے والوں سے بہتر ہی کہنا چاہیے، کیونکہ جب وہ کشتیوں میں سوار ہوتے تو خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے۔ اس لفظ پر آپ غور کریں کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے۔ لیکن آج اگر آپ جائزہ لے کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آج کے مسلمان کی زبان پر الفاظ کیا ہیں، جب یہ سواری پر چڑھ رہا ہو تو کہے گا: یا علی مدد۔ کوئی کہتا ہے: یا رسول اللہ مدد۔ کوئی یا غوث المدد کہتا ہے۔ جب بھی کہیں گے شرکیہ کلمات ہی کہیں گے۔ ہم جو بات آپ کو بتانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ مشرکینِ مکہ کبھی کبھی خالص اللہ کی بھی عبادت کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ان کا ذکر سورۃ العنکبوت (آیت: ٦٥) میں یوں فرمایا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾

''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے (اور) خالص اُسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچادیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔''

سورت لقمان (آیت: ۳۲) میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ﴾

'' اور جب ان پر (دریا کی) لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو اللہ کو پکارنے (اور) خالص اُس کی عبادت کرنے لگتے ہیں پھر جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض انصاف پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔''

اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ جب وہ سمندروں میں کشتیوں کا سفر کرتے اور موجیں اُن پر چھا جاتی اور وہ اپنی جانوں پر خطرہ محسوس کرتے تو مدد کے لیے خالص اللہ ہی کو آواز دیتے اور جب اللہ تعالیٰ انھیں نجات دے دیتا تو پھر سے شرک کرنے لگتے، یعنی خطرہ محسوس کرتے تو کس کو پکارتے؟ خالص اللہ ہی کو پکارتے...!

یہ پکارنا کیا ہے؟ یہ عبادت ہی تو ہے۔ اسی ضمن میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی آتا ہے، جو ابوجہل کے بیٹے تھے۔ ان کا اسلام قبول کرنے کا سبب بھی سمندر کی موجوں میں صرف اللہ کو پکارنا ہی بنا تھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے تھے جس کی وجہ سے انھیں قبولِ اسلام کی توفیق حاصل ہوئی۔

ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد یہ مکہ سے فرار ہوگئے، تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کی گرفت سے بچ جائیں۔ یہ حبشہ جانے کے لیے ایک کشتی میں بیٹھے، کشتی گرداب میں پھنس گئی تو کشتی میں سوار لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ پورے خلوص کے ساتھ اپنے رب سے دعائیں کرو، اس لیے کے یہاں اس کے علاوہ کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ اگر یہاں سمندر میں اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا تو اس کے باہر بھی صرف وہی نجات دے سکتا ہے۔ اسی وقت انھوں نے اللہ سے عہد کر لیا کہ اگر میں یہاں سے بخیریت ساحل پر پہنچ گیا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا، یعنی مسلمان ہوجاؤں گا، چنانچہ وہاں سے نجات پاکر انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔[1]

آج کے مسلمانوں سے وہ مشرکین پھر بھی بہتر تھے کیونکہ آج ہم خوشی و مسرّت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا تو دور مشکلوں اور پریشانیوں میں بھی اللہ کے علاوہ غیروں کو پکارتے ہیں۔ اگر ہمارا بچہ بیمار ہوجائے، چاہیے تو یہ تھا کہ دوا کے ساتھ ساتھ اپنے اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعائیں کرتے، توبہ واستغفار کرتے، اپنے اعمال کا جائزہ لیتے، کہیں ہمارے اعمال میں تو کمی نہیں، مگر نہیں، ایسا کرنے کے بجائے سیدھے کسی مرشد مُلّا یا پھر کسی ڈھونگی پاکھنڈی کے جال میں پھنس کر اپنا عقیدہ برباد کرلیتے ہیں۔

جب انھیں پوچھا جائے کہ بہن اب بچہ کیسا ہے؟ تو یہ لوگ اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے فوراً کہیں گے کہ بابا جی کے دربار میں گئے تھے، بابا کا کرم ہوگیا ہے۔ اگر بچے کی وفات ہوگئی تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی! اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کرم نہیں کرتا۔ نعوذ باللہ! صرف بزرگ کرم کرتے ہیں۔ نہیں میری مسلمان بہنوں اللہ تعالیٰ تو بہت کریم و رحیم ہے، اللہ اپنے بندوں کو دکھ نہیں دیتا، بلکہ ہمارے اپنے ہی ہاتھوں کا کیا ہوا عمل ہمارے سامنے آتا ہے۔ ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔

[1] تفسیر ابن کثیر (۳/ ۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مسلمانوں نے اپنے بچوں کے نام بھی ان بزرگوں کے ناموں پر رکھے ہیں۔ کسی کا نام نبی بخش، ولی بخش، پیر بخش، خواجہ بخش، غلام رسول، غلام حسین، عبد النبی، غلام غوث ہے یا پھر غلام محی الدین۔ غلام کیا ہے (غلام کا معنی ہوتا ہے بندہ) جب کہ ہم سارے کے سارے تو اللہ کے بندے ہیں لیکن ان لوگوں کے عقائد ملعون شیطان بگاڑ چکا ہوتا ہے اس لیے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے احسانات کو پیروں، بزرگوں اور ولیوں کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا؟

پھر کیوں نہ ہم کہیں کہ آج کے کلمہ پڑھنے والوں سے تو وہ بہتر تھے اور یہی نہیں کہ وہ صرف اللہ کو مانتے تھے بلکہ وہ اپنے بچوں کے نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن بھی رکھتے تھے، چنانچہ تاریخ گواہ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عبد اللہ تھا۔ جو حُجاج کی ضیافت کیا کرتا تھا، اس کا نام عبد اللہ بن جدعان تھا اور جب کبھی ضرورت پڑتی تو وہ اللہ کی قسم بھی کھاتے تھے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے سورت فاطر (آیت: ۴۲) میں فرمایا ہے:

﴿ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴾

”اور یہ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں گے، مگر جب ان کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اس سے ان کو نفرت ہی بڑھی۔“

وہ لوگ جب بھی قسم کھاتے تو عموماً اللہ کے سوا کسی کی قسم نہیں کھاتے تھے، بلکہ اللہ ہی کی قسمیں کھاتے تھے، مگر پھر بھی وہ مشرک اور آج کے مسلمان ایسی قسمیں کھاتے ہیں جس سے صاف طور پر شرک ظاہر ہوتا ہے، مگر کہنے کو ہم مسلمان ہیں...؟

اگر آدمی کسی معاملے میں قسم کھا رہا ہے یا تو وہ اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے یا پھر کسی معاملے میں اس کو گواہ بنانے کے لیے قسم کھائی جاتی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جب کبھی گواہی کی ضرورت ہو تو جس کی قسم کھائی گئی ہے، ضروری ہے کہ وہ حاضر رہے، یعنی ہمیشہ رہنے والا ہو۔

آج کا مسلمان کہتا ہے: ہرے جھاڑ کے نیچے ہوں، جھوٹ نہیں بول رہا۔ کوئی کہتا ہے: انگار ہاتھ میں ہے، جھوٹ نہیں بول رہا۔ کوئی کہتا ہے: رزق یا کھانا ہاتھ میں ہے، جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ مجھے میری ماں کی قسم، میرے بیٹے کی قسم، تیری قسم، تیرے سر کی قسم۔ یہ قسم کھانا نہیں تو اور کیا ہے؟

آج کے مسلمان ایسی چیزوں کو گواہ بنا رہے ہیں جو سب فنا ہونے والی ہیں۔ اگر قسم کھانے کی ضرورت پڑے تو اس ذات کی قسم کھائیں جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور وہ گواہی کے لیے کافی ہے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴾ ''اور حق ظاہر کرنے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔''

کیونکہ ظاہر اور باطن کے حال وہی جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو مخلوقات کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے، مگر کافر و مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا اقرار کرتے تھے، وہ سب چیزوں کا مالک اللہ ہی کو مانتے تھے، اس کے لیے نمازیں بھی پڑھتے، روزے بھی رکھتے اور حج وعمرہ بھی کرتے بلکہ حُجاج کی ضیافت اور خدمت بھی کرتے تھے، مشکلات میں خالص اللہ ہی کو پکارتے اور قسمیں بھی اللہ ہی کی کھاتے تھے۔

اور تو اور کوئی تحریر بھی لکھتے تو شروع میں اللہ ہی کا نام لکھتے، اتنے سب کچھ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر و مشرک قرار دیا، اُن سے جنگیں لڑی گئیں، ان کے مال کو مالِ غنیمت قرار دیا گیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو باندی اور غلام بنایا گیا، آخر کیوں؟ وہ کون سا ایسا گناہ کر رہے تھے؟ ان کا جُرم کیا تھا؟ جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر و مشرک قرار دیا؟ آیئے! دیکھیں کہ ان کے بارے میں اللہ کا قرآن کیا کہتا ہے؟ سورۃ الزمر (آیت: ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾

''دیکھو خالص عبادت اللہ ہی کے لیے (زیبا) ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں:) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں، اللہ ان میں ان کا فیصلہ کر دے گا بے شک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا وناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [یونس: ۱۸]

''اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ اُن کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں کہہ دو کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اُسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور (اُس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔''

مشرکینِ مکہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جب اُن سے کہا جاتا کہ تم ان (بتوں) کو اللہ کے علاوہ دوست کیوں بناتے ہو؟ تو یہ کہتے کہ یہ اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں اور یہ ہمیں اللہ کے قریب کرنے والے ہیں۔ اگر سفارشی بنانا شرک نہ ہوتا تو آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کے شرک سے پاک ہونے کا اعلان کیوں کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آج جو لوگ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ اور اپنے درمیان وسیلہ بناتے ہیں، وہ ان اولیا اور بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارشی ہی نہیں بذاتِ خود دینے والے اور مرادیں پوری کرنے والے مانتے ہیں۔ کیا ہم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور خواجہ صاحب وغیرہ کے بارے میں ایسا اعتقاد نہیں رکھتے؟ جب کہ یہ کھلم کھلا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کہا ہے کہ اے میرے بندو! ''تم مجھے پکارو میں تمھاری پکار کا جواب بھی دیتا ہوں۔''

کیونکہ میں تمھارے اتنا قریب ہوں کہ اگر تم مجھے دل میں بھی پکارو تو وہ پکار تمھاری صرف میں ہی سنتا ہوں کیونکہ میں تمھاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں اور میں ہی تمھاری مرادیں بھی پوری کرتا ہوں۔ اس بات کا ذکر قرآنِ کریم کے بہت سے مقامات پر کیا گیا ہے کہ جب بھی اللہ کے نیک بندوں نے اپنے رب کو پکارا، اللہ نے اُن کی پکار کو سُنا اور اُن کی مرادیں بھی پوری کیں، جس کی ایک دو دلیل ہم آپ کو بتاتے ہیں:

① حضرت آدم اور اماں حوا علیہما السلام نے اپنے رب کو کیسے پُکارا اور کیا کہا؟ سورۃ الاعراف (آیت: ۲۳) میں ہے:

﴿قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

''دونوں عرض کرنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔''

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی غلطی پر ندامت و پشیمانی کا اظہار اور بارگاہِ الٰہی میں توبہ و استغفار کا اہتمام کیا تو اللہ کی رحمت و مغفرت کے مستحق ہوگئے۔

② حضرت یونس علیہ السلام نے کا واقعہ آپ نے قرآن میں پڑھا ہوگا۔ انھوں نے جب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی واضح پیغام آنے سے قبل ہی یہ امید قائم کرلی کہ ان کی دُعا کے نتیجے میں قوم پر عذاب آ کر رہے گا، تو حضرت یونس علیہ السلام نے نینوا والوں سے کہا: آنے والی صبح ہمارے لیے عذاب لے کر آئے گی۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے ہی انھوں نے نینوا کو چھوڑ دیا۔ ان کے وہاں سے نکلنے کے بعد بستی کے لوگوں نے سوچا کہ ہم نے اُن کی بات نہ مان کر غلطی کی ہے۔ اب جلد ہی ہم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ جب انھیں عذاب کے آثار نظر آئے تو وہ سخت نادم ہوئے، اللہ سے ڈر گئے اور اسلام لے آئے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے لگے۔ جب انھوں نے سچے دل سے توبہ کی تو اللہ نے اُن کو معاف کردیا۔ اس طرح اُن سے عذاب ٹال دیا۔

اب آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کا لکھا ہوا نہیں ٹل سکتا، یہ بات بھی ٹھیک ہے لیکن جب بندے اپنے رب سے سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ اُس کے نتیجے میں آیا ہوا عذاب بھی ٹال دیتا ہے۔

جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہوکر نینویٰ کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جانے کے لیے کشتی میں بیٹھ گئے۔ کشتی اپنے سفر پر روانہ ہوئی۔ جب خاصی دور چلی گئی تو اچانک زور کی آندھی چلنا شروع ہوگئی اور کشتی ہچکولے کھانے لگی اور پانی کی لہریں بلند ہوکر کشتی میں گرنے لگیں۔ اس طرح کشتی میں پانی داخل ہونے لگا۔ جب پانی کی مقدار کافی ہوگئی تو اس بات کا خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں کشتی ہی نہ غرق ہوجائے۔ مسافروں کو ملاح نے مشورہ دیا: اگر جانوں کو بچانا ہے تو پھر تمام اشیا کو سمندر میں پھینک دیں، لہٰذا ہر چیز کو پھینک دیا گیا۔ اس کے باوجود اسے لگتا تھا کہ کشتی کسی وقت بھی الٹ سکتی ہے۔ انھوں نے سوچا اب تو باقی انسان ہی رہ گئے ہیں۔ اگر ان میں سے کچھ لوگوں کو سمندر میں پھینک دیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تو باقی لوگوں کی زندگی بچ سکتی ہے، مگر سوال یہ ہے کہ سب سے پہلے کس کو پھینکا جائے؟ کافی سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ قرعہ اندازی کی جائے، جب قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ حضرت یونس علیہ السلام بڑے نیک سیرت تھے اور کشتی والے انھیں بڑا پسند کرتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے قرعہ دوسری بار نکالا۔ پھر بھی آپ کے نام نکلا۔ مگر مسافروں نے آپ کو منع کر دیا۔ انھوں نے کہا: ایک بار پھر نکالتے ہیں۔ اللہ کی قدرت تیسری مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی تب بھی قرعہ آپ کے نام نکلا۔ اب حضرت یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ چنانچہ انھوں نے سمندر میں چھلانک لگا دی۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے بحیرہ روم کی ایک بڑی مچھلی بھیج دی اور وہ آپ کو نگل گئی۔ مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یونس (علیہ السلام) کی حفاظت کرے۔ ان کا گوشت نہیں کھانا، کیونکہ یونس علیہ السلام اس مچھلی کا رزق نہ تھے۔ پھر اللہ کے حکم سے مچھلی آپ کو لے کر تمام سمندروں کا چکر لگانے اور گہرے پانیوں میں گھومنے لگی۔ جب آپ مچھلی کے پیٹ میں پہنچ گئے تو آپ نے سوچا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں، لیکن جب اپنے اعضا کو حرکت دی تو جان گئے کہ آپ ابھی زندہ تھے۔ چنانچہ آپ اللہ کے لیے سجدے میں گر گئے اور عرض کی:

اے اللہ! میں نے ایک ایسی جگہ کو تیرے لیے سجدہ گاہ بنایا ہے کہ اس طرح کے مقام پر کسی نے تیری عبادت نہیں کی۔ آپ نے مچھلیوں کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے سُنا اور کنکریوں سے اللہ کی تسبیح سُنی۔ اب یہاں کئی اندھیرے تھے۔ مچھلی کے پیٹ کا، سمندر کا اور رات کا، ان اندھیروں میں مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ کی عبادت شروع کر دی۔ استغفار کرنے لگے اور اپنے اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ ان کی پکار کیا تھی؟ سورۃ الانبیاء (آیت: ۸۷) میں ہے:

﴿وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''اور ذوالنون (مچھلی والے کو یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پا سکیں گے، آخر اندھیرے میں (اللہ کو) پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصور وار ہوں۔''

اپنے رب سے کہنے لگے کہ اس مچھلی کے پیٹ سے مجھے نکال دیں۔ قرآنِ پاک میں ان کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ اللہ کی پاکیزگی بیان نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔ [الصّٰفّٰت: ۱۴۴] مگر یونس علیہ السلام کی دُعا عرش تک جا پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر اندھیروں اور رکاوٹوں میں سے اپنے بندے حضرت یونس علیہ السلام کی پکار کو صرف سُنا ہی نہیں بلکہ ان کی دُعا کو شرفِ قبولیت بھی بخشا۔

تین دن مچھلی کے پیٹ میں گزرے تھے، اللہ نے اُن پر رحم کر کے مصیبت سے نجات دے دی اور کہا کہ اپنی بستی کی طرف لوٹ جائیں۔ جب وہ واپس پہنچے تو قوم اُن کی منتظر تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو بھی مومن ہمیں اس طرح مصیبتوں میں پکارے گا، ہم اُسے نجات دیں گے۔

③ حضرت ایوب علیہ السلام نے (۱۸) سال کی آزمائشوں کے بعد بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی۔ سورۃ الانبیاء (آیت: ۸۳) میں ہے:

﴿ وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾

'' اور ایوب (کو یاد کرو) جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دُعا کو قبول فرمایا اور صحت کے ساتھ مال و اولاد پہلے سے دوگنا عطا فرمائے۔ سورۃ المومنون (آیت: ۱۱۸) میں دعائے رسول یوں مذکور ہے:

﴿ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اُن کی پکار کو کیسے سنا؟ جب انھوں نے اپنے رب کو آواز دی، اپنے اللہ کو پکارا کہ یا اللہ تیرے سوا کوئی بھی مجھے مشکل سے نکال نہیں سکتا تو اللہ نے اُن کی پکار کو سُن لیا۔ یہ تو اللہ کے نبی تھے، دوسری طرف اللہ کا دشمن ہے جس کی بیوی اپنے اللہ کو پکار رہی ہے، اس کا ذکر قرآنِ کریم کی سورۃ التحریم (آیت:۱۱) میں ہے:

﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''اور مومنوں کے لیے (ایک) مثال (تو) فرعون کی بیوی کی بیان فرمائی کہ اس نے اللہ سے التجا کی کہ اے پروردگار! میرے لیے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال سے نجات بخش اور ظالم لوگوں کے ہاتھ سے مجھ کو مخلصی عطا فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی پکار بھی سُنی اور مُراد بھی پوری کی۔ اب آپ یہ بتائیں کہ انھوں نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان کس کو وسیلہ یا سفارشی بنایا ہے؟ کسی کو بھی نہیں، سیدھا اپنے اللہ سے مانگا ہے جو سب کی حاجت پوری کرنے والا ہے۔

مشرکینِ مکہ اللہ کو ماننے کے باوجود کسی اور کو اللہ کے یہاں سفارشی ہی بناتے تھے۔ اب وہ کس کو سفارشی بناتے تھے؟ یہ جاننا بے حد ضروری ہے، کیونکہ وہ لوگ اللہ کے علاوہ جنھیں سفارشی مانتے تھے وہ عام لوگ نہ تھے وہ تو انبیاء، ملائکہ، صالحین اور ایسی شخصیتوں کو سفارشی بناتے تھے جن کے بارے میں ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ نیکو کار، پرہیز گار اور متقی ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا اور آپ ﷺ نے خانہ کعبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کا دروازہ کھولا تو خانہ کعبہ کے اندر آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں یا بت بنے ہوئے دیکھے اور ان کے ہاتھوں میں فال گیری کے تیر تھے [یہ تیر مشرکینِ مکہ فال نکالنے کے لیے استعمال کرتے تھے]

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تیر دیکھے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ مشرکینِ مکہ کو ہلاک کرے، کیونکہ ان لوگوں نے میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اتنی بڑی تہمت لگائی ہے کہ وہ فال گیری کرتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام عَمرو بن لحیّ تھا، جس نے سب سے پہلے اہلِ مکہ کو شرک و بُت پرستی کی دعوت دی تھی۔ اس نے قومِ نوح علیہ السلام کے زمانے میں جو نیک اور باوقار لوگ تھے، جن کا ذکر سورت نوح میں ہے اور ان کے نام کچھ اس طرح تھے: ''وَد، سُواع، یَعُوق، یَغوُث، نَسر'' ان صالحین کے بت بنا کر ان کو اللہ کا سفارشی اور اپنا دوست بنا لیا تھا۔

مشرکینِ مکہ تو شرک کرتے ہوئے بھی آج کے کلمہ گو مشرکوں سے اچھے تھے، کیونکہ ان لوگوں نے جن کو سفارشی بنایا تھا، وہ انبیا یا فرشتے تھے یا پھر وہ نیک و باوقار لوگ تھے جن کے تقوے اور طہارت کے بارے میں انھیں اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ حقیقت میں نیک اور متقی و پرہیزگار تھے، وہ تو ان ہستیوں کو اولیا مانتے تھے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے حقیقتاً اپنا مقرّب بنایا ہے۔ اس کے باوجود وہ لوگ مشرک تھے، کیونکہ انھوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، جب کہ اللہ زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ پاک ہے اور آج کے مسلمان جن لوگ کو اللہ تعالیٰ کا سفارشی اور اپنا دوست بنائے ہوئے ہیں، ان کا نام سنو تو ہنسی آتی ہے، لیجیے سنیے! کسی کا نام ''گھوڑے شاہ [اجمیر شریف]، طوطے شاہ [، گمنام شاہ [آصف نگر]، پتنگ شاہ، [تالاب کٹا] ۔ چینی شاہ۔ ایسے ناموں پر ہنسی نہیں آتی بلکہ شرم آتی ہے کہ آج ہم نے ایسے لوگوں کو اللہ کا دوست، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا ہوا ہے۔ جو اپنی مدد آپ کرنے پر قادر نہ ہوں وہ بھلا دوسروں کی مدد کیا کریں گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جو خود محتاج ہو دوسرے کا
بھلا اُس سے مدد کا مانگنا کیا

اگر کسی نے وسیلہ بنانا ہے تو خلوصِ نیت کے ساتھ کیے گئے اعمالِ صالحہ کے وسیلے کے ساتھ دُعا والتجا کرے تو یہ جائز ہے، لیکن اصحابِ رسول ﷺ تو اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے حکم کے ذرا بھی خلاف جانے کو کفر سمجھتے تھے جس کے واقعات معروف ہیں۔ آج ہم سب اپنے آپ کو بہت بڑے مسلمان کہلواتے ہیں، لیکن عمل سے کوسوں دور ہیں۔

آج جسے ہم اسلام سمجھ کر اس عمل کر رہے ہیں، یہ وہ اسلام نہیں جو شہرِ مدینہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم لے کر نکلے تھے۔ اسلام ہم تک پہنچا تو ضرور ہے لیکن عرب سے لے کر جو بھی راستے میں ملتا گیا اسے بھی ہم نے اسلام میں شامل کرلیا، اس طرح دینِ اسلام کی بنیاد ہی ختم ہوگئی اور ہم اس خوش فہمی میں ہیں کہ یہی اسلام ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے سچ ہی کہا تھا: ؎

رہا شرک نہ باقی وہم و گماں میں — یہ بدلا گیا آ کر ہندوستان میں
کرے غیر اگر بت کی پوجا تو کافر — کواکب میں مانیں کرشمہ تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھا دیں — نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
یہ دن رات مزاروں پہ نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگے دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
ہمیشہ سے تھا جس پہ اسلام نازاں — وہ دولت بھی آج کھو بیٹھے مسلماں
رہا شرک نہ باقی وہم و گماں میں — یہ بدلا گیا آ کے ہندوستان میں

اسلام آیا لیکن اپنی اصلی حالت سے بدل جانے کے بعد۔ تاریخی اعتبار سے یہ بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ایک غلط فہمی ہے کہ پاک و ہند میں دعوتِ اسلامی کا آغاز خواجہ معین الدین چشتی نے کیا، تاریخی اعتبار سے یہ بات بالکل غلط ہے۔ اسلام تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تقریباً ۲۲ ہجری میں جہاں آج کل ہندوستان کا شہر ممبی ہے، اس کے ساحلی علاقہ تھانا میں داخل ہو چکا تھا، آپ ایک نظر اس کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں اور سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کریں۔

یہ تھے مشرکینِ مکہ کے عقائد اور اعمال کی نسبت سے کچھ حقائق جو میں نے آپ سب کے سامنے رکھ دیے ہیں۔ اس لیے کہ کسی چیز کا علم رکھتے ہوئے اسے چھپانا یا پھر کسی کو آگاہ نہ کرنا یہ دین میں خیانت ہے، اب آپ ان حقائق کو سامنے رکھیں اور اپنے اعتقادات اور اعمال کا جائزہ لیں کہ کیا ہم راہِ حق پر ہیں یا نہیں؟

یہ دنیا چار روز کی ہے، کسی کو نہیں معلوم کب اور کہاں کس کا وقت آ جائے؟ اس لیے اپنے اعمال کی اصلاح کر لیں، کیونکہ حق آ جانے کے بعد پھر یہی ضد نہ پکڑے رہنا چاہیے کہ ہم تو اپنے بڑوں [باپ اور دادا] جیسا کرتے تھے ویسا ہی کریں گے کیونکہ کچھ لوگ اپنے ماحول اور ابتدائی تربیت کے زیرِ اثر ایسے نظریات قائم کر لیتے ہیں کہ پوری عمر اُن کے چنگل سے باہر نہیں نکل پاتے۔ اگر ہم قرآن اور صحیح حدیث کی رو سے حقیقت کو اُن کے سامنے بھی رکھیں گے تو بھی بات کو نظر انداز کرتے جائیں گے۔

یاد رکھیں! اگر آپ کا طریقہ عمل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ ہوا تو آپ کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا کیونکہ حق آ جانے کے بعد اگر ہم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں گے تو پھر گذشتہ قوموں کا انجام آپ جانتے ہیں۔

اُن کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول اور نبی آئے لیکن انھوں نے حق کو ٹھکرا دیا اور باطل کو گلے لگا لیا، پھر ان کی آخرت کیا تھی؟ وہ آپ جانتے ہیں۔ آج اللہ کریم نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم دینِ حق کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں، کہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک ہو جو ان لوگوں کے ساتھ ہوا، جو یہ کہیں گے کہ کاش! ہم رسول کی پیروی کرتے، کاش ہم فلاں کو اپنا دوست نہ بناتے۔ اگر آپ نے ایمان لانا ہے تو اس طرح ایمان لائیں جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دی ہے۔ سورۃ البقرہ (آیت: ۱۳۷) میں ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

''اگر وہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم (صحابہ کرام) ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے اور اگر منہ پھیر لیں (اور نہ مانیں) اور وہ (تمھارے) مخالف بھی ہو جائیں تو بھی وہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے کیونکہ اُن کے مقابلے میں تمھیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔''

یہ بات اللہ تعالیٰ نے کن کے بارے میں فرمائی تھی؟ مکے کے مشرکین کے متعلق! کیونکہ دعوتِ حق قبول کرنے سے انھوں نے منہ پھیر لیا تھا اور پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین

اگر آج بھی کوئی صدقِ دل سے اپنے اللہ پر کامل ایمان لے آئے تو دنیا کی کوئی چیز اس کو نقصان نہیں دے سکتی، کیونکہ جس نے اللہ کے ساتھ دوستی کر لی اس کے لیے وہ کافی ہوگیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ جہاں کہیں ہمیں اپنے عقائد میں کوئی غلطی نظر آئے تو فوراً اس کی اصلاح کرلیں اور توبہ واستغفار کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں، کیونکہ وہ بہت زیادہ مہربان، رحم کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''سارے کے سارے مسلمان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زیادہ توبہ کرتے رہتے ہیں۔"[1]

یاد رکھیے! جب گناہ کا احساس پیدا ہوجائے اور آپ یہ محسوس کرنے لگیں کہ ہم سے غلطی سرزد ہوگئی ہے تو سمجھ لیں کہ اب آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا دورازہ کھول دیا ہے۔ پھر عجز و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائیے، کیونکہ وہ ہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔ گناہ کے بعد احساسِ ندامت سے مغلوب ہوکر بارگاہِ الٰہی میں جھک جانا اور توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا، بندگانِ الٰہی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی خاص نسل سے محبت یا نفرت نہیں ہے۔ محبت یا نفرت صرف بندے کے اعمال و اخلاق کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی قوم یا فرد اچھے عمل کرتا ہے، ایمان اور اس کے تقاضوں کو صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے تو وہ اس کا محبوب ہے اور رب تعالیٰ اس کا معاون و مددگار ہے۔ اگر اس کے برعکس ایمان وعمل کے تقاضوں سے بے خبر کوئی قوم یا فرد ہے تو وہ اللہ کو ناپسندیدہ ہے اور دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی اس کا مقدّر ہے، یعنی وہ ہر قسم کی ہلاکت سے دوچار ہوگا۔

اسی لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جب بھی ہم قرآنِ کریم کی تلاوت یا مطالعہ کریں تو اس وقت ہم اپنے اخلاق و کردار کا جائزہ لیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہیں جو گزشتہ قوموں کی تباہی کا باعث تھیں!!

اسی طرح شرک اور بدعت کی دلدل سے بھی نکلنے کی کوشش کریں، جس میں ہماری اکثریت پھنسی ہوئی ہے، جو غضبِ الٰہی کا موجب ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اخلاق و کردار کی اصلاح کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ یااللہ! ہمارے اعمال وعقائد کی، ظاہر اور باطن کی اور ہمارے دین اور دنیا کی اصلاح فرما۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم قرآنِ کریم کی ابدی حقیقتوں پر سچے دل سے ایمان نہیں لائیں گے اور اس کی روشنی میں

[1] سنن الترمذي، ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث (٤٥١٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنے عقیدے وعمل کی بنیادوں کو صحیح نہیں رکھیں گے۔عمل کے لیے نیت اور اخلاص کی ضرورت ہے اورعقیدہ ہی عمل کی بنیاد ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

”اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلندیاں عطا فرماتا ہے اور اسی کی وجہ سے کچھ دوسروں کو پستی میں دھکیل دیتا ہے۔“[1]

قرآن پر عمل کا صلہ بلندی اور اس سے اعراض وغفلت کا نتیجہ ذلت و بربادی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم قرآنِ کریم کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

## مراجعِ درس

1. تفسیر ابن کثیر۔
2. سوئے حرم۔ تالیف: مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
3. عبادت میں شرک۔ تالیف: مولانا عبدالمتین
4. قصص الانبیاء۔ امام ابن کثیر۔ دارالسلام۔ لاہور
5. میں قبر پرست تھا۔ تالیف: عبدالمنعم الجداوی۔ترجمہ: کفایت اللہ سلفی

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٨٩٧)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# شرک کا انجام

حمد وثنا اور خطبہ مسنونہ کے بعد:

سرورِ کائنات ﷺ سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَىٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ [الزمر: ٦٥]

''(اے نبی!) آپ کی اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیا کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمھارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔''

## شرک کی تعریف:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و الوہیت اور اسما و صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے۔ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارنا، یا وہ عبادتیں جو صرف اللہ کے لیے خاص ہیں، انھیں کسی دوسرے کے لیے ادا کرنا، یا اللہ کے لیے ادا کرنے میں کسی دوسرے کو شریک کر لینا، جیسے نذر و نیاز، خوف و امید اور محبت و تعظیم وغیرہ یہ سب شرک ہے۔

## شرک...قرآن کریم کی روشنی میں:

شرک، اللہ کے اسما و صفات میں ہو یا اس کی ربوبیت میں، چاہے شرک اس کی عبادات میں سے کسی عبادت میں ہو، ہر شکل میں یہ انتہائی ہلاکت انگیز، بلا خیز اور ایمان لیوا گناہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورت انعام (آیت: ۸۸) میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ پیغمبروں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نام بہ نام ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

﴿ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

”اور اگر ان لوگوں نے بھی کہیں شرک کیا ہوتا تو ان سب کے تمام عمل برباد ہوجاتے۔“

اندازہ کریں کہ جس گناہ سے باز رہنے کے لیے انبیاے کرام اور امام الانبیا -صلوات اللہ وسلامه عليهم أجمعين- کو اس قسم کا خطاب کیا گیا ہو۔ اگر کوئی امتی اس گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اس کا کیا حشر ہوگا؟

جد الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے سورت حج (آیت: ۲۶) میں فرمایا:

﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا ﴾

”یاد کرو وہ وقت جب کہ ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی، (تو انھیں ہدایت کی تھی کہ) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔“

قرآنِ کریم میں حضرت لقمان کی وصیتیں معروف ہیں جو انھوں نے اپنے بیٹے کو دورانِ وعظ کی تھیں۔ جب ان کا آخری وقت آ گیا تو انھوں نے اپنے بیٹے کو جو مختلف وصیتیں کیں، جن میں سب سے پہلی وصیت یہی تھی:

﴿ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۖ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان: ۱۳]

”اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

اب آپ اندازہ کریں، حضرت لقمان اپنے بیٹے کو کیا کہہ رہے ہیں کہ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور اگر کوئی عام آدمی یہی گناہ کرے گا تو اسے کیسے معاف کیا جائے گا؟

آج اگر کوئی شخص کسی ملک کے حاکم کے خلاف بغاوت کرے اور اس کے متوازی حکومت قائم کرنا چاہے، یعنی اس کے خلاف حکومت قائم کرنا چاہتا ہو تو حاکم کے لیے وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



شخص انتہائی ناگوار ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ اس باغی کی سزا قتل قرار پاتی ہے۔ اب جسارت دیکھیں اس بندے کی جو ملک الملوک اور شہنشاہِ کائنات کے خلاف بغاوت پر اتر آتا ہے اور اس کی عبادت میں غیر کو متوازی حیثیت دے دیتا ہے تو ایسا شخص غضبِ الٰہی کا مستحق کیوں نہ ہوگا؟

اللہ تعالیٰ انتہائی رؤف و رحیم ہے، اس کی رحمت کا آپ اندازہ کریں کہ جو اس کی عبادت کرتا ہے اور جو نہیں کرتا، دونوں کو رزق، صحت، مال و دولت سے نوازتا ہے اور عفو و غفور ہے۔ یعنی جس کو چاہے گا اس کو معاف کردے گا چاہے اس کے گناہ زمین سے لیکر آسمان تک ہی کیوں نہ ہوں، مگر شرک کے معاملے میں سورۃ النساء (آیت: ۴۸) میں فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ بس شرک کو معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا (جس قدر بھی گناہ ہیں) وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا، اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ کر بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔“

سورۃ المائدہ (آیت: ۷۲) میں تو اللہ تعالیٰ نے بڑے شدید لہجے میں مشرک کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴾

”جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا، اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا (آخری) ٹھکانا نارِ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا (اس دن) کوئی مددگار نہیں ہوگا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کس دن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے... قیامت کے دن؟ جس دن ہر شخص کا حساب ہوگا۔ جو کچھ کسی نے کیا ہوگا، اسی کے حساب سے انعامات بھی ملیں گے اور عذاب بھی، یعنی عدالتِ الٰہی میں سب کے ساتھ عدل و انصاف ہوگا۔

ہم سب کو چاہیے کہ اس عارضی زندگی میں ہمیں جو وقت ملا ہے اس میں آنے والی دائمی زندگی کے لیے، جو نہ ختم ہونے والی ہے، کچھ ایسا کریں کہ جس کے بدلے میں ہمارا رب ہم پر راضی ہوجائے اور اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں کو معاف کردے، ہم سب پر اپنے رحمتیں اور برکتیں نازل عطا فرمائے، ہم سب کو نارِ جہنم سے محفوظ فرمالے اور جنت الفردوس عطا فرمائے کیونکہ اس کی رحمت کے سوا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔

## شرک کی تردید اور اس کا انجام ...حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں:

شرک کی مذمت و تردید اور اہلِ شرک کا انجام بد اللہ تعالیٰ کی کتاب کی روشنی میں تو بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک کی آخرت نارِ جہنم ہی مقرر فرمائی ہے، اب نبی آخر الزمان ﷺ کے چند ارشادات پیشِ کیے جارہے ہیں تاکہ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں شرک اور مشرک کا مقام متعین کیا جا سکے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم اور سنن ابوداود ونسائی میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ»

"سات ہلاکت انگیز اور بلاخیز چیزوں سے بچو۔"

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون کون سی ہیں؟ تب آپ ﷺ نے ان ساتوں کو ایک ایک کر کے شمار فرمایا، ان ساتوں میں سب سے پہلے جس کا نام لیا، وہ تھا:

«اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ» "اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو (اس کی ذات وصفات یا عبادت میں) شریک کرنا۔"[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٦١٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نبی کریم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا ہلاکت انگیز جرم اور بلا خیز گناہِ کبیرہ ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبیِ رحمت ﷺ نے اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے مخاطب ہو کر فرمایا:

«أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ؟»

''کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں آگاہ نہ کردوں؟''

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی تو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے کہا: کیوں نہیں؟ تب آپ ﷺ نے چار گناہوں کی نشاندہی فرمائی اور ان چاروں میں سب سے پہلے جس کا نام لیا، وہ تھا:

«اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ» ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا ذکر فرمائے۔[1]

اور مسلم شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«ثِنْتَانِ مُوجِبَتَانِ» ''دو چیزیں واجب کر دینے والی ہیں۔''

ایک صحابی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً دَخَلَ النَّارَ، وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً دَخَلَ الْجَنَّةَ»[1]

''جو آدمی اس حالت میں مر گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اس کی ذات وصفات

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٦٥٤) صحيح مسلم مع شرح النووي (١/ ٣/ ٨١)

[1] مختصر صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



یا اس کی عبادت میں) کسی کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ دوزخ کی آگ میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اس کی ذات وصفات یا اس کی عبادت میں) کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

صحیح بخاری ومسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

(( أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَ هُوَ خَلَقَكَ ))[1]

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے، حالانکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل و زنا کا ذکر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے سورت فرقان کی یہ آیت (۶۸) نازل فرما دی:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴾

''(اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وہ ہیں:) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے، نہ کسی کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ان امور کا ارتکاب کرے وہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔''

بخاری شریف میں ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

(( اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ ))[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٨٦١) مختصر صحيح مسلم (١/ ٣/ ٨٠)

[2] صحيح البخاري مع الفتح (٦٦٧٥) مشكاة المصابيح، رقم الحديث (٥٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔“

مسند احمد میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿أَوْصَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ﴾

”مجھے رسول اللہ ﷺ نے دس نصیحتیں فرمائیں۔“

ان میں سب سے پہلی نصیحت یہی تھی:

﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ وَإِنْ قُتِلْتَ أَوْ حُرِّقْتَ﴾[1]

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت بنانا، چاہے تمھیں قتل کیوں نہ کر دیا جائے، یا آگ میں کیوں نہ جلا دیا جائے۔“

اب آپ خود اندازہ کریں کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے؟ اگر اس کے بدلے میں آگ میں جلنا پڑے تو بھی یہ جائز نہیں ہے اور ایک ہم ہیں اس دنیا کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے لیے بڑے سے بڑا گناہ بھی کر گزرتے ہیں۔ آیئے! آج سب مل کر اللہ سے دعا کریں کہ جو گناہ ہم سے سرزد ہوگئے ہیں یا اللہ وہ ہمیں معاف فرمادے، ہمارے گناہوں پر درگزر فرما اور ہمارے حال پر رحم کر اور ہم سب کو گناہوں کی زندگی سے محفوظ فرمالے اور ہم سب کو اپنے محبوب بندوں میں سے شمار فرمالے۔ آمین ثم آمین

## شرک اور اس کی سزا:

مشرک کی سزا اور اس کی بخشش نہ ہونے کے بارے میں ”غنية الطالبين“ (ص: ۱۳۰) میں مرقوم ہے:

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا حساب لے گا۔ سوائے اس شخص کے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو

[1] مسند أحمد و طبراني كبير، صحيح الترغيب (١/ ٢٢٨) رقم الحديث (٥٦٩)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



شریک ٹھہرایا، اس کا حساب نہیں لیا جائے گا، بلکہ اسے سیدھا جہنم میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔''

نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ''فتوح الغیب'' میں لکھا ہے:

''شرک صرف بت پرستی ہی کا نام نہیں، بلکہ نفس پرستی بھی شرک ہے۔''

یعنی اللہ کے احکام اور اس کے فرامین کو چھوڑ کر خواہشات کی پیروی کرنا، رسم و رواج کی پابندی اور برادری کی خواہشات پر عمل پیرا ہونا بھی شرک ہے۔ قبروں پر سجدے کرنے والے پیر جیلانی رحمہ اللہ کے نظریہ توحید کے بارے میں ان ایمان افروز ارشادات پر غور فرمائیں۔ موصوف "غنية الطالبين" کے (ص: ۸۷) پر رقمطراز ہیں:

''حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حیرہ کی طرف گیا تو دیکھا کہ لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ لوگ آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتاؤ، اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرتا، تو کیا قبر کو سجدہ کرتا؟ میں نے عرض کی: نہیں، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرو، تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، کیونکہ اللہ نے مردوں کے عورتوں پر ایسے ہی حقوق مقرر فرمائے ہیں۔''

یہ بت یا صنم کیا ہے؟ اس سلسلے میں پیر جیلانی موصوف اپنی کتاب ''الفتح الربانی'' (مجلس: ۳۸) میں لکھتے ہیں:

''اے انسان! تو یہ کہتا ہے: "لا إلٰه إلا الله" ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں'' حالانکہ تیرے دل میں کئی معبودانِ باطلہ جاگزیں ہیں۔ اللہ کو چھوڑ کر ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وہ چیز جس پر تو بھروسا کرے یا امیدیں وابستہ کرے، وہ تیرا ''بت'' ہے۔''[1]

امام جیلانی رحمہ اللہ نے اپنے مریدوں کے نام جو آخری پیغام چھوڑا ہے، وہ ان کی کتاب ''فتوح الغیب'' میں مذکور ہے، جو کچھ یوں ہے:

''مرضِ وفات میں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ نے عرض کی کہ مجھے ایسی وصیت فرمائیے جس پر میں آپ کے بعد عمل پیرا ہو سکوں تو انھوں نے فرمایا:

''تجھ پر لازم ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ اور اس کی مخلوق میں سے کسی سے خوف زدہ نہ ہو، اللہ کے سوا کسی سے امیدیں اور حاجات وابستہ نہ کر۔ اپنے تمام کاموں کو اللہ کے سپرد کر، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسا نہ کر اور ہر حاجت اسی سے طلب کر۔ اللہ کی توحیدِ ذات و صفات میں پختہ کار رہ، کیونکہ توحیدِ باری تعالیٰ پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔''[2]

## شرک کے نقصانات

### شرک ایک عظیم جرم کیوں ہے؟

بعض لوگ توحید کا بیان سن کر یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ دنیا میں گناہوں کی بہت ساری قسمیں ہیں۔ آج امتِ مسلمہ برائیوں کے دلدل میں گرفتار ہے، شراب نوشی، قتل و خوں ریزی، زنا کاری، اغوا، سود اور رشوت جیسے بڑے گناہ عام ہیں، اس کے باوجود صرف توحید ہی کا بیان کیوں کیا جاتا ہے؟ کیا دوسرے گناہوں کو مٹانا ضروری نہیں ہے؟ ایسے تمام لوگوں کی خدمت میں قرآن و سنت کی روشنی میں اس اشکال اور شبہہ کا جواب پیش کیا جا رہا ہے،

[1] مرشد جیلانی کے ارشاداتِ حقانی (ص: ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰)

[2] حوالہ سابقہ (ص: ۱۵۳)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



تا کہ وہ خوب اچھی طرح یہ جان سکیں کہ دعوت میں توحید ہی کو اولیت کیوں حاصل ہے اور شرک سب سے بڑا گناہ کیوں ہے؟

## جواب:

ذیل میں ہم شرک کے چند نقصانات کا ذکر کر رہے ہیں، جن سے اس گناہ کی ہولنا کی واضح ہو جاتی ہے اور اس شبہے کا ازالہ بھی خوب اچھی طرح ہو جاتا ہے۔

① شرک ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے جس میں صفات و خصائصِ باری تعالیٰ میں مخلوق کو خالق کے مشابہ قرار دیا جاتا ہے اور مخلوق کو خالق کے ساتھ شریک کرنے میں مخلوق کو خالق کے برابر کیا جاتا ہے، حالانکہ مخلوق ہر لحاظ سے خالق کی محتاج ہے، نہ کہ اس کے برابر، اسی وجہ سے شرک سب سے بڑا ظلم ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ١٣] ”شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

کسی چیز کو اس کے مقام سے ہٹا کر دوسری غیر مناسب جگہ رکھنا ظلم کہلاتا ہے، اس لیے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اب اگر کوئی شخص یہ عبادت کسی مخلوق کے لیے کرے تو یہ بھی ظلم ہے۔

② شرک اتنا گھناؤنا اور سنگین جرم ہے کہ توبہ کے بغیر معاف نہیں کیا جاتا۔

③ اللہ تعالیٰ نے مشرک پر جنت حرام کر دی ہے۔ شرک کرنے والا دائمی جہنمی ہے۔

④ شرک ایک ایسا گھناؤنا اور عظیم جرم ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کے گزشتہ سارے اعمال اور تمام نیکیاں مٹ جاتی ہیں۔

⑤ شرک اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر عرب کے زیرِ معاہدہ مشرکین کے لیے ایک خاص حکم نازل فرمایا کہ مدتِ معاہدہ ختم ہو جانے کے بعد مشرکوں کا خون اور مال حلال ہے، جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [التوبة: ٥]

''مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور پکڑ لو اور گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ پر ان کی تاک میں بیٹھے رہو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکات دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا بہت مہربان ہے۔''

صحیح بخاری و مسلم میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

(( أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوْا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا)) [1]

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کا اقرار نہ کر لیں اور جب وہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کا اقرار کر لیں تو مجھ سے اپنے خون و مال کی حفاظت کر لیں گے، مگر اس کے حق سے۔''

⑥ کیا ایسے لوگوں کے لیے کافی نہیں ہے کہ امامِ کائنات ﷺ نے شرک کو سب سے بڑا گناہ کہا ہے؟ اس لیے جب ہمارے آقا ﷺ اسے سب سے بڑا گناہ کہیں تو ہمیں اسے فوراً مان لینا چاہیے۔ اس امت کے لیے شرک کو جرمِ عظیم سمجھنے ہی میں سب سے بڑی کامیابی ہے۔

توحید ہی مقصدِ زندگی ہے اور مرکزِ توحید سے ہٹ جانا سب سے بڑا ظلم ہے۔ اس کائنات میں عدل و انصاف کا اصل محور توحید ہے۔ اس روئے زمین پر توحید کے بغیر کبھی عدل قائم نہیں ہوسکتا۔ غور کیجیے کہ اس سے بڑی خیانت و ناانصافی اور اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش کی جائے؟!

## شرک اور اس کی اقسام:

شرک کی خباثت اور ہولناکی کو جاننے کے لیے شرک کی چند قسمیں بیان کی جا رہی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ہیں تاکہ آپ کو شرک کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوسکیں۔شرک کی دو قسمیں ہیں:

① شرکِ اکبر۔ ② شرکِ اصغر۔

شرکِ اصغر کی پھر دو قسمیں ہیں:

① شرکِ جلی۔ ② شرکِ خفی۔

شرکِ اکبر کبھی جلی ہوتا ہے اور کبھی خفی، شرکِ اکبر جلی کی مثال: قبروں پر سجدہ کرنا۔

شرکِ اکبر خفی کی مثال جیسے اللہ کے سوا کسی اور کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا، غیر اللہ پر بھروسا کرنا۔ ذیل میں ہر ایک کی تعریف اور مثال ذکر کی جارہی ہے تاکہ مدعا کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

## 1 شرکِ اکبر:

کسی عبادت کو غیر اللہ کے لیے خاص کرنا یا اس عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرنا شرکِ اکبر کہلاتا ہے، کیونکہ عبادت صرف اللہ کے لیے خاص ہے، جیسے غیر اللہ سے دعا کرنا، غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے لیے اس کی بارگاہ میں (مندر یا مزار پر یا جن و شیاطین کے لیے) جانور ذبح کرنا، نذر و نیاز کرنا، مُردوں، اصحابِ قبور یا جن و شیاطین سے خوف کھانا کہ کوئی تکلیف نہ پہنچادیں، یا کسی بیماری میں نہ مبتلا کردیں، اسی طرح غیر اللہ سے ایسی امیدیں وابستہ کرنا جو صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، مثلاً حاجت پوری کرنا، مصیبت دور کرنا وغیرہ۔سورت یونس (آیت: ۱۸) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

”اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو اُن کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کرسکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اُسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور (اُس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔''

## 2 شرکِ اصغر:

شرکِ اصغر سے بندہ دینِ اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا، البتہ اس کی توحید میں کمی آ جاتی ہے اور یہ شرکِ اکبر تک رسائی کا ذریعہ ہوتا ہے، جیسا کہ سطورِ بالا میں ہم نے بیان کیا ہے کہ اس کی دو قسمیں ہیں: شرکِ جلی اور شرکِ خفی۔

### شرکِ اصغر جلی:

یہ شرکیہ الفاظ اور شرکیہ افعال و اعمال ہوتے ہیں، جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا، جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

《مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ》[1]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

شرکِ جلی کی دوسری مثال جیسے کسی شخص کا یہ کہنا کہ اگر اللہ اور فلان نہ ہوتا، جیسے کہا جائے اللہ کہ اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا [نعوذ باللہ] جبکہ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ جیسا اللہ نے چاہا، پھر فلاں شخص نے ہمارا کام کر دیا، اس لیے کہ لفظ ''ثم'' [پھر] ترتیب [تراخی] کے لیے آتا ہے، جس سے یہ بات خود بخود عیاں ہو جاتی ہے کہ بندے کی چاہت اللہ کی مشیت کے تابع ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [التکویر: ۲۹]

''اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے۔''

جبکہ حرفِ ''واؤ'' مطلق جمع و اشتراک کے لیے آتا ہے، جس سے ترتیب و تعقیب کا

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥٣٥)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



مفہوم پیدا نہیں ہوتا، جیسے کسی سے کہا جائے کہ میرے لیے تو بس اللہ اور تم ہو، یا یہ کہا جائے کہ ایسا صرف اللہ اور تمھاری برکت کے طفیل ہے۔ یہ شرکیہ کلمات ہیں۔

شرکیہ افعال اعمال کی مثال جیسے کڑے پہننا، مصائب کے ازالے کے لیے دھاگا باندھنا، نظرِ بد سے بچنے کے لیے تعویذ پہننا، ان اعمال کے ساتھ جب کسی کا یہ عقیدہ بھی ہو کہ انھیں پہننے سے مصیبتیں دور ہوجاتی ہیں، بلائیں ٹلتی ہیں تو یہ شرکِ اصغر ہے اور اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ یہ چیزیں بذاتِ خود دفعِ مصائب کا ذریعہ ہیں، تو یہ شرکِ اکبر ہے، کیونکہ اس میں غیر اللہ کے ساتھ اس تعلق و ربط کا اظہار ہو رہا ہے جو صرف اللہ کے لیے خاص ہے۔

## ❀ شرکِ اصغر خفی:

یہ ارادوں اور نیتوں کا شرک ہوتا ہے، جیسے ریا کاری یا حصولِ شہرت کے لیے ایسے اعمال کیے جائیں جن سے بظاہر اللہ کی بندگی مقصود ہو مگر باطن میں اس سے ریا کاری یا شہرت و شاباشی اور لوگوں کی تعریف کا حصول مقصود ہو۔ ریا کاری سے بندے کے سارے اعمال تباہ و برباد ہوجاتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اخلاصِ عمل کی تعلیم دی ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ [الکھف: ۱۱۰]

”تو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے، اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔“

مسند احمد اور طبرانی میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«أَخوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ»[1]

---

[1] مسند أحمد (٥/ ٤٢٨، ٤٢٩) طبراني كبير (٤/ ٢٥٣)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



''مجھے تمھارے متعلق جس چیز کا سب سے زیادہ ڈر ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔
لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
ریا کاری [دکھاوے کے لیے کوئی عمل کرنا]۔''

جس طرح لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی دینی عمل کرنا شرکِ اصغر ہے، اسی طرح دنیاوی لالچ میں کوئی دینی کام کرنا بھی شرکِ خفی ہے، جیسے کوئی شخص صرف مال و دولت جمع کرنے کے لیے حج کرتا ہو، صرف تنخواہ کے لیے اذان دیتا ہو، یا امامت کراتا ہو، یا دعوت دیتا اور تبلیغ کرتا ہو، علم حاصل کرتا ہو یا جہاد کرتا ہو وغیرہ، ایسے لوگوں کے لیے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان میں بڑی عبرت ہے:

﴿ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْلَةِ اِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَ اِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ ﴾[1]

''ہلاک ہوا دینار کا بندہ، ہلاک ہوا درہم کا بندہ ہلاک ہوا کالی چادر کا بندہ، ہلاک ہو مخملی چادر کا بندہ، اگر اسے دیا جاتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔''

خالص کا مطلب ہی یہی ہے کہ اپنے تمام افعال و اعمال اور ارادہ و نیت میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو خالص سمجھا جائے اور اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہ ہو۔ شرکِ اکبر ہو یا شرکِ اصغر؛ یہ چیزیں توحیدِ خالص کے منافی ہیں۔

## شرکِ اکبر اور شرکِ اصغر میں فرق:

جب عمومی طور پر شرک کا لفظ بولا جائے تو یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اس سے مراد شرکِ اکبر ہے یا شرکِ اصغر؟ کیونکہ دونوں میں فرق ہے اور دونوں کے مرتکب کی سزائیں بھی مختلف ہیں، اگرچہ دونوں جرم ہیں، لیکن ہر ایک کی نوعیت جدا ہے۔ ذیل میں ان کا

[1] صحيح البخاري (٣/ ١٠٥٨) سنن الترمذي (٤/ ٥٨٨)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



فرق بیان کیا جا رہا ہے:

① شرکِ اکبر سے بندہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے، جبکہ شرکِ اصغر سے خارج نہیں ہوتا۔

② شرکِ اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہے گا، جبکہ شرکِ اصغر سے اگر کوئی جہنم میں گیا تو وہ اس میں ہمیشہ ہمیش نہیں رہے گا۔

③ شرکِ اکبر سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں جبکہ شرکِ اصغر سے سارے اعمال برباد نہیں ہوتے، لیکن ریا کاری سے اس عمل کی جزا نہیں ملتی ہے۔

④ شرکِ اکبر کے مرتکب شخص کا خون و مال حلال ہے، جب کہ شرکِ اصغر میں ایسا کچھ نہیں ہے۔

لیکن شرکِ اصغر ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے معمولی سمجھا جائے، کیونکہ شرکِ اصغر کا مرتکب بھی عظیم خسارے میں ہوتا ہے۔ شرکِ اصغر بڑے سے بڑے گناہ سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ بعض اہلِ علم نے قرآنی آیات کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے ہر قسم کے شرک کو ناقابلِ معافی قرار دیا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

## عقیدہ توحید کے متعلق تعلیماتِ شیخ جیلانی رحمہ اللہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی یا آپ کے مزار کو تو لوگوں نے شرک کا اڈا بنا لیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود عقیدہ توحید میں بڑے پختہ تھے اور اس سلسلے میں ان کی تعلیمات نہایت ایمان افروز ہیں، چنانچہ خالق کو چھوڑ کر کسی مخلوق سے مانگنے والے کو وہ بے عقل قرار دیتے ہیں، جیسا کہ ان کی تصنیف ''الفتح الربانی'' (۴/۱) پر لکھا ہے:

''وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام اشیا اسی کے قبضے و اختیار میں ہیں۔ اے غیر اللہ سے طلب کرنے والے! تو عقلمند نہیں ہے۔ کیا کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہ ہو، جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے (سورت حجر،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



آیت: ۹۲۱ میں ) فرمایا ہے: ''کوئی ایسی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہیں۔'' وہ ہر چیز کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے تھے اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی دخل نہیں مانتے تھے، جیسا کہ ان کی کتاب ''فتوح الغیب'' (مقالہ: ۳) میں لکھا ہے:

''ہر کام کا حقیقی فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا حرکت دینے والا اور ٹھہرانے والا کوئی نہیں۔ خیر و شر، نفع و نقصان، منع و عطا، بسط و کشاد، موت و حیات، عزت و ذلت اور امیری و فقیری اللہ کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

صرف اللہ ہی کے نفع ونقصان پر قادر ہونے کے بارے میں انھوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''غنية الطالبين'' (ص: ۱۱۵، طبع نول کشور) میں لکھا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا ہے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ اس کے سوا کسی مخلوق کو کوئی چارہ کار نہیں۔ اگر تمام مخلوقات مل کر کسی کو نفع پہنچانا چاہیں جو اللہ نے اس کے مقدر میں نہیں لکھا تو وہ اسے نفع نہیں پہنچا سکتیں اور اگر تمام مخلوقات کسی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائیں جو اللہ نے اس کی قسمت میں نہیں لکھا تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتیں، جیسا کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

''اگر آپ کو اللہ تکلیف پہنچائے تو اسے اس کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل وکرم پہنچاتا ہے۔''

پیر صاحب موصوف کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی نہیں بدل سکتا۔ چنانچہ وہ ''فتوح الغیب'' مقالہ (۴۲) میں لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے لڑکے! تو ہر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



وقت اللہ تعالیٰ کو نگاہ میں رکھ، (یعنی اس کے احکام وحدود کی حفاظت کر) اللہ تجھے اپنی حفاظت میں رکھے گا اور تو اسے مدد کرنے والا پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو صرف اللہ ہی سے کر۔ جب تو مدد چاہے تو صرف اللہ ہی سے مدد مانگ، کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے، اسے لکھ کر تقدیر کا قلم خشک ہو چکا ہے۔ اگر تجھے تمام بندے ایسا فائدہ پہنچانا چاہیں جو تیری تقدیر میں نہیں لکھا ہے، تو وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتے اور اگر تمام لوگ ایسا نقصان پہنچانا چاہیں جو تیرے مقدر میں نہیں لکھا گیا تو وہ اس کام پر بھی قدرت نہیں رکھتے۔"[1]

اس حدیث کو نقل کر کے موصوف فرماتے ہیں:

"ہر مومن کو چاہیے کہ اس حدیث شریف کو اپنے دل کا آئینہ، اپنا اوڑھنا بچھونا اور ہر وقت کا موضوعِ گفتگو بنالے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں اس پر عمل کرے، تاکہ دنیا وآخرت میں سلامت رہے اور اللہ کی رحمت کے ساتھ عزت پائے۔"[2]

## حاجت روا اور مشکل کشا کون؟

"فتوح الغیب" (مقالہ: ۳۰) میں امام جیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"تجھے صرف ایک ہی سے مانگنا چاہیے اور تجھے دینے والا بھی صرف ایک ہی ہے۔ تیرا مقصود بھی ایک ہی ہے اور وہ ایک کون ہے؟ وہ تیرا پروردگار ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہوں کی پیشانیاں اور تمام مخلوق کے دل ہیں۔"

نیز اپنی کتاب "الفتح الربانی" (ص: ۱۵) میں لکھتے ہیں:

"اسی (اللہ) سے سب کچھ مانگو، غیر اللہ سے نہ مانگو، اپنے جیسی مخلوق کے سامنے

[1] مسند أحمد (١/ ٢٩٣ تا ٣٠٣) صحيح الترمذي، رقم الحديث (٢٠٤٣)

[2] مرشد جیلانی کے ارشاداتِ حقانی (ص: ۸۲، ۸۶، مولفہ مولانا محمد حنیف یزدانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ذلیل نہ ہو، سوال بھی اسی سے کرو اور تیرا معاملہ صرف اسی کے ساتھ ہو، کسی دوسرے کے ساتھ نہ ہو۔“

اسی کتاب ”الفتح الربانی“ میں آگے چل کر (ص:۵۴۳) لکھتے ہیں:

”مومن لوگ اپنے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور صرف اسی سے امید رکھتے ہیں۔ اپنی حاجتیں اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں، کسی دوسرے کے سامنے نہیں۔ وہ صرف اسی دروازے کی طرف لوٹتے ہیں، کسی اور کی چوکھٹ پر نہیں جاتے۔“

اسی کتاب (ص:۳۰۹) میں مزید لکھتے ہیں:

”تجھ پر افسوس ہے! اگر اللہ تجھے مخلوق کے ہاتھوں نفع پہنچانا چاہے گا تو نفع پہنچائے گا اور اگر نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے گا تو ایسا ہی ہوگا۔ وہی ان کے دلوں کو مسخر کرنے والا ہے اور وہی نرم یا سخت بنانے والا، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، وہی دینے والا اور وہی نہ دینے والا ہے، وہی عزت و ذلت، بیماری وصحت دینے والا ہے، وہی پیٹ بھرنے والا ہے اور وہی بھوکا رکھنے والا ہے، وہی پہنانے والا، اور وہی ننگا رکھنے والا ہے، وہی مونس اور وہی وحشت طاری کرنے والا ہے۔ وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن، وہی سب کچھ ہے، نہ کہ کوئی دوسرا۔“

”غنیة الطالبین“ (ص:۱۱۳ عربی اردو مطبع نول کشور) میں لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے مقدر میں روزی لکھ دی اور تقسیم کردی ہے۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرسکتا اور نہ اسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اس میں کوئی درشتی وسختی واقع ہوسکتی ہے۔ نہ نعومت ونرمی اور کوئی شخص کل کی روزی آج نہیں کھا سکتا اور نہ زید کا حصہ (کسی دوسرے) عمر کو مل سکتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



"غنية الطالبين" ہی (ص:٦٦٣) میں لکھتے ہیں:

"اللہ کے بنائے ہوئے (اور اس کے حکم) کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کے بنائے ہوئے میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے۔ جسے اس نے عزت دی، اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا اور جسے اس نے ذلیل کر دیا، اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، جسے اللہ نے جمعیت بخشی، اسے کوئی پراگندہ نہیں کر سکتا، (اس کا شیرازہ نہیں بکھیر سکتا) اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔"

"غنية الطالبين" ہی (ص:٧٥٧) میں رقمطراز ہیں:

"(تورات میں ہے:) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ شخص ملعون ہے جو کسی اپنے جیسی مخلوق پر بھروسا کرتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مجھے اپنی بزرگی اور جلال کی قسم! جو شخص میرے سوا کسی دوسرے سے امیدیں رکھتا ہے، میں اس کی امید ضرور قطع کروں گا اور اسے ان ہی لوگوں کے مابین ذلیل و خوار کروں گا۔ اسے اپنی قربت سے دور اور وصل سے محروم کردوں گا۔ آیا سختی کے وقت میرے سوا دوسروں سے امیدیں رکھتے ہو اور اپنے خیالات سے غیروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہو؟ حالانکہ ان کے دروازوں پہ تالے پڑے ہیں اور ان کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔"[1]

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٥٧]

"اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے ان کو (کفر کے) اندھیرے سے نکال کر

---

[1] مرشد جیلانی کے ارشادات حقانی (ص: ١٠٣ تا ١٠٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(ایمان کی) روشنی میں لاتا ہے اور کافروں کے حمایتی طاغوت ہیں ان کو روشنی سے (ایمان کی جو اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی طرف میں رکھی ہے) نکال کر (کفر کے) اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخی ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے۔''

یہاں آپ ذرا غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں نے کے متعلق کیا فرمایا ہے کہ ایمان والے میرے دوست ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں، انھیں وہ اپنی آسمانی ہدایات کے ذریعے اندھیروں سے روشنی یعنی گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو دوست بنانے سے انکار کرتے ہیں، اس کے علاوہ کسی اور کو دوست بناتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں اور ان کا حشر کیا ہونے والا ہے؟ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکہف (آیت: ۱۰۲) میں فرمایا ہے:

﴿ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِيٓ أَوْلِيَآءَ ۚ إِنَّآ أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَٰفِرِينَ نُزُلًا ﴾

''کیا یہ کافر یہ سمجھے ہیں کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنائیں ہم نے تو ان کے لیے دوزخ کی مہمانی تیار کر رکھی ہے۔''

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں کے ٹھکانے کے متعلق فرما رہا ہے کہ جو لوگ اللہ کے علاوہ کسی اور کو کارساز بناتے ہیں یا اسے اپنا مددگار سمجھتے ہیں، قیامت کے دن وہاں کوئی کسی کے کام آئے گا نہ کوئی ولی اور نہ کوئی پیر ہی کام آئے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اِن سب کو جمع کرلے گا، گواہی کے لیے اور یہ وہاں کھلا انکار کردیں گے، اولیاء اللہ اور صالحین ان کے خلاف گواہی دیں گے اور کہیں گے: اے اللہ! ہم نے انھیں نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا دوست بناؤ، کیونکہ یہ بات ہمارے شایان شان نہیں تھی۔

مسلمانو! اگر آج آپ نے اپنے ''پیرانِ پیر'' کا دامن نہ چھوڑا تو اُس دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہاں جاؤ گے؟ کیونکہ اس دن وہاں اور کوئی دامن نہیں ہوگا، سب کے سب ننگے ہوں گے، یہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث بھی ہے جس کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

وہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، اس لیے آج آپ کو اللہ تعالیٰ نے صحت اور وقت بھی دیا ہے، لہٰذا آپ لوگ اپنے عقیدے کی اصلاح کر لیں اور اپنے رب سے دوستی کر لیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دوست بنانا کوئی مشکل کام نہیں، بہت ہی آسان ہے۔ اسے دوست بنانے پر تمھارا کوئی خرچ نہیں آئے گا، تمھیں اس کو کھلانا پلانا نہیں پڑے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ کریم میں فرمایا ہے:

﴿ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴾ [الذاریات: ۵۷]

”میں ان سے طالبِ رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں۔“

اللہ ہی کے پاس تمام زمینوں اور آسمانوں کے خزانے ہیں۔ اس کو کسی کی محتاجی نہیں ہے۔ یہ محتاجی تو ان قبروں کے مجاوروں، نام نہاد پیروں اور دھوکا باز مولویوں کو ہے، اسی لیے وہ آپ کو قرآنِ کریم کے قریب پھٹکنے نہیں دیتے اور آپ کو اولیاء اللہ کی جھوٹی کرامتیں بیان کر کے اپنی محتاجی اور فقیری کو دور کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں سے بچنے کی کوشش کریں، اپنے اللہ پر توکل کریں اور اسی کو اپنا مشکل کشا بنائیں، وہی ہم سب کا خالق و مالک ہے، اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیے۔ اس کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرنی چاہیے، تاکہ ہمارا اللہ کریم ہم پر راضی ہوجائے، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دل و دماغ کو ٹٹول کر دیکھیں! کہیں ہم سے کوئی ایسا کام تو نہیں ہو رہا جو نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ ہو؟

ہمیں اپنی زندگی کو نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گزارنا ہے اور جب تمام تر عبادات اور ہر قسم کے معاملات میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو سامنے رکھیں گے تب ہی ہم نبی مکرم ﷺ کے حقیقی اُمتی ہونے کا دعویٰ بھی کر سکتے ہیں اور ساتھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہی اللہ کی خوشنودی بھی حاصل ہوجائے گی، ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکہف (آیت: ۱۰۷، ۱۰۸) میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝١٠٧ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴾

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اُن کے لیے جنت کے باغ مہمانی ہوں گے۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ثابت قدم رکھے اور صحیح دین سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے طریقہ زندگی کو اپنالیں جیسا کہ کہا گیا کیا ہے کہ نبی ﷺ ہی کا طریقہ نیک اعمال ہونے کا ضامن ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے جنت ہی نہیں بلکہ جنت الفردوس جو امتیوں کے لیے سب سے اونچا مقام ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ وہ عطا فرمائے گا جہاں نہ غم ہوگا نہ کسی چیز کی کوئی پریشانی اور نہ کسی قسم کا فکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین

## مراجعِ درس

1. قبولیتِ عمل کی شرائط۔ تالیف: مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ
2. مختصر کتاب التوحید۔ تالیف: مولانا انصار زبیر محمدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "